إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ

بعون الله المعين الغفار قد طبع هذا مخزن النصائح للأخيار الموسوم باسم

مجالس الأبرار

١٢٩١

المترجم بالترجمة الهندية الموسومة باسم

خزينة الأسرار

١٢٩٠

بامر المخدوم الامجد المولوی عبد الاحد واهتمام العاجز محمد عبد الصمد عفا عنه الله الاحد

في المطبع الاحمدي الواقع في بلدة الكانفور

AsliAhleSunnet.com

مجالس الابرار شیخ احمد رومی حنفی ...

مصنفہ ...

مترجم مولوی ...

مطبع احمدی کانپور

۱۸۸۹

227.92

~~M22M~~

M28M

AsliAhleSunnet.com

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U6558

إن الأبرار لفي نعيم وإن الفجار لفي جحيم

بعون الله المعين الغفار قد طبع هذا المخزن النصائح للأخيار الموسوم باسم

مجالس الأبرار

١٨٩١

المترجم بالترجمة الهندية الموسومة باسم

خزينة الأسرار

سنه ١٣٠٩ھ

بامر المخدوم المجد المولوی عبد الاحد و اهتمام العاجز محمد عبد الصمد عفا عنه الله الاحد

في المطبع الأحمدي الواقع في بلدة الكانفور

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفۃ کتابہ المحکم ثم ھدی المحدثین بمصابیح
سب تعریف ہی اوس خدا کی لیے کہ بلند کین قدرین علما کے موافق معرفت کتاب اپنی کے جو مضبوط ہی پھر راہ دکھایا محدثون کو ساتھ چراغون

المصباح من شبہ الظلم وجعل علم الکتاب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واسبغ
روشن کے بیچ شبہون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کے اوس کے لیے کہ آگے گذری امتون مین اور پہنچائین

علیھم سوابغ النعم بعرفانہ بمصابیح السنۃ والعرفان المقدم واعزھم فی الدارین
اونکو پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کے چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی سے اور اونکو دین و دنیا مین عزت دی

واکرم واحترم علی العلمین فی السابق القدم بالقرآن الاحکم فقال الذین یجتنبون
اور اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سے اور ارشاد کیا جو لوگ بچتے ہین

کبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فمن اخر وقدم احمدہ حمد عاجز
بڑی گناہون سی اور بیحیائی کی کامون سے مگر کچھ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکہاتا ہی حکمتین پچھلون اور اگلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شکرما اولاہ من عظیم النعم واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا
کہ شکر گذاری کری اوسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبدہ ورسولہ الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل اللہ ان یختم لی کتاب العمل بھا اذ یختم صلی
اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سی مانگتی ہین کہ پوری کرے ہماری عمل کی کتاب اس گواہی پر ہم ختم کرین رحمت

اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم الذین ھم اولو الفضل والحکم ما عبد اللہ احمد واحترم ھذا
نازل کری اللہ تعالے اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکے یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب تک اللہ کے بندگی کرے احمد اور حرمت دار کیا یہ

المکتوب بالقلم شرح بعض صحاح الحدیث المعظم وبعض الحسان المفخم من کتاب مصابیح
کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب مصابیح

الظلم دافع الھم والالم جمعتہ لبعض اخوان الاخرۃ مع ضم ما وجدتہ فی الکتب المعتبرۃ
الظلم مین سے دور کرنیوالے غم اور الم کی ہی جمع کیا اوسکو واسطے بعضی بھائیون آخرت کی اور اوس مضمون معتبر کتابون مین سے ملا کر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقہ والکلام وتصوف الخیرۃ وابین ما فیہ من الاعتقادات
تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کرونگا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحیحۃ واعمال الاخرۃ واحترز عما فیہ من استمداد القبور وغیرہ من فعل الکفرۃ واھل
اور عمل آخرت کی اور بچاؤ بیان کرونگا اوسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل

INDIAN INSTITUTE OF ISLAMIC STUDIES
NEW DELHI

AsliAhleSunnet.com

الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس فى هذا الزمان جعلوا بعض القبور

ہوگا اور گمراہ اسے بدکار ہین جب مین نے اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہ دیکھا کہ اونھون نے بعضی قبرون کو

كالاوثان يصلون عندها ويذبحون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل

بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑھتے ہین اور قربانیان ذبح کرتے ہین اور اون سے وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتے ہین جو ایمان والون کو

الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع فى هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند

سزاوار نہین ایسی ہین نے یہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کرون تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوے

من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول فى

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کے مکر سے رستگاری کا اور آگ کے عذاب سے بچنے کا اور جنت مین

دار الجنان والله الهادى وعليه التكلان ولم ابال ما فيه من التكرار لما وقع فى

جانے کا ہو اور اللہ رستہ دکھانیوالا ہی اور اوسی پر بھروسا اور مکرر جو اسمین ہو گیا ہی اسکی کچھ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا

نصيحة الابرار وانبه ما فيه من الاحوال الذى يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال

بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہے اور سب حالات بیان کرونگا جنکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتے ہین

وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائق البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام مین نے مجالس الابرار و مسالک الاخیار و محائق البدع و مقامع الاشرار رکھا اور مین نے اسکو

على مائة مجلس المجلس الاول فى تمثيل من يذكر ربه ومن لم يذكره بالحى والميت فى بيان

سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنے مین اوس شخص کے کہ یاد کرتا ہی اپنے رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کے اور بیان مین

معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثانى فى بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالے کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کے جملہ اعمال حسنہ سے اور اوسکی اقسام کے بیان مین

المجلس الثالث فى بيان فضيلة الايمان ومن امن المجلس الرابع فى لزوم محبة النبى صلى

تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مومن کی چوتھی مجلس بیچ لازم کرنے محبت نبی صلے

الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس فى لزوم الايمان

اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنے ماباپ اور فرزند اور سب لوگون سے پانچوین مجلس بیچ لازم ہونے ایمان کے

بما جاء به النبى صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس فى بيان من

ساتھ اوس چیز کے کہ لائی اوسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور نہین جایز ہے مخالفت اوسمین چھٹی مجلس بیچ بیان اوسکے

رضى بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس

کہ راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اوسنے چکھا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس

السابع فى بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض المجلس

بیچ بیان اون چیزون کے کہ ایمان لایا جاوے اوپر اور بیچ بیان لازم ہونے ایمان کی ساتھ اونکے بطریق اجمال کے بحسب صحیح تر روایت کی اور بطریق تفصیل کے نزدیک بعض کی

الثامن فى بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف له المجلس

آٹھوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنے فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف

التاسع فى لزوم الاتباع للنبى صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر فى

نوین مجلس بیچ لازم ہونے اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لائی حضرت اوسکو اور اسمین کچھ تحقیق لکھی ہے مجلس دسوین بیچ

AsliAhleSunnet.com

بيان الفرق بين المؤمن والمسلم وبين المجاهد والمهاجر المجلس الحادي عشر
بیان فرق کے درمیان مؤمن اور مسلم کے اور درمیان مجاہد اور مہاجر کے مجلس گیارہوین

في بيان افضل الذكر وافضل الدعاء المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعة
بیچ بیان افضل ذکر اور افضل دعا کے مجلس بارہوین بیچ بیان بڑی سعادتمندی لوگون کی شفاعت کے ان

النبي صلى الله عليه وسلم يوم القيمة المجلس الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سی ہے مجلس تیرہوین بیان بین اسکے کہ خالص توحید

سبب لحرمة النار المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة المجلس
سبب ہوتی ہے حرام ہونے آگ جہنم کی مجلس چودہوین بیچ بیان ایمان نجات دینی والے کی روز قیامت کے مجلس

الخامس عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام وفيه تفصيل المجلس السادس عشر
پندرہوین بیان بین اسکے کہ ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے لیاقت واستعداد ایمان پر اور اسمین تفصیل ہے مجلس سولہوین

في تحقيق السعيد والشقي وبيان اقسام الكفر وغيره المجلس السابع عشر في بيان عدم جواز
بیچ تحقیق نیکبخت اور بدبخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کے مجلس سترہوین بیچ بیان نہ جایز ہونے

الصلوة عند القبور والاستمداد من اهلها واتخاذ السروج والشموع عليها المجلس الثامن عشر
نماز کے پاس قبرون کی اور نہ جایز ہونے مدد مانگنی کے مُردون سی اور نہ جایز ہونے چراغ اور شمع روشن کرنے قبرون پر مجلس اٹھارہوین

في اقسام البدع واحكامها وغيرها من الامور المهمة المجلس التاسع عشر في بيان بدعية
بیچ قسمون بدعتون کے اور احکام اونکے اور سوا اسکے امور ضروریہ کے مجلس انیسوین بیچ بیان بدعت ہونے

صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها المجلس العشرون في بيان فضائل الحج المبرور وبيان
نماز نفل کے جماعت سی مانند صلوة رغائب وغیرہ کے مجلس بیسوین بیچ بیان فضیلتون حج مقبول کے اور بیچ بیان

البدعة فيه المجلس الحادي والعشرون في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها المجلس الثاني والعشرون
بدعت کی بیچ اوس کے مجلس اکیسوین بیچ بیان فضائل زکوۃ کے اور خرابیون ترک اوسکے مجلس بائیسوین

في بيان فضائل الصوم مطلقا المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان المجلس
بیچ بیان فضائل مطلق روزے کے مجلس تئیسوین بیچ بیان فضیلت روزہ شعبان کی مجلس

الرابع والعشرون في بيان فضيلة احياء ليلة البراة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المكروهة
چوبیسوین بیچ بیان فضیلت جاگنے رات کی شب برات مین بطریق سنت کے اور پرہیز کرنی کی بدعت مکروہ سے

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب رؤية هلال رمضان وكراهة صوم يوم الشك
مجلس پچیسوین بیچ لازم ہونے تلاش رویت چاند رمضان کے اور کراہیت روزہ یوم شک کی

المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضان ورعاية حقه وتعظيم شانه المجلس
مجلس چھبیسوین بیچ بیان فضیلت رمضان کے اور اوسکی حق کی رعایت مین اور تعظیم شان مین مجلس

السابع والعشرون في بيان كيفية النية وما يفسد الصوم وما لا يفسده وما يلزم به الكفارة
ستائیسوین بیچ بیان کیفیت نیت روزہ کی اور اوس چیز کے کہ توڑتی ہی روزہ کو اور جو نہین توڑتے اوسکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو

وما لا يلزم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح وفضيلتها المجلس التاسع والعشرون
اور جو نہین مستلزم مجلس اٹھائیسوین بیچ بیان کیفیت تراویح کے اور فضیلت تراویح کی مجلس انتیسوین

AsliAhleSunnet.com

المجلس الثلثون فی بیان غائلة من افطر یوما من رمضان فیما یجب فیه الکفارة وغیرہ

مجلس تیسوین بیچ بیان گناہ اوسکے کہ افطار کرے اگر روز رمضان مین اوس حال مین کہ واجب ہو اوس مین کفارہ وغیرہ

المجلس الحادی والثلثون فی بیان سنیة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلتها

مجلس اکتیسوین بیچ بیان سنت ہونے اعتکاف کے اور طلب کرنے شب قدر کے اوس مین اور فضیلت وسکی کے

المجلس الثانی والثلثون فی بیان صدقة الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیه

مجلس بتیسوین بیچ بیان صدقہ فطر کے اور احکام عیدین کے اور بیان بدعتون کے عیدین

المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال وعدم جواز التشاءم به

مجلس تینتیسوین بیچ بیان فضیلت روزون شوال کے اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھنا جایز نہین ہے

المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلة ایام العشر الاول من ذی الحجة

مجلس چونتیسوین بیچ بیان فضیلت اول دہہ بقرہ عید کی

المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلة اهراقة دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیة ذبحه

مجلس پینتیسوین بیچ بیان فضیلت بہانے خون قربانی کے ایام قربانی مین اور بیان اقسام قربانی کے اور کیفیت ذبح کی

المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

مجلس چھتیسوین بیچ بیان فضیلت مہینے خدا کے کہ محرم ہے اور بیان روزے روز عاشورا کے

المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیه من البدع المکروهة

مجلس سینتیسوین بیچ بیان فضیلت روز عاشورا کے اور بیان اون بدعات کروہات کا جو اوس مین کیجاتے ہین

المجلس الثامن والثلثون فی بیان عدم سرایة المرض وعدم جواز الطیرة وعدم وجود الغول

مجلس اڑتیسوین بیچ بیان نہ لگ جانے بیماری کے کسیکو اور نہ جائز ہونے شگون بد کے اور نہ ہونے جنون کے

المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرة والفال المذموم واقسامهما ومدح فال المسنون وانواعه

مجلس انتالیسوین شگون اور فال بد کے بیان مین اور اوسکے اقسام مین اور فال مسنون کی مدح اور اوسکے اقسام مین

المجلس الاربعون فی بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون عمل الآخرة

چالیسوین مجلس بیان مین خوبی درنگ کرنے کے دنیا کے کاروبار مین سوا عمل آخرت کے

المجلس الحادی والاربعون فی بیان سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسوین مجلس بیان مین سبب بلاؤن کے اوترنے کا اور بیان مین سبب اوسکے دفع کے جو توبہ اور دعا سے ہے

المجلس الثانی والاربعون فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء وبعد النزول

بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا روک دیتی ہی بلا کو اوترتے وقت اور بعد اوترنے کے

المجلس الثالث والاربعون فی بیان مسنونیة الصلوة عند ظهور الآیة المخوفة والاشتغال بالامور المداقعة

تینتالیسوین مجلس اس بیان مین کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہونا ایسے امر مین جو روک دے

المجلس الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف وظهور الامور المخوفة المجلس الخامس

چوالیسوین مجلس بیان مین نماز سورج گہن اور چاند گہن کے اور ظہور امور خوفناک کے پینتالیسوین

AsliAhleSunnet.com

والاربعون فى بيان مسنونية صلوة الاستسقاء عند امساك المطر
مجلس بیان مین مسنون ہونی نماز استسقاء کی جب مینہ نہ برسی

المجلس السادس والاربعون فى بيان وجوب تعليم الفرائض والقرآن وتجويده ولحن الجلي والخفي
چھیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ واجب ہی سکہانا فرایض اور قرآن کا اور اوسکی تجوید یعنی اداءی حروف تیز اور بیان مین خطا پوشیدہ اور ظاہر کی

المجلس السابع والاربعون فى بيان جواز التغني فى القرآن وما لا يجوز فيه وغيره
سینتالیسوین مجلس اس بیان مین کہ جایز ہی خوش آوازی قرآن مین اور جو کہ جایز نہین اور سوا اسکی

المجلس الثامن والاربعون فى بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان
اڑتالیسوین مجلس بیان مین فضیلت مؤذن کی اور بیان مین سبب تقرر اذان کی

المجلس التاسع والاربعون فى بيان فضيلة الجمعة وفى تفضيل يومها على سائر الايام
انچاسوین مجلس بیان مین فضیلت جمعہ کی اور افضلیت اوس دن کی تمام دنون پر

المجلس الخمسون فى بيان المصافحة وبيان كيفيتها وفوائدها وبدعيتها فى غير محلها
پچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین اور بیان اوسکی کیفیت کا اور فوائد کا اور اوسکی بدعت ہونیکا بی محل

المجلس الحادي والخمسون فى بيان فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة والوعيد فى حق تاركها
اکیاون مجلس بیان مین فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی اور سزا مین اوسکی جو چھوڑنیوالی کی حق مین

المجلس الثاني والخمسون فى بيان فرضية الصلوة المفروضة واركانها تفصيلا
باون مجلس بیان مین فرضیت نماز فرض کی اور اوسکی ارکان کی تفصیل وار

المجلس الثالث والخمسون فى بيان فضيلة الصلوات الخمس وكونها كفارة للذنوب
ترپن مجلس بیان مین فضیلت پانچون نماز کی اور اوسکی کفارہ ہونی مین گناہون سی

المجلس الرابع والخمسون فى بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد فى تركها
چون مجلس جماعت کی فضیلت کی بیان مین اور اوسکی تارک کی باب مین جو وعید صادر ہوئی

المجلس الخامس والخمسون فى بيان صلوة الجنازة وكيفيتها
پچپن مجلس نماز جنازہ اور اوسکی کیفیت کی بیان مین

المجلس السادس والخمسون فى بيان قوله عليه السلام من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة
چھپن مجلس بیان مین آنحضرت علیہ السلام کی قول کی کہ جسکا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہووے جنت مین داخل ہوگا

المجلس السابع والخمسون فى بيان جواز زيارة القبور وعدم جوازها
ستاون مجلس زیارت قبور کی جواز اور عدم جواز مین

المجلس الثامن والخمسون فى بيان فوائد ذكر الموت ولزوم الاستعداد له
اٹھاون مجلس موت یاد کرنی کی فائدون مین اور مستعد رہنا اوسکی لیی

المجلس التاسع والخمسون فى بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه
انسٹھ مجلس طاعون کی حقیقت کی بیان مین اور نہ کرنہ اوسجگہہ مین جاوی اور نہ وہانسی بہاگی

المجلس الستون فى بيان فضيلة الصبر فى موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه
ساٹھوین مجلس صبر کی فضیلت کی بیان مین جہان طاعون نازل ہوا ہو اور اوس کی رفع کی واسطی دعا کرنی مین

المجلس الحادي والستون فى بيان فضيلة الصبر عند البلايا والمصائب
اکسٹھوین مجلس فضیلت صبر کی بیان مین بروقت بلا اور مصیبتون کی

AsliAhleSunnet.com

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
اور فضیلت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنی کی اوس وقت — باسٹھویں مجلس — بیان مین تحقیق اس حدیث کی

اغتنم خمسا قبل خمس الحديث وما يتفرع عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
غنیمت جانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اوسکی تفریعات — ترسیٹھویں مجلس — بیان مین حساب

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
بندہ کی قیامت کے دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب مین — چونسٹھویں مجلس — بیان مین حساب لیکے

نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة
اپنی ذات سے پہلی اس سی کہ اوس سے حساب لیا جاوے اور مناقشہ ہو کہ ہلاک ہو جاوے — پینسٹھویں مجلس مین — بیان رغبت دلانی امت کا

على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلثة المجلس السادس والستون
توبہ پر اور فورا واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینون معانی کا — چھیاسٹھویں مجلس مین

في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر المجلس السابع و
بیان قول علیہ السلام کا کہ اللہ تعالی توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جبتک نزع کو نہ پہونچی — سڑسٹھویں مجلس مین

الستون في بيان حال الكيس وحال الاحمق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
بیان حال دانا اور احمق کا — اڑسٹھویں مجلس مین — بیان

التقوى وحسن الخلق وحقيقتهما المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونو کی حقیقت — انہترویں مجلس مین — بیان اسکا کہ تلاش

كسب الحلال واي اطيب من المكاسب واقبح منها المجلس السبعون
حلال پیشہ کی لازم ہے اور کونسا پیشہ اچھا ہے اور کونسا برا ہے — سترویں مجلس

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
مین بیان احتکار کی حرمت کا اور جو جو احکام شرعی اس سے متعلق ہین

المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر يوم
اکہترویں مجلس — اس بیان مین کہ کونسا تاجر

القيمة فاجرا واي صادقا المجلس الثاني والسبعون
قیامت کو فاجر محشور ہوگا اور کونسا صادق — بہترویں مجلس

في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
آمادہ کرنی مین تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال

وافعاله المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
وافعال مین — مجلس تہترویں — بیان مین سود کی حقیقت

واحكامه وغوائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
اور احکام اور اوسکی نقصان کی — مجلس چوہترویں — بیان مین حقیقت بیع سلم اور اوسکی احکام کی

وغيره من انواع العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال الحرام والوعيد
اور سوا اوسکی انواع عقود — مجلس پچہترویں — اس بیان مین کہ سوال حرام ہے اور اوس مین سخت وعید ہے

AsliAhleSunnet.com

فیه وفی ای موضع یجوز المجلس السادس والسبعون فی بیان حقوق الممالیك

اور کس مقام پر جائز ہی مجلس چہتروین بیان مین حقوق غلامون کی

علی المولی وغیرہ من الاحکام المجلس السابع والسبعون فی بیان حرمة اللواطة

مالک پر اور سوا اس کی جو احکام مین مجلس ستتروین بیان مین حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغیرها المجلس الثامن والسبعون فی بیان حرمة شرب الخمر وبیان عقوبتها

اور اوس کی عذاب کی اور سوا اسکی مجلس اٹھترین شراب کی حرمت اور اوسکی عذاب

وسائر المنکرات المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة الغلول ووجوب التقسیم

اور جملہ ممنوعات کی بیان ہین مجلس اناسی غلول کی حرام ہونی کی بیان مین اور یہ کہ تقسیم کرنا

بین الغانمین المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ

غنیمت کرنیوالون ہین ضروری ہی مجلس اسی فتنون کی ظہور کی بیان مین اور جو مخالف شرع ہی اور کسطرح کیا جاوی اوسوقت

المجلس الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاء واخذه بالرشوة وحکومته

مجلس اکاسی بیان مین احکام قضا یعنی قاضی ہونی کی اور اوسکو لینا رشوت دیکر اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثانی والثمانون فی بیان من یجوز له الوعظ للناس ومن لا یجوز

جھوٹی گواہی سی مجلس بیاسی بیان مین اوس شخص کی جسکو وعظ کرنا جائز ہی اور جسکو نہین جائز ہی

وما یتفرع علیه المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الله تعالی یبعث لهذه الامة

اور اوسکی تفریعات مجلس تراسی بیان مین اسبات کے کہ اللہ تعالی اوٹھاتاہے اس امت کے لیے

علی رأس کل سنة من یجدد الدین المجلس الرابع والثمانون

ہر سو برس کی شروع پر اوس شخص کو کہ تازہ کرے دین کو مجلس چوراسی

فی بیان کیفیة السلام وافضلیة من بدأه المجلس الخامس والثمانون

بیان ہین کیفیت سلام کی اور بڑائی پہلے سلام کرنیوالے کی مجلس پچاسی

فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام المجلس السادس والثمانون

بیان ہین ترک کرنے کسی بھائی مسلمان کے تین روز سے زیادہ مجلس چھیاسی

فی بیان التحذیر من سوء الظن وهی التجسس المجلس السابع والثمانون

ڈرانے کے بیان ہین بدگمانی سے اور وہ غیر کے حال کی تلاش مجلس ستاسی

فی بیان النهی عن المصاحبة والمواکلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون

اس بیان مین کہ منع ہے مصاحبت اور کہانا فاسق کے ساتھ مجلس اٹھاسی

فی بیان افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله المجلس التاسع

اس بیان مین کہ افضل اعمال ہے محبت خدا کی راہ مین اور بغض خدا کی راہ مین مجلس نواسی

والثمانون فی بیان لزوم متابعة الرسول علیه السلام فی

اس بیان مین کہ لازم ہے متابعت رسول علیہ السلام کی امر

الامر والنهی ولا یجوز المخالفة المجلس التسعون فی

ونہی اور نہین جائز ہے مخالفت مین مجلس نوی

AsliAhleSunnet.com

بیان سبق رحمۃ اللہ وغلبتہا علی غضبہ وماہیتہما المجلس الحادی والتسعون فی بیان
رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کے بیان میں غضب پر اور دونوں کی حقیقت مجلس اکانویں اس بیان میں

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المواخذۃ
کہ شیطان پھرتا ہے انسان میں بجائے خون کے مجلس بانویں اس بیان میں کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسۃ مالم تعمل بہا او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان الشیطان لمۃ
نہیں جب تک اوس پر عمل کرے یا موں سے کہے مجلس ترانویں اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملک لمۃ لہ المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظہر الاسلام غریبا وسیعود
بنی آدم کے ساتھ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہے مجلس چورانویں اس بیان میں کہ اسلام پہلے اوٹھا غریب اور پھر ہو جاوے گا

غریبا کما ظہر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمۃ الصحۃ والفراغ وبیان مغبونیۃ
غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس پچانویں بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کے اور غبن میں ہونے

صاحبہما المجلس السادس والتسعون فی بیان نہی من اکل ما فیہ رائحۃ کریہۃ من دخول المسجد
صحیح و فارغ کے مجلس چھیانویں اس بیان میں کہ جو شخص کھاوے ایسی چیز جسمیں بدبو ہووے تو مسجد میں نہ جاوے

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیہ من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانویں اس بیان میں کہ لازم ہے ترک بیہودہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانویں

والتسعون فی بیان الوصیۃ فی حق النساء حال المعاشرۃ بہن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کے عورتوں کے حق میں اور اونکے ساتھ گذران کی حالت مجلس ننانویں

فی بیان تحقیق قولہ علیہ السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخرہ المجلس المائۃ فی بیان لزوم
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی تحقیق میں کہ استوصوا الخ مجلس سوویں اس بیان میں کہ لازم ہی

رعایۃ حق الزوج علی زوجتہ وبیان الوعید عند عدمہا المجلس الاول فی بیان تمثیل من
حق شناسی اپنے خاوند کی بیبی کو اور بیان سزا کا جب کہ نہ ہووے پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنے اوس شخص کے

یذکر ربہ ومن لم یذکرہ بالحی والمیت وفی بیان معرفۃ ذکر اللہ تعالیٰ قال رسول
کہ اپنے رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکو یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کے اور بیان میں ذکر اللہ کے فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ کمثل الحی والمیت ہذا الحدیث
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حال اوس شخص کا کہ رب کی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جو اپنے رب کی نہیں یاد کرتا جیسے زندہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابیح رواہ ابو موسی الاشعری کانہ علیہ السلام جعل فیہ الذاکر مثل الحی معرکونہ
مصابیح کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سے گویا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اسمیں یاد کرنیوالیکو مانند زندہ کی ٹھیرایا باوجود دیکہ

حیا لان المراد بالحی من لہ حیوۃ حقیقیۃ ابدیۃ وہی انما تحصل بذکر اللہ تعالیٰ لان الذکر
وہ زندہ ہے ہوتا ہے ایسلئے کہ زندہ سے وہ مراد ہی کہ جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ذکر

یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لہم الاستعداد لمعرفۃ رب العلمین والوصول الی الحیوۃ الابدیۃ
ذاکرین کے دلوں کو زندہ کر دیتا ہے اور باعث ہوتا ہے اونکے لیے سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کر دیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کے لائق بنا دیتا ہی

ودار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فہو بمنزلۃ المیت لکونہ خالیا عما یحیی قلبہ وعما یوجب
اور جو شخص یاد الٰہی نہیں کرتا وہ مردہ کے مانند ہے کیونکہ وہ اوس بات سے خالی ہے جس سے دل زندہ ہووے اور خدا کے

AsliAhleSunnet.com

له للمعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جس سے تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہے

ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من

استعداد معرفت الٰہی کے ہیں ہے اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سے علاقہ رکھتی ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال

اعضاء سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضاء دل کے تابع اور خدمت گذار ہیں دل ان اعضاء سے اس طور کام لیتا ہے جیسے بادشاہ رعیت سے اور ایسی برتتا ہے

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن

جیسے مولیٰ غلاموں کو اور دل کو طمانیت صرف یاد الٰہی سے ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد رکھو اللہ ہی کی یاد سے دل چین پاتے ہیں

القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل

اور سب سے بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کے لا الہ الا اللہ ہے اب بندۂ عاقل بالغ کو ضرور ہے کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه

مشغول رہے تاکہ اوسکا دل اطمینان پکڑوے اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کرے لیکن اس شغل سے پہلی اوسپر واجب ہے

ان يحصّل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

کہ اتنا علم عقائد سیکھی جس سے اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کے ٹھیک ہوجاوے اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا ينور بانوار

اہل بدعت کی شبہات سے بچ جاوے کیونکہ جب تک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مکدر رہتاہی تو اوسمیں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصّل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة

اور اوسپر یہ بھی واجب ہے کہ اتنا علم فقہ بھی سیکھ لے جس سے اوسکے اعمال موافق شریعت پاک کے صحیح اور درست ہوجاویں

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان اصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية

اور نہیں تو بڑے کام کر بیٹھنا بغیر محکم کرنے اصول کے اور ٹھیک دریافت کرنے طریقوں کے شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية

داخل ہے جو ایسے شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہے اس لیے کہ ایسا جاہل کبھی فریب میں آکر نادانی سے خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہے اور اصل میں وہ استدراج ہوتاہی اور اوسکی حق میں طرح طرح کے

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد

گمراہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص شغل ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتاہے پہلے اون کہ سیکھی علم عقائد کے کہ جنسے ہیں اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح

اہل سنت و جماعت کے مذہب پر صحیح ہو جاوے اور بدعتیوں کی شبہات سے بچ جاوے اور بدون سیکھی علم فقہ کہ جنسے ہیں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حسي لبعض الاشياء او امر خارق

اوسکے اعمال مطابق شریعت پاک کے صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعید ہے کہ اوسکو بعضے محسوسات کا کشف ہونے لگے یا کوئی بات کہ اسمیں سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكي كثير من ذلك عن بعض الكفرة

خلاف عادات میں سے ریاضت کے موافق یا شیطانی دہوکے سے ہو جاوے چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضے کفار

AsliAhleSunnet.com

للمرتاضين فيظن انه ولاية وكرامة وهو فى الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية
ریاضت منش کے مشہور ہیں سمجھتا وہ ان خیال کرتا ہے کہ یہ ولایت اور کرامت ہے اور اصل میں وہ مکر و استدراج ہوتا ہے کرامت ہے اور نہ ولایت

اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات
اسلیے کہ کشف اور امر خارق کبھی کبھی یعنے ایسے راہب وغیرہ کے ہی ہو جاتا ہے جو بڑی بڑی محنت اختیار کرتے ہیں

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سبب التصفية
باوجودیکہ اونکے عمل اور اعتقاد فاسد ہوتے ہیں پھر اسکا کیا اعتبار ہے اسلیے کہ اللہ تعالے نے بیشک ریاضت دلون کو ایسا صاف کر دیتا ہے

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى
کہ جس سے کشف اور کشف کے مانند اور خوارق ہونے لگتے ہیں اور اس سے اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة
اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتے اور یہ بات یقینی معلوم ہے کہ خوارق کو کچھ معجزے اور کرامت ہی سے خصوصیت نہیں ہے

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل على او اعتقادى يحكم بكونها
بلکہ بعضی وقت استدراج بھی ہوتا ہے پھر اگر یہ امر خارق ایسے شخص سے پیدا ہووے جس کا عمل یا اعتقاد باطل ہے تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه
استدراج ہی سمجھا جاویگا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تو وہی ہے کہ امر عادت کے خلاف ایسے صالح آدمی کے ہاتھ سے ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء
اور یہ پچھلی قید استدراج سے احتراز کے لیے ہے کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہے کہ امر خلاف عادت اشقیا کے ہاتھ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر على
جیسے دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنے والے کیونکہ خوارق جیسے پرہیزگاروں کے ہاتھ پر ہوتے ہیں

يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير سببا
اشقیا کے بھی ہاتھ پر ہو جاتے ہیں سو جو امر خارق ایسے شخص کے ہاتھ پر ظاہر ہو جو شرع کی حکومت کا مطیع ہے تو

لمزيد مجاهدته فى عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع
اوسکے مجاہدے عبادت کو زیادہ بڑھا دیگا اور جو امر خارق ایسے شخص کے ہاتھ پر پیدا ہو جو شرع کی حکومت کا مطیع نہیں

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام
تو اوسکو اور بھی دوری اور غرور بڑھیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخر کو اسلام کی رسی اوسکے گردن میں سے نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر
حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنا دیگا اسلیے بندہ ذاکر کو یہ واجب ہے

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا
کہ اپنے تمام اعمال جب تک ہوش و حواس میں ہے احکام شرع کے موافق رکھے اور اوسکو یہ جائز نہیں ہے کہ کبھی بھی کسی وقت کوئی عمل

لاحكام الشرع فى وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن
احکام شرع کے مخالف عمل میں لاوے اور شرع کے احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنے بدن سے علاقہ رکھتی ہیں

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل
اور ایک قسم وہ جو باطن یعنے دل سے علاقہ رکھتی ہیں اور یہ دونو قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جس کا کرنا واجب ہے

AsliAhleSunnet.com

والاخر يجب فيه الترك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہے پس تمام احکام شرعی چار طرح کے ہوئے پھر وہ قسم جو بدن سے متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہے

فيه الفعل التكلم بكلمتى الشهادة واقامة الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وصوم رمضان وحج
دونون کلمۂ شہادت کے پڑھنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور رمضان کے روزے اور کعبہ کا حج

البيت وجهاد الكفار والامر بالمعروف والنهى عن المنكر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنے اور بری سے روکنا اور سوا اسکے اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سے متعلق اور اوسکا ترک واجب ہے خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغيبة والنميمة والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
اور غیبت اور چغلی کھانے اور جھوٹ بولنا اور دیکھنا ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہے اور ایسی آواز سننی جس کا سننا حرام ہے اور سوا اسکے

المحرمات والمكروهات ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور عمل کرنا واجب ہے توبہ اور اخلاص

والتوكل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميدة والخصال الجميلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکے اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین

ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الترك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور ترک واجب ہے تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکھلاوا اور حسد اور سوا اسکے

من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حكما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
اور بدخوبیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کرے کسی ایک حکم کا ان چارون حکمون سے

عصى الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس فى هذا
وہ خدا کا نافرمان ہے اور اوسکے عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہو سکتا ہے اور بعضے لوگ

الزمان يدخلون الخلوة ثلثة ايام واكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
زمانے میں تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کھینچ کر پھر فارغ ہو جاتے ہین اور جب ایک یا دو بار چلہ کر چکے

يدعون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
تو دعوی کرنے لگے کہ ہمکو سب حالات کھل گئے اور عمدہ لوگون کا درجہ پا لیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کیے جاتے ہین

واذا انكر عليهم ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك فى العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اون سے اوسکے اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنے لگتے ہین میان یہ علم ظاہر مین حرام ہے اور ہم تو باطنی علم والے ہین سو یہ امر

حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہے اور قربت الٰہی بدون چھوڑنے علم ظاہری کے نہین ملتی تم

الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نصل الى الله تعالى فينكشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سے فائدہ لیتے ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدد سے خدا کی درگاہ مین جا پہنچتے ہین پھر ہمپر سب علوم کھل جاتے ہین ہمکو

الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا اصدر منا مكروه او حرام نهى عنه فى المنام
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سے پڑھنے کی کچھ حاجت نہین ہے اور ہم سے جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہے تو خواب مین ہمکو ممانعت

AsliAhleSunnet.com

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتے ہیں اب جسکو تم حرام بتاتے ہو ہمکو اوس سے خواب میں منع نہیں کیا سو ہمنے جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہے

ونحو ذلك من الترهات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة

اور اسیطرح کی خرافات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی باتیں بکتے ہیں کیونکہ اسمیں ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع

کی حقارت ہے اور بے اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہے ہر اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنے

امثال تلك الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلا شك ولا تردد

قائل کے اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھے کہ بلا شک اور بے تردد اور بغیر توقف

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد

اور نہیں تو وہ بھی اوس گروہ میں داخل ہے اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فیریهم فی بعض الازمان اشیاء

اس نوبت کو پہونچا تو انمیں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہوگیا پھر وہ شیطان اونکو بعضے دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھا دیتا ہے

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولا یعلمون

پس یہ قوم دہوکا کہا کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتے ہیں اور خدا کے نزدیک ہم عزت والے ہیں اور یہ خبر ہے نہیں

ان الشیطان لا یزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بحواجسهم وما یهوی

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر میں یوں پکا دیتا ہے کہ اپنی توہمات اور خواہشوں کے موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره

بدون موافقت شرع کے عمل کیا کریں پھر یہ کہتے ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہے تو اوسکے سب خطرات خطا سے

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة

بچی ہوئے ہوتے ہیں اور یہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دہوکا ہے کیونکہ خطرات تین طرح کے ہوتے ہیں رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه

اور شیطانی اور نفسانی پھر انسان کیسے ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کرے پر شیطان

ونفسه لا یفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست

اور نفس اوسکے ساتھ ہی رہتے ہیں مرتے دم تک جدا نہیں ہوتے اور شیطان اوسمیں ایسی پھرتا ہی جیسی بدن میں خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده

انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کے واسطہ ہیں واسطے پونہچا دینے امر اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی

اور سزا اور سوا انبیا کی کوئی معصوم نہیں ہے اب جو شخص یہ خیال کرے کہ اوسکو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں جسکو وہی کافی ہے

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من

جو دل میں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہے کافر ہی اسلیے کہ دل میں جو خطرہ آتا ہے تو شاید کہ

القاء النفس او الشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ ادہر توجہ جبتک کہ احکام نبوی کے مقابل کیا جاوے

AsliAhleSunnet.com

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان فى النوم او اليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه

اور اسکے لیے موافقت کا شاہد چاہیے کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہے وہ سب درست نہیں ہوا کرتا بلکہ بعضے

من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام

خطرات نفسانی و بعضے وسوسہ شیطانی ہوتے ہیں اور بعضے اللہ کی طرف سے بواسطہ

ملك الرؤيا فلا بد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين

فرشتہ خواب کے بھی ہوتے ہیں پھر ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہیے جس سے معلوم ہو کہ یہ خطرہ کس قسم کا ہے جب یہ ثابت ہو جائے

انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لا يحتاج

کہ اللہ کی طرف سے ہے تب ایسا عالم چاہیے کہ اوس سے مراد کو سمجھے کیونکہ اوس مراد اگر ظاہر ہے تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فيأول بتاويل

تاویل کی کچھ حاجت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہے اور اگر مراد ظاہر نہیں ہے تو تاویل کی حاجت ہے پھر صحیح تاویل کرنی چاہیے

صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة فى كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما

چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کے کلام ہیں پر اونکی مراد

قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح

بعضی جگہ ایسی ظاہر ہوتی ہے کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو وہاں تاویل کی حاجت پڑتی ہے اور

العلماء بان الالهام وكذلك الرؤيا فى المنام ليس شئ منهما من اسباب المعرفة بالاحكام

علما صاف کہہ چکے ہیں کہ الہام اور ایسی ہے نیند کے خواب ان دونوں سے معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی

خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر

خاص کر جبکہ یہ دونوں کتاب اللہ اور سنت رسول سے برخلاف ہوں حضرت عمر

بن الخطاب رضى الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع فى قلبه الخواطر لا يلتفت

بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کے پیشوا تھے تو بھی جب اونکے دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ

اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى

نکرتے اور نہ اوس پر یقین کرتے اور نہ اوسکے موافق عمل کرتے جب تک اوسکو کتاب اور سنت کے مطابق نکر لیتے اور یہ جہال جب

احدهما ادنى شئ فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من

کوئی ادنی بات معلوم کرتے ہیں تو اوسی پر اپنے خطرات کو بکا لیتے ہیں اور کتاب اور سنت کے طرف کچھ توجہ نہیں کرتے اور طریقت کے محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم

علما کتاب اور سنت ہی سے سند لیتے تھے اور اپنے افعال اور مجاہدات اور مکاشفات کو انسے تول کر دیکھتے

فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا

پھر جس عمل کو ان دونوں ترازو یعنی کتاب و سنت میں کم وزن پایا اور ان دو شاہد عدل کی گواہی سے ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہیں کرتے تھے اور نہ اوسطرف توجہ کرتے تھے

اليه قال ابو سليمان الدارانى ربما يقع فى قلبى نكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين

ابو سلیمان درانی فرماتے ہیں ایک نکتہ اس قوم کے نکات میں سے اکثر میرے دل میں آتا ہے سو میں اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل

من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص

کتاب اور سنت کی نہیں مانتا اور ابو سعید خراز کہتے ہیں جو الہام ظاہر شرع کے برخلاف ہو سو وہ باطل ہے اور ابو حفص کبیر فرماتے ہیں

AshAhleSunnet.com

الکبیر من لم یزن افعاله واقواله واحواله بمیزان الکتاب والسنة ولم یتهم خواطره فلا تعدوه
جو شخص اپنے افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولے اور اپنے دل کے خطروں کو کیا بہ جانے تو اوس کو

فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی یتربع
مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتے ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اتنا کہ وہ اوپر ہوا میں

فی الهواء او مشی علی الماء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
پالتی مارے بیٹھا ہو یا پانی پر پھرتا ہو تو بھی اوسکے فریب میں نہ آؤ جب تک یہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ

الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہے اور جنید بغدادی فرماتے ہیں اللہ کی جانب کی رستے اتنے ہیں جتنے نفوس

الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور کہتے ہیں کہ جنید نے حلاج کے قتل کا

لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هولاء الکرام مع
فتوی انا الحق کے کہنے پر دیا تھا اب اے ہوشیار حق کے طالب دیکھ تو کہ ان تمام بزرگوں نے با

کونهم عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
وجودیکہ طریقت کے بڑے بڑے مشائخ اور حقیقت کے بڑے بڑے بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سے تمسک کیا اور کسی بات میں

فی شیء اصلا فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
اصلا مخالفت نہیں کی بنا بریں ہر شخص ذاکر شاغل پر واجب ہے کہ اپنے تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سے تمسک

وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان الموثر النافع من الذکر هو الذی
کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نہ کیا کریں لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہے جو

علی الدوام مع حضور القلب واما الذکر مع ذهول القلب فهو قلیل الجدوی لان للذکر
ہمیشہ اور دائمی دل کی توجہ سے ہو اور جو ذکر دل کی غفلت کے ساتھ ہوتا ہے وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا

اولا واخرا اوله یوجب الانس والحب واخره یوجبه الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سے محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہو جاتی ہی اور مقصود یہ ہے انس

والحب لان الذاکر فی ابتداء امره یکون متکلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الی ذکر الله تعالی
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنے دل کو بزور تکلف وسوسوں سے ہٹاکر ذکر کی طرف کھینچتا ہے

فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره
پھر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوس سے اوسکو انس ہو جاتا ہی اور اوسکے دل میں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہو جاتا ہی

بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفا یقع فی
ایسا کہ وہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شی کو محبوب رکھتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شی کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سے ہو

قلبه حبه والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم
اوسکے دل میں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلف سے ہوتا ہی آخر کو ایسا انس اور محبوب ہو جاتا ہے کہ

یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر الله تعالی
اوس سے صبر دشوار ہو جاتا ہی پھر تو بالعکس یعنے عاشق معشوق ہو جاتا ہے اور حال مطلوب پھر جب ذاکر کو یاد الہی سے محبت ہو جاتی ہے

AsliAhleSunnet.com

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت

غیر اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اوسکا کامل فائدہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرتے وقت تمام ماسوی اللہ سے الگ ہو جاتا ہے

ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اوسکے ساتھ گور مین نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر ہوگا ذکر سے انس اوس تھا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده عن

تو فائدہ دیکھیگا اور مزا پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سے باز رکھتے تھے جاتے رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سے باز رکھتے تھے

ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلي بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کے بعد کوئی روکنے والا باقی نہین رہتا اب گویا کہ اوسکو محبوب کے ساتھ خلوت ملے اور ایسے

السجن الذي كان فيه ممنوعا به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سے چھوٹ گیا جسمین اپنے محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کے بعد اوسی مزا اوٹھاکر آخر

ينزل في جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله سوى

جوار الٰہی مین جا پہنچتا ہے اور ذکر سے درجہ بڑھ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہے کیونکہ غرض تو اوسکو لا اله الا الله کے ذکر سے سوای

الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله ينتفي

اللہ تعالی کے اور کچہ نہین تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہے اور جو معبود ہے وہ الٰہ ہوا اور لا اله الا الله کے دائمی ذکر سے

جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض المواضع

تمام باطل معبود جاتی رہتے ہین اسی واسطے اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعض روایت مین مطلق ذکر کیا ہے

وفي بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة والسلا

اور بعض روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم یون روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال للمقال

فرمایا جسنے لا اله الا الله اخلاص سے کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کے معنے مطابق ہونا حال کا قول سے

فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من

پھر جسنے لا اله الا الله زبان سے تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کے نہوا تو اس مین ذرہ بھی

الاخلاص فيكون امره في مشية الله تعالى ولا يؤمن في حقه الخطر

اخلاص نہین ہے اور اسکا معاملہ مشیت الٰہی مین ہے اندیشہ سے صاف نہین ہے

المجلس الثاني

دوسری مجلس

في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سے اور اقسام کے بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها في درجاتكم

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہو تو بتا دون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم

اور تمہارے حق مین بہتر سونا چاندی صدقہ دینے سے اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کرکے تم اون کے سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح

اور وہ تمہارے سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہ حدیث مصابیح کے حسن حدیثون مین ہے

AsliAhleSunnet.com

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب
ابو الدردا کی روایت سے اور ذکر اللہ تمام عبادات سے بہتر اور سونا

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى
چاندی بانٹنی اور جہاد سے بہتر اسلیے ہے کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہیں اور اصل میں

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما
اعلیٰ مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہے لیکن اسکی دو قسم ہیں ایک تو

ذكر باللسان والآخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالآذان
ذکر زبان سے اور دوسرا ذکر دل سے پھر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتے ہیں کانوں سے سنے جاتے ہیں

يحصل بالحروف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالآذان
حروف اور آواز سے مرکب ہوتے ہیں اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتے ہیں اور نہ کانوں سے سنا جاتا ہے

بل هو فكر وملاحظة القلب وهو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا
بلکہ وہ فکر اور دل کی سوچ ہے اور یہی ذکر اعلیٰ مرتبہ کا ہے اور کیا بعید ہے کہ مراد ذکر سے اس حدیث میں یہی

الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما
دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینے پر یہی ذکر فائق ہے اسواسطے

جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبد
کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اور ذکر کا یہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہے

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه ويستولى عليه بحيث يحتاج في
کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سے بلاناغہ کرتا رہے تا کہ ذکر اوسکے دل میں جگہ پکڑ جاوے اور اوسپر اتنا غالب ہو جاوے کہ دل کو ذکر سے اور رجوع کی

صرفه عنه الى غيره الى تكلف كما كان في ابتدائه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حصوله
طرف پھیرنے میں تکلف کرنا پڑے جیسا کہ ابتدا حال میں ذکر کی طرف دل لگانے کیواسطے تکلف کرنا پڑتا تھا لیکن ذکر کا دل میں

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن
ایسا قرار پکڑنا معرفت الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اوس کا ذکر

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر
دل اور زبان سے کب کریگا اور طریق معرفت الٰہی کا دو وجہ پر ہے ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر و
اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پھر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان التزموا ملة من ملل الانبياء فهم المتكلمون والا فهم الحكماء المشاؤون
برہان والے اگر کسی دین کی سماوی دینوں میں سے معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتے ہیں اور نہیں تو حکماء مشائے ہیں

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وماله من البحث والبرهان ولم يكونوا
یہ مشائی فلاسفہ میں سے ایک قوم ہے جنہوں نے ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکھی ہے یہ لوگ

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم
صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والے اگر موافق احکام شریعت ریاضت

AsliAhleSunnet.com

ومجاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم قوم
اور مجاہدہ کرتے ہیں تو وہ صوفی اشرع ہیں نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی بھی ایک قوم

من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من
فلاسفہ کی ہے جنہوں نے طریق افلاطون کا کشف اور عیان کا اختیار کیا ہے یہ لوگ بھی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المومنون العارفون بالله قسمين
صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کے موافق ہر ایک طریقہ میں دو طرح کے لوگ ہیں سو مومن عارف باللہ دو قسم کے ہو لے

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
ایک استدلال اور برہان والے اور دوسرے مشاہدہ اور عیان والے اسلئے کہ معرفت الٰہی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
اگر دلائل عقلی اور نقلی کے واسطے سے حاصل کی ہے تو وہ علم ظاہر اور برہان والے ہیں

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کے مشاہدہ سے حاصل کی ہے تو وہ علم باطنی اور عیان والے ہیں

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني
اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سے کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور خلاصہ دوسرے طریق کا

الاستكمال بالقوة العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله
قوت عملی کے ذریعہ سے کامل ہونا اور اوسکے درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہی ہوتی ہے جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہو اکرتی ہے

تعالى اذ غاية الكرامة حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه
کیونکہ انجام کرامت کا تو یہ ہے راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ توفیق

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کے موافق اعانت فرما وے اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جایا کریں سو

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة
محقق اولیاء اللہ کے نزدیک اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ ایسے امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کیا کرتے ہیں ہو جاتے ہیں جنکے نہ عمل ٹھیک ہوتے ہیں

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها
اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہے اور اس کا سبب موافق بیان بعضے مدققین کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرکے اونکے ساتھ

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة
مسببات متعلق کر دیتا ہے اور عادت یوں جاری رکھی ہے کہ کوئی مسبب اپنے سبب سے جدا نہووے ساتھ ہی رہے جیسے جلانا آگ کے ساتھ ہے

ذلك الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى
ایسے ہی ریاضت ایک سبب ہے کہ اوسکو اللہ تعالیٰ نے صفاء قلب کا سبب بنایا ہے اور اس سے یہ متعلق کر دیا ہے

الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہو جایا کریں پر اس کشف وغیرہ سے رضامندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوگی

اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا
کیونکہ یقینی معلوم ہے کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہے بلکہ بعضی اوقات استدراج بھی ہوتا ہے

AsliAhleSunnet.com

ایضا فمتی صدرت عمن له خلل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق
پھر اگر ایسے شخص سے پیدا ہوے کہ جسکے عمل اور اعتقاد میں خلل ہے تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسے مرد صالح کے ہاتھ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق
پیدا ہوتی ہے جسکا تقوی ظاہر ہووے اور اس پچھلی قید سے استدراج الگ ہو گیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء
عادت ہوتا ہے جو اشقیا کے ہاتھ پر ہووے جیسے دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالے بیشک خوارق جیسے اتقیاسے ہوتے ہیں

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلك علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته
اشقیا سے بھی ہوسکتے ہیں پھر جو خوارق ایسے شخص سے ہوں جو شرع کا مطیع ہے تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلك علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده
اور جو خوارق ایسے شخص سے ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہے تو شرع سے اور دور ہوتا جاویگا

ولا یزال الشیطان یقویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام
اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن میں سے نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او یتربع فی الهواء فلا
اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسی ہی لیے ابویزید بسطامی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلے یا ہوا میں چارزانو بیٹھے تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان
بھی اوسکے فریب میں نہ آؤ جب تک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی میں نہ جانچ لو کسی نے اون سے عرض کیا فلانا شخص

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی
ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہے آپ نے فرمایا شیطان لحظہ بھر میں مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے پھر بھی وہ ملعون ہے

فعلی هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه
اس بیان کے موافق جس شخص سے کچھ خوارق ظاہر ہوا کریں تو اوسکو اولیاء اللہ میں سے تصور کر لینا نہیں چاہیے کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها
خوارق تو جیسے اولیا سے ہوتے ہیں ویسے ہی کفار دشمنان خدا سے بھی ہوتے ہیں شاید کہ یہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی
بباعث ریاضت اور شیطانی دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہے

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فتخاطبهم
اور امر باطل کو حق کی صورت میں بنا دیتا ہے بعضے ایسے شخص ہیں کہ اونکے پاس انسان کی صورت بن کر باتیں کرتا ہے

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء فی
وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتے ہیں پہلے پہل اسلام میں ایسا شخص

الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث
مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہے جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم
ثابت ہوئی ہے آپ نے فرمایا ہے نزدیک ہے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نے ابن عمر اور ابن عباس سے عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہے

AsliAhleSunnet.com

انه ينزل عليه فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشياطين ليوحون الى اوليئهم ليجادلوكم
کہ مجھ پر وحی آتی ہے جواب دیا جھوٹا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور شیاطین البتہ ڈالتے ہیں اپنے دوستون کے کہ تم سے جھگڑا کرین

وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم وكثير ممن ينسب
اور فرمایا اللہ تعالی نے مین بتاؤن تمکو کس پر اوترتے مین شیاطین اوترتے ہین ہر جھوٹے گنہگار پر اور بہت لوگ

الى الاسلام فى الظاهر وهو برئ منه فى الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية
ظاہر کے مسلمان اور باطن مین اسلام سے بے بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سے

بحسب موالاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کے حصہ ملا ہے اور مخلوقات کو فتنہ مین مبتلا کرتے ہین اور بعضے شخص اگرچہ

صادقين فى معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد فى العمل لكنهم لقلة علمهم بحقائق الايمان
اپنے معاملہ مین سچے ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل بھی کرتے ہین لیکن چونکہ حقائق ایمانی سے کم واقف ہین

وعدم تميزهم ما هو من احوال الشيطان وامور الرحمن يلتبس عليهم الامر ويقعون فى شبكة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کر سکتے لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہے اور شیطان کے جال مین پھنس

الشيطان ويدعون كشفا يناقض العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا فى الكشف ما
ایسے کشف کا دعوی کرنے لگتے ہین جو نہ عقل مین آوے اور شرع کے برخلاف ہو اور کہتے ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہے جو

يناقض صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيل اليهم اشياء يتيقنون وجودها
عقل اور شرع سے صاف مخالف ہے یہ وہ لوگ ہین جو عمداً جھوٹ نہین بولتے پر اونکے خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

فى الخارج ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيسات الشياطين
جو خارج مین ... ہوتی ہین اور اوسکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کر لیتے ہین کہ وہ اولیاء اللہ مین اور وہ اولیاء اللہ نہین ہین بلکہ

من اولياء الشيطان فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى فى كتابه وقال الا ان
شیطان کے دوست ہوتے ہین کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتے ہین جنکی اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین یہ تعریف کی ہے فرمایا ہے جو لوگ

اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون وقال فى اية اخرى ان
اللہ کے دوست ہوتے ہین نہ ڈر ہے اونپر نہ وہ غم کھاوین جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولياؤه الا المتقون فبين سبحانه وتعالى فى هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس
دوست اوسکے سوائے پرہیزگارون کے سو اللہ سبحانہ تعالی نے ان دونون آیتون مین بیان فرما دیا کہ اوسکے اولیا پرہیزگار ہوتے ہین اور

لهم فى الظاهر من الامور المباحة شئ يتميزون به عن الناس فلا يتميزون بلباس دون لباس
ظاہر مین مباح چیزون مین سے کوئی ایسا نشان نہین ہے جس سے فرق کر کر اور لوگون سے الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہے جو کہ سب ...

اذا كان كل منهما مباحا بل يوجدون فى جميع اصناف امة محمد اذا لم يكونوا من اهل البدعة
مباح ہو نہین بلکہ وہ لوگ یعنے اولیا امت محمدی کے تمام اقسام مین ہوتے ہین اگر بدعتی

واهل الفجور وليس من شرط الولى ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ ولهذا لا يجوز
اور بدکار نہون اور ولی کی شرط یہ معصومیت نہین ہے کہ اوسے کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسی لیے اوسکو یہ جائز ...

AsliAhleSunnet.com

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب علیه
کہ جو اوسکے دل پر خطرہ گذرے یا جو اوسکو بطور الہام کے معلوم ہو یا حق کی طرف سے خطاب ہو اوس پر اعتماد کر لیا کرے۔ بلکہ واجب ہے

ان یعرض ذلک کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله
کہ اوس تمام کو احکام شرعی سے مطابق کرے پھر جو موافق نکلے اوسکو تسلیم کرے

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کرے اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہو تو اوسمیں توقف کرے نہ انکار نہ اقبال اس باب مین اکثر لوگ غلطی کیا جاتے ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول و
بعضے شخص کو ولی قرار دیکر یہ اعتقاد کر لیتے ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہے اور کیا کرایا سب

یسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلک الشخص فی ما یخالفون
مسلم ہے اگرچہ قرآن وحدیث سے مخالف ہوا کرے پھر اوس شخص کے تو مطیع ہو جاتے ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجرهم
رسول کے ارشادات سے خلاف کرتے ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہو چکی ہے پھر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلک الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلے تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کھینچ لیجاتی ہے اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوتی ہے

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ
پھر وہی لوگ ہو جاتے جنکے حق مین اللہ تعالی یہ ارشاد فرماتا ہے اور جسدن کاٹ کاٹ کھاویگا گنہگار اپنے ہاتھ کہیگا کسیطرح مین نے پکڑی ہوتی

الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِیْ وَکَانَ
رسول کے ساتھ راہ ای خرابی مری کہین نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانے کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سے جب کہ مجھ تک آپہنچی اور ہی

الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم
شیطان آدمی کو دغا دینے والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام
ٹھہرایا اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کے عدی بن حاتم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نصاری

ما عبدوهم فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تع فقد عبده
عبادت نہین کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مین فرمایا نصاری نے اونکی اطاعت کی اور جس شخص نے برخلاف حکم الہی کے کسیکی اطاعت کی اونے اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلک لمن یظن انه ولی وان لو
اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنے شرع نبوی کا کچھ بھی خلاف کیا کسی کی پیروی کے لحاظ سے ولی جان کر اسس وہم سے کہ ولی کے کہے اور کیے کا

لا یخالف فی شئ مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلک انهم یرون
خلاف نہین ہو سکتا سو وہ بڑا گمراہ ہے اور بڑا تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ بعضے اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شئ من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی
کسی شخص سے بعضے حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکھتے ہین جیسے ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلک ویستدلون بهذه الامور علی ولایته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور سوا اسکے اور ایسی باتون سے اون کو ولی سمجھ کر

AsliAhleSunnet.com

ولا یجوّزون مخالفته مع ان تلک الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعیة
اونکی مخالفت جائز نہین جانتے باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسے شخص سے ہو جاتی ہین جس کو استنجا کرنے کا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافة الدینیة وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة وفی
اور نہ موافق دین مذہب کے پاک ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ اللہ پاکیزہ ہے دوست رکھتا ہے پاکیزگی کو اور

حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلک الشخص
ایک روایت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک ہے سوا پاکی کے قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضأ ولا یصلی الصلوة المکتوبة بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشرا للکلاب
نہ تو نہاتے اور نہ کبھی مونہ دھوئے اور نہ کبھی فرض نماز ادا کرے بلکہ نجاست مین لتھڑا ہوا اور کتون مین ملاجلا

ویاوی للمزابل والمواضع النجسة التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما
اور کوڑے وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسے سوائے جن اور شیاطین کے کوئی پسند نہ کرے بھلا وہ شخص کیونکر ولی ہو سکتا ہے ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کتب عقائد کے وہ ہے جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانے دامی عبادت کرے اور گناہون

والمحرمات المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب
اور محرمات سے بچتا رہے لذات اور شہوات سے نفرت کرے ولی وہ نہین ہے جو نجاسات مین بھرا کتون مین ملاجلا رہے

ولا التارک للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورة العاری عن
اور بے نماز اور بے عبادت اور نہ سڑی بیہوش بے ستر ننگ دھڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع
نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتے اس لیے ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولایة ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها
اس بلا مین مبتلا ہے کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجھ لیا ہے اور اولیا کی کرامت اور اوسکے مثل

من الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجھا اور ان دونون مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہے تاکہ خلق بلا مین نہ آوے اور فرق یہ ہے کہ اولیا کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری سے ظاہر ہوتی ہے چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے دیکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہین نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کھاوین

الذین اٰمنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله
جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز کرتے رہے اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنے خلاف خدا اور رسول کے ہوتے ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرک والظلم وفعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کے جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحمانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون
فحش ہوتا ہے نہ ہو سکے تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہین اسلیے کہ اولیا تو مومن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کے امر کے تابع اور نہی سے بیزار ہوتے ہین ان مین ہی کرامت ہوتی ہے

AsliAhleSunnet.com

كراماتهم حجة في الدين حيث يكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العالمين وهي في الحقيقة
یہی کرامت دین کی حجت ہے کیونکہ رسول رب العالمین کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اور یہی کرامت حقیقت میں

يكون من معجزاته عليه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشيطانية فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے برخلاف شیطانی حالات کے سو یہ جن اور شیاطین کے اتباع سے

الجن والشياطين كما حصلت لكثير من حكيت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صياد
ہوتے ہیں چنانچہ یہ حالات بہت شخصوں سے ظاہر ہوئے ہیں اُن میں سے ایک عبد اللہ بن صیاد ہے

الذي ظهر في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبي
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا بعض صحابہ نے اوسکو دجال خیال کیا تھا اور نبی

عليه الصلوة والسلام في امره حتى تبين له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الكهان والكهان يكون
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہے کاہن ہے اور کاہنوں میں سے

لاحدهم قرين من الجن يخبره بكثير من المغيبات مما يسترقه من السمع مع خلط الصدق بالكذب
کیکا یار جن ہوتا ہے اکثر چوری چوری سنکر کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر غیب کی خبریں بتایا کرتا ہے

ومنهم الاسود بن العنسي الذي ادعى النبوة وكان له من الجن من يخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جس نے نبوت کا دعوی کیا اور اسکے پاس بھی ایک جن تھا بعضی بعضی خبریں غیب کی اوسکو بتا دیتا تھا جب

قاتله المسلمون ليقتلوه خافوا من الشياطين ان يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانت عليه امرأته
مسلمان اوسکے قتل کے لیے مقابلہ پر گئے تو شیاطین سے یہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو سے اوسکو مطلع نہ کر دیں آخر اوسکی جورو کو

حين تبين لها كفره فقتلوه ومنهم مسيلمة الكذاب الذي كان معه من الجن من يخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہ کافر ہے تو اوسنے مدد کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمۃ الکذاب ہے اسکے پاس بھی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اوسکو

المخفيات ويعينه على بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقي الذي خرج بالشام في زمن عبد الملك
بتا دیتا تھا اور اوسکے بعضے حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث دمشقی ہے جسنے شام کے ملک میں عبد الملک بن مروان کے عہد میں ظاہر ہو کر

بن مروان وادعى النبوة وكان شيطانه يخرج رجله من القيد ويمنع السلاح ان ينفذ فيه وكان
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پاؤں میں سے زنجیر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہتھیار اوسکے بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور

يرى الناس اشخاصا ركبانا في الهواء ويقول هي الملائكة وانما هي الجن والشياطين فلما امسكه
ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہ فرشتے ہیں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتے تھے جب اوسکو

المسلمون ليقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ينفذ فيه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالى
مسلمانوں نے قتل کے لیے گرفتار کیا تو ایک شخص نے اوسکے برچھی ماری ذرہ بھی اثر نہ کیا تب عبد الملک نے کہا تو نے بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری

فسمى الله تعالى فطعنه فقتله ومن غير هؤلاء المذكورين من يحمله شيطانه عشية عرفة الى
پھر اوسنے بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کونچے میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کے سوا ایک اور شخص تھا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله ورسوله به حيث لا يحرم عند الميقات ولا يلبي فيها
عرفات پر پہنچا دیتا تھا پھر وہ شخص حج موافق شرع کے جسطور خدا اور رسول کا حکم ہے نہیں کرتا تھا کیونکہ نہ میقات پر سے احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا

ولا يقف لمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولا يرمي الجمار بل يقف بثيابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا اور نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ میں سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

AsliAhleSunnet.com

يرجع من ليلته وهو بصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوس ہی شب مین ہٹکر چلا آیا اوس کا حال ایسا تھا جیسے کوئی جمعہ مین تو جاوے پر نماز بے وضو پڑھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو مخلوق سے

سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
زندہ ہو یا مردہ سلمان ہو یا کافر مدد مانگتے ہین پھر شیطان اوسکی صورت بن کر مستغیث کا کام پورا کردیتا ہی

حاجة من يستغيث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
اب مسلمانون کو اس شبہ مین ڈالتا ہے کہ یہ شخص وہی ہے جس سے مین نے حاجت چاہی تھی اوس کا یہ خیال باطل ہوتا ہے بلکہ وہ

الشيطان اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا اعانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہے جب اوسنے اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوے راہ سے بہکاتا ہے پھر شیطان جب اونکے

على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پورے کرتاہے تو اوس سے زیادہ تر نقصان پونہچا دیتا ہے پھر جو شخص مسلمان ہوکر

بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنے پیر مسلم معتقد فیہ سے فریاد کرتا ہے تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکے پاس آتا ہے کیونکہ شیطان تو

كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العالمين ثم ان ذلك
اکثر صلحا کی صورت بدل لیتا ہے ان پر یہ قدرت نہین ہے کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکے پھر وہ

الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جس سے فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہے تو شیطان اوس کو مرید فریاد کرنیوالے کا حال بیان نہین کرتا

وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بے علم ہوتا ہے تو اوس سے حال کہدیتا ہے اور بعینہ کلام نقل کر دیتا ہے وہ جاہل مریدین سمجھتے ہین کہ ہمارے پیر نے اتنی دور سے

اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روي عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہ سب غلط ہے بلکہ یہ بواسطہ شیطان کے ہے چنانچہ

بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يريني شئ براق
بعضے مشائخ سے کہ اون کو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مجکو کوئی جھلکتی چیز

مثل الماء او الزجاج ويمثل لي فيه ما يطلب مني من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسے پانی یا شیشہ نظر آتا ہے اوسکے اندر جو چیز مجھے مطلوب ہوتی ہے سو منقش ہو جاتی ہے سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور

يصل الى كلام من يستغيث بي من اصحابي فاجيبه فيصل اليه جوابي وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجھ تک پہنچتی ہے اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہو جاتا ہے ایسی ایسی

الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب وسنت سے ناواقف ہوتے ہین اور نہ اون پر عمل کرتے ہین پیش آتے ہین کیونکہ

الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصير الحقائق
شیطان بنی آدم سے اکثر ایسی ہی کھلاڑیان کرتا ہے اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکھا دیتا ہے پھر جو شخص حقایق ایمان سے

الايمان وخبيرا بشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى منه
واقف اور اسلامی احکام سے آگاہ ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ سب شیطان کا مکر ہے اور خدا سے پناہ مانگتا ہے

AsliAhleSunnet.com

ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتر به ویکون من الهالکین واعظم ما یقوی به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہے تو بہک کر ہلاک ہوتا ہے اور جس بات سے یہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشیطانیة سماع الغناء اذ هو سماع المشرکین الذین قال الله تعالی فی حقهم وما
راسخ ہو جاتے ہیں وہ غنا کا شغلہ ہے کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہے جنکے حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے اور

کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة قال ابن عباس وغیره من السلف التصدیة
اون کی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کے پاس مگر سیٹیاں اور تالی بجانا ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتے ہیں تصدیہ کے معنی

التصفیق بالید والمکاء الصفیر وکان هذا انما اتخذه المشرکون عبادة فمن یؤثر سماع
تالی بجانی ہاتھ سے اور مکاء کے معنے سیٹی مشرکوں نے یہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس اب جس نے راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة کونه من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجتمع النبی
تو یہ نشانی اولیا شیطان کی ہے اولیا رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

علیه السلام واصحابه علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابة والتابعین وسائر اکابر ائمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر آئمہ

الدین لم یجعلوا هذا طریقا الی الله تعالی ولم یعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین میں سے کسی نے غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھیرایا اور اسکو تقرب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعة والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہوں میں داخل کیا ہے چنانچہ ابن مسعود نے فرمایا ہے کہ غنا نفاق کو دل کے اندر ایسا اگاتا ہے جیسے پانی ترکار کو پس جو شخص

کان من اهل المعرفة التی هی کمال الولایة یعرف ان للشیطان فیه نصیبا وافرا ومن کان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہے وہ جانتا ہے کہ اسمیں شیطان کا بڑا حصہ ہے اور جو شخص

المعرفة ابعد یکون فیه نصیب الشیطان اکثر فانه بمنزلة الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من
معرفت سے دور ہے اوس میں اور بھی بڑا حصہ ہے کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کے ہے نفوس کے اندر شراب سے زیادہ

تاثیر الخمر ولهذا اذا قوی سکر اهله ینزل الیهم الشیطان ویتکلم علی السنة بعضهم ویحمل
تاثیر کرتا ہے اس ہی لیے غنا سنکر جب نشہ میں مست ہو جاتے ہیں تو اون پر شیطان آچڑھتا ہے بعضے کی زبان سے بولنے لگتا ہے اور کسیکو

بعضهم فی الهواء ویظن الجهال ان هذا من کرامات الاولیاء ولیس کذلک بل انما هو من
ہوا میں اوڑا لے پھرتا ہے جاہل سمجھتے ہیں کہ یہ اولیا کی کرامت ہے یوں نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشیطانیة ولذلک اذا قرئ هناک ما یطرد الشیطان مثل ایة الکرسی وغیرها
حالات ہیں اسیلیے اگر اوسوقت وہاں وہ پڑھو جس سے شیطان بھاگ جاتا ہے جیسے آیۃ الکرسی وغیرہ

ینصرف عنه فیسقط کما جری ذلک لغیر واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکی ان بعضهم
تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ شخص گر پڑتا ہے چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہے کیونکہ توحید شیطان کو بھگا دیتی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص کو

حمل فی الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بها درجة الرجل کان
ہوا میں اوٹھا لیا اوسکی زبان سے لا الہ الا اللہ نکلا وہ فورا گر پڑا اور چونکہ ایسے خوارق سے اکثر درجہ آدمی کا پست ہو جاتا ہے

کثیر من الصالحین یفر منها ویستغفر الله ویتوب الیه کما یستغفر من الذنوب ویتوب
تو اکثر صلحا اس سے گریز اور اللہ سے ایسی استغفار اور توبہ کرتے ہیں جیسے کوئی گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتا ہے

AsliAhleSunnet.com

عنها وقد کان تعرض علی بعضهم فیسال زوالها والمشائخ کلهم کانوا ینفرون المریدین السالکین
اور بعضون کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اونے دعا کی کہ یہ امر موقوف ہو جاوے اور تمام مشائخ اپنے مریدونکو ان خوارق سے

غایة التنفیر من المیل الیها فان السالک القاصد لرویة الاشیاء وحصول الخوارق واقع فی
کمال نفرت دلاتے رہے ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکھتا ہے وہ

شبکة الشیطان فاللازم له ان یخلص نفسه من المیل الیها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت
شیطان کی جال مین پھنستا ہے پس لازم ہے کہ اس آرزو سے اپنے دل کو بچاوے کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہے بلکہ اوسکو اگر یہ حالت

له بلا طلب منه یخاف علیه الاستدراج ولهذا قال بعض الکبار اذا دخل سالک فی بستان
بلا طلب پیش آوے تو استدراج کا اندیشہ ہے اور اس ہی لیے بعضے بزرگون نے فرمایا ہے جب کوئی سالک باغ مین جاوے

وقالت طیور اشجار ذلک البستان بالسنة فصیحة السلام علیک یا ولی الله فان لم یتفطن
اور اوس باغ کو درختون پر سے جانور صاف زبان سے یہ کہین السلام علیک یا ولی اللہ پھر وہ اوسکو مکر نہ سمجھے

انه مکر به فقد مکر ولم یشعر وهذا التنفیر من المشائخ عند ظنهم انها کرامات فکیف اذا تعین کونها
تو بے خبر فریب مین آگیا اور مشائخ کی یہ روک ٹوک تب ہے کہ اوسکو کرامات جانتے ہون اور اگر یہ ثابت ہووے

من الجن والشیاطین وکثیر من الناس لا یعرفون انها من الجن والشیاطین بل یظنون انها من کرامات الصالحین
کہ جن اور شیاطین کی طرف سے ہے پھر تو کیسی روک نہ ہو گی اور بہت لوگ نہین جانتے ہین کہ جن اور شیطان کی طرف سے ہے بلکہ اوسکو صلحا کی کرامت جان کر

فیفتنون بها ویکونون من الخاسرین ولا یعلمون الکرامة الحقیقیة انما هو حصول الاستقامة والوصول الی کمالها
فتنہ مین پھنستے ہین اور وبال اوٹھاتے ہین اور حقیقی کرامت سے واقف نہین ہوتے کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہے

ومرجعها الی امرین صحة الایمان بالله تعالی واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب علی
اور اوسکی بنا دو چیز پر ہے ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر دوسرے رسول کا اتباع ظاہر اور باطن سے سو آدمی کو لازم ہے

العبد ان لا یحرص الا علیهما ولا یکون له همة الا فی الوصول الیهما واما الکرامة بمعنی ظهور امر
کہ سوا ان دونون چیز کے اور کچھ خواہش نہ کرے اور اپنی ہمت صرف انہین کے پیدا کرنے مین صرف کرے رہی کرامت یعنے

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هی حیض الرجال ولیس من لا یحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن یحصل له شئ
خرق عادت سو اوسکا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ وہ مردونکا حیض ہے اور جسکو ذرہ برابر بھی خارق حاصل نہ ہو وہ ہرگز مرتبہ مین کم نہین ہوتا ہے اوس شخص سے جسکو

منها بل هو افضل واولی اذ لا یحتاج الیها الا من کان ضعیف الیقین فانه اذا حصل له شئ منها یقوی یقینه واما
بلکہ وہی شخص افضل اور اولی ہوتا ہے اسلیے کہ امور خارق کا وہی شخص آرزو مند ہوتا ہے جسکو یقین کامل نہین ہوتا کہ اس وسیلہ سے اوسکا یقین قوی ہو جاوے اور

من کان کامل الیقین فلا یلتفت الیها لاستغنائه عنها ولذلک کانت الخوارق فی التابعین اکثر مما کانت
جو شخص کامل یقین والے ہین اونکو اودھر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہے اسلیے طبقۂ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کے خوارق کثر ہوتے تھے

فی الصحابة

المجلس الثالث فی فضیلة الایمان ومن امن مطلقا

قال رسول الله
تیسری مجلس ایمان اور مطلق مومن کی فضیلت مین فرمایا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم ان اهل الجنة یتراءون اهل الغرف من فوقهم کما تتراءون الکوکب الدری
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اہل جنت کو نظر آوینگے غرفہ والے اوپر سے جیسا چمکتا ستارہ

الغابر فی الافق من المشرق والمغرب لتفاضل ما بینهم قالوا یا رسول الله تلک منازل الانبیاء لا یبلغها
انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہو جاوے جو اونمین ہے عرض کیا یا رسول اللہ یہ درجہ سوای انبیا اور کون پاویگا

AsliAhleSunnet.com

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال اٰمنوا باللہ وصدقوا المرسلین ہذا الحدیث من صحاح
فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواہ ابو سعیدؓ ومعناہ ان اہل الجنۃ ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعۃ العالیۃ من
حدیثوں میں ہے ابو سعید کی روایت سے مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گے بلند مرتبہ والوں کو

فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئۃ الباقی فی الافق من جہۃ المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سے جیسے تم دیکھتے ہو چمکتا ستارہ اترتا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح کھل جاتی ہے

الصبح لتزائد درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما بین مراتبہم بہذا الوجہ قال
بسبب بلندی مرتبہ کے غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابۃ یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم فاجاب بان
تو صحابہ نے جو وہاں موجود تھے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب انبیا کے ہیں کہ پہونچے جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا

تلک المنازل یبلغہا رجال اٰمنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرن
یہ اون لوگوں کے مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلیٰ نفی کو مثبت کر دیتا ہے اور قسم اسواسطے

بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارۃ الی ان الواصلین
یاد فرمائے کہ وہ لوگ بہت بعید جانتے تھے کہ مومنوں کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمیں یہ اشارہ ہے کہ

الی منازل الانبیاء ہم المؤمنون من ہذہ الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا ممن
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگے جو اس امت کے مومنین ہیں کیونکہ تمام انبیا کی تصدیق اس ہی امت میں پائی جاتی ہے جو

مضٰی قبلہم وعلم من ہذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ہذہ الامۃ مرکب من
پہلے گذر گئے اون سے نہیں ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کے مومنین کی صفت ہے

جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
دو جزء سے مرکب ہے اول ایمان اللہ پر دوسرے ایمان تمام انبیا پر اور اللہ پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے کہ یقین کرے

بوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوٰۃ وسائر ما یلیق بہ من
اللہ موجود ہے اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور جو صفات اوسکو

الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی اٰدم من مبدأ خلقتہم بمقتضٰی قولہ تعالی
سزاوار ہیں اور علم وجود الٰہی کا اگرچہ بنی آدم کے طبائع میں ابتدا پیدائش سے ثابت ہوتا ہے جیسے مضمون اس آیت کا ہے

فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لکنہ تعالی قد ارشدہم الی وجودہ بایات منہا قولہ تعالی اِنَّ فِیْ خَلْقِ
یہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگوں کو پر تو بھی اللہ تعالی نے اپنے وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہے ایک یہ تحقیق

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ وقولہ تعالی اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ
آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتے آنا البتہ نشانیاں ہیں اور ایک یہ بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتے ہو اب تم اوسکو بناتے ہو یا ہم

الْخَالِقُوْنَ وقولہ تعالی اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ وقولہ تعالی اَفَرَاَیْتُمُ
بنانیوالے ہیں اور یہ بھلا دیکھو جو بوتے ہو کیا تم اوسکو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کرنیوالے اور یہ بھلا دیکھو تو

الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ وقولہ تعالی اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اوتارا اوسکو بادل سے یا ہم ہیں اوتارنیوالے اور یہ بھلا دیکھو تو جو آگ سلگاتے ہو کیا تم نے اوٹھایا

AsliAhleSunnet.com

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الآیات التی تدل علی وجوده تعالیٰ فان من یتامل
اوس کا درخت یا ہم ہیں او تھانیوالے اور سوا اسکے اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الٰہی پر دلالت کرتے ہیں بیشک جو شخص ان آیات کے

مضمون هذه الآیات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموٰت والارض وما فیها من عجائب المخلوقات
مضمون میں یعنے آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو اونکے اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں غور اور تامل کرے وہ خود بخود یقین کرے گا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیٔ منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالے اور مدبر سے بےپروا نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کر اور آراستہ کرے اور تمام بنی آدم کیا مسلم کیا کافر

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالیٰ ولئن سالتهم من خلق السموٰت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہی اعتقاد رکھتے ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہے اور جو تو پوچھے اون سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں گے اللہ نے پھر

من کفر بالاشراک ولذلک کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وہ شرک کی شامت سے ہیں اس ہی لیے تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتے تھے تاکہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہوں

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة آیات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہ نہیں سکھاتے تھے کہ یہ کہا کرو عالم کا معبود ہے اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نے وجود الٰہی پر برہان قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رکھی

علی وجوده تعالیٰ لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالیٰ دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالیٰ
لیکن علماء نے تو بھی واسطے اثبات وجود الٰہی کے عقلی دلیل بیان کی ہے کہتے ہیں کہ دلیل وجود الٰہی کی یہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہے پھر حدوث یوں معلوم ہو کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سے مراد اجسام ہیں جو بذات خود قائم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفک عنها وکل
اور اعراض سے مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کے سہارے سے اور اجسام کو لازم ہیں کبھی الگ نہیں ہوتی اور یہ سب

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہیں اعراض میں سے بعضے کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے حرکت بعد سکون کے اور اوجالا بعد اندھیری کے

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکر واما الاجرام
اور سیاہی بعد سفیدی کے اور بعضے کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے یعنے عدم کا آجانا جیسے ان مذکورات کی ضدوں پر اور اجسام

فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہ دلیل ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو شئے حوادث سے خالی نہ ہووے وہ بھی حادث ہوتی ہے اور اجسام کا حوادث سے خالی نہ

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبداهة والاضطرار فلا یحتاج فیه
یوں ثابت ہے کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہے خود بخود معلوم ہوتا ہے اوس میں کچھ تکرار اور تامل کی حاجت نہیں

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ومتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایک ایسا جسم خیال کرے کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کے راستہ سے گمراہ ہے اور جہالت کی پشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الآخر وذلک
اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکے حدوث پر انکا آگے پیچھے پیدا ہونا دلالت کرتا ہے اور جب ایک پیدا ہوتا ہے تو دوسرا اٹھ جاتا ہے

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنے حرکت سے سکون اور سکون سے حرکت کا ہونا یہ حال بعضے اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہے اور جن میں نہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کے متحرک ہو سکتا ہے

AsliAhleSunnet.com

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطارى منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان
اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کے ساکن ہو سکتا ہے اب تو پیدا ہوا حادث ہے کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق بھی حادث ہے کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما
قدیم ہوتا تو اوس پر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شئی حوادث سے خالی نہو اوسکے حدوث کی یہ دلیل ہے کہ اگر وہ حادث نہو گا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مترتبة
اور ازل میں ثابت ہوگا اس سے لازم آتا ہے کہ حادث یعنے حرکت اور سکون ازل میں ثابت ہو اور یہ امر محال ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر حادث سے پہلے بے انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما فانهم ومن تبعهم
جنکا ابتدا نہ پایا جاوے موجود ہوں جیسے فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئے ہیں فلاسفہ اور جو نام کے مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوى قديم بذاته وصفاته
اونکے تابع ہیں اور اسلام سے بے نصیب وہ کہتے ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم
سوا حرکات کے قدیم ہے حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کلی قدیم ہیں یعنے ہر حرکت سے پہلی حرکت ہے بے انتہا اور عالم

السفلى الذى هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديم وكل ما فيه من
سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہے اور فلک قمر کے نیچے ہے سو اوسمیں یہ کہتے ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہے اور اسکے

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة
صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کلی نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹا ہے سو باپ سے ہے اور جو انڈا ہے سو مرغی سے ہے

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بذر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث
اور جو مرغی ہے سو انڈے سے ہے اور جو نبات ہے سو بیج سے ہے ایسے ہی غیر نہایت تک اب اونکے قول کے موافق یہ لازم ہے کہ ایسے حوادث موجود ہوں

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها
جنکی ابتدا نہو کیونکہ اسکے موافق ہر حادث سے پہلے حادث ہوگا جسکی ابتدا نہ ملے اور جب حوادث غیر متناہی ہوئے

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها حوادث مرتبة
تو ہر ہر حرکت فلکی سے اور ہر ہر حیوان وغیرہ سے پہلے حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگے

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهى النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة
جسکی ابتدا نہیں پھر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکینگے تو نوبت حادث حاضر حال کے وجود کی نہیں آویگی اسواسطے کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بالقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التى قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
یومیہ مثلاً آج کے جب ہو سکتی ہے کہ اوس سے پہلے کی تمام حرکتیں گذر لیں اور ایسی وہ حرکت جو اوس سے پہلے کی ہے یعنے کل کی جب ہو سکتی ہے کہ اوس سے پہلی سب گذر لیں

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله
اور اسیطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہے تفصیل یہ ہے جب تو حادث حاضر کو غور کرے پھر اوسکے ماقبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضى الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان
لحاظ کرے اور اسیطرح اوس سے پہلے کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووے اسکی لازم آتا ہے

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها
کہ حادث حاضر کا وجود محال ہے لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہے پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہے

AsliAhleSunnet.com

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها بطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قديما ثابتا فى الازل فاذا بطل

پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اشیا کا جو حوادث سے خالی نہین ہین قدیم ازلی ہونا بھی باطل ہے پھر جب اون اشیا کا

كونه قديما ثابتا فى الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا ثبت كون العالم بجميع اجزائه من

قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پھر جب وہ حادث ہوئین تو یہ ثابت ہوا کہ عالم کے تمام اجزا

السموٰت وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك

آسمان اور جو اوسکے اندر ہے اور زمین اور جو اوسکے اوپر ہے سب حادث اور پیدا کرنیوالے کے محتاج ہین کہ نیست سے موجود کرے اور وہ

المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوٰة لانه لو لم يكن قديما

پیدا کرنیوالا ضرور ہے کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لیے کہ اگر قدیم نہووے

بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل الذى هو وجود حوادث لا اول لها

بلکہ حادث ہو تو وہ اپنے محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہے

وكلاهما محالان ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضى لعدم وجود العالم

اور یہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہووے بلکہ ایک سے زیادہ کئی ہون تو اونمین جھگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا معدوم ہے

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوٰة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کے پیدا کرنے مین عاجز ہوویگا کیونکہ

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فى شئ من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يقتضى

ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہے اور قدرت کا اثر کسی شے مین جب ہوتا ہے تب اوسکا ارادہ کرے اور ارادہ اوس شے کا

العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يقتضى

اوسکے علم پر موقوف ہے کیونکہ ایجاد کرنا کسی شے کا بغیر جانے بوجھے محال ہے اور یہ تینون صفات بدون حیات کے نہین ہو سکتین

الحيوٰة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا على وجوده

اسلیے کہ حیات اونمین شرط ہے اب اس بیان کے موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرے کا وجود یقینی دلیل ہے وجود الٰہی

وكونه قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا

اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سے موصوف ہے اسی لیے بعضے اہل نظر اثر سے مؤثر پر استدلال جاری کرکر

بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا ورأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوثها

یہ کہتے ہین کہ ہمنے جب کسی چیز کو دیکھا فوراً اوسکے بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کے

وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا

موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے جسمین نہ حرف ہے اور نہ آواز یہ کہتا ہے کہ میرا موجد ہے قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوٰة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون

قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور تمام سزاوار صفات والا یہ کلام سب جماعت والے سمجھتے ہین

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع به كلام ليس بحرف ولا

اور وہ نہین سنتے جو سننے سے بیکار ہین اور سماعت سے مراد باطنی سماعت ہے جس سے وہ کلام سنے جاتے ہین جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربى ولا عجمى لا السمع الظاهر الذى لا يسمع غير الاصوات وتتشارك فيه البهائم الانسان

آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہے جس سے سوا آواز کے کچھ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہائم بھی انسان کے شریک ہین

AsliAhleSunnet.com

اذ لا قدر لشئ تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا

اسلیے کہ اس چیز کی کیا عزت ہے جسمیں بہایم اور انسان یکسان ہوں حاصل یہ ہے کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتا ہے

ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى

جسپر اللہ کے افعال دلالت کرتے ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتے جیسے سمع اور بصر اور کلام ایسے صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها

کبھی دلیل عقل سے ثابت کرتے ہیں اور کبھی دلیل نقل سے دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہ ہے کہ یہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور ونکی ضدین

صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالے کا صفات کمال سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے پس

اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا اللہ تعالے کا ان صفات سے واجب ہوا اور استدلال نقل اسکے ثبوت پر یہ ہے کہ شرع یعنے کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل

اسکے ثبوت پر ناطق ہے سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقل دلیل عقل دلیل سے بہتر ہے

لان تلك الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى

کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان صفات کے ثبوت پر استدلال کیا جاوے اور اللہ کی ذات

لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

کسیکو معلوم نہیں ہے تاکہ یہ معلوم ہووے کہ یہ صفات اوسکے حق میں صفات کمال ہیں انکا ثبوت ضروری ہے نہیں تو

ان يتصف باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة

انکی ضدین لازم آوینگی اور جو یہ کہتے ہیں کہ یہ صفات کمال ہیں تو کمال البتہ ہمارے حق میں ہیں اور ہمارے حق میں کمال ہونے سے کیا ضرور ہے کہ بہ نسبت

الينا كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم كونهما كمالا بالنسبة الينا ممتنعان

ذات الٰہی کی بھی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہمارے حق میں کمال ہیں اور اللہ تعالے کی نسبت ممتنع ہیں

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك

کیونکہ یہ اجسام کے اوصاف ہیں اس بیان کے موافق لازم ہے کہ ان صفات کی اثبات کے لیے دستاویز

بالنقل عن الانبياء الذين تثبت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي

انبیا علیہم السلام سے نقل کیجاوے جنکی نبوت ایسے معجزہ سے ثابت ہے جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کے ہو کہ میرا بندہ

في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى

جو میری طرف سے احکام پونچاتا ہے سب میں برابر ہے کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سے ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالے کی طرف سے

لرسوله لكونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعوى

رسول کے حق میں فعلی تصدیق ہے اسلیے کہ معجزہ کوئی فعل عادت کے خلاف ہوتا ہے گویا صاف اور صریح رسالت کے دعوے میں رسول کی

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده عند ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق

تصدیق کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے جب کوئی امر خارق عادت رسول کے ہاتھ پر بروقت دعوے رسالت کے پیدا کیا تو یہ ایسا ہے کہ فرما دیا

رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا

میرا رسول سچا ہے میری طرف سے جو بیان کرے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے ہو یا سکوت سے ہو علما نے اسکی یہ مثال بیان کی ہے جیسے کوئی شخص

AsliAhleSunnet.com

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کے دربار مین ایک جماعت کے سامنے یون کہے کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہارے حق مین فلانے فلانے حکم جاری کرنیکو بھیجا ہے

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم من
پھر اس جماعت نے تصدیق کے لیے اوس سے حجت طلب کی اوس شخص نے جواب دیا میرے صدق کی یہ نشانی ہے کہ مین بادشاہ سے کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب ان ذلک الفعل من الملک
اپنی جگہ سے تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ نے اوسکے کہنے سے وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہے

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسے زبان سے کہدے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے میری طرف سے جو جو حکم بیان کرے اور بادشاہ سے جنہنے یہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق
حاصل ہوا کہ جسمین دلیل کی پھر حاجت نہین ہے جسکو دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنے بہت آدمیون سے بالتواتر یہ حال سنا اوسکو بھی اور بیشک یہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیا علیہم الصلوة والسلام کے حال سے مطابق ہے کہ اونکے معجزہ سے بھی دیکھنے والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من اٰمن بالله وصدق المرسلین
تواتر سے سننے والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہے جب تو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ جو شخص الله پر ایمان لا کر اور نبیون کی تصدیق کر کر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لا بد له ان یشتغل بالطاعات ویجتنب عن السیئات لان الایمان وحده
یہ آرزو کرے کہ اہل غرفات مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سے بچتا رہے اسلیے کہ تنہا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دیگا پر حصول درجات کے لیے کافی نہین ہے بلکہ اوسکے ساتھ نیک اعمال بھی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه اٰیات القراٰن من جملتها قوله تعالیٰ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے منجملہ اونکے ایک یہ آیت ہے اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسے نہین کہ نزدیک کر دے

عندنا زلفیٰ الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات اٰمنون فدلت الاٰیة
ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا سو اونکو ہے بدلا دونا اونکے کیے پر اور وہ جھروکون مین بیٹھے ہین خاطر جمع سے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالیٰ واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالیٰ واما الاموال
کہ عمل صالح کہ الله کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہے بندہ کو الله تعالے سے نزدیک کر دیتا ہے رہے مال

والاولاد فلکون کل منهما یشغل الانسان عن الله تعالیٰ لا یقرب احدا الی الله تعالیٰ الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو الله تعالے سے غافل کرتے ہین کسیکو خدا سے نزدیک نہین کرتے بجز صلحا مومنین کے

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کے رستہ مین خرچ کرتے ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتے ہین اور نیک اطواری پر پرورش کرتے ہین ایسے لوگون کے لیے

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سے موصوف ہین دونا ثواب ہے اسطور کہ اونکے حسنات بڑھتے ہین ایک سے دس گونہ ہوتے ہین اوس سے بھی زیادہ وہی لوگ

الجنة اٰمنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصالحات یسرنا الله تعالیٰ بلطفه وکرمه
اعمال صالح کے سبب غرفات مین تمام مکروہات سے بچے رہینگے الٰہی اپنے لطف وکرم سے ہم پر آسان کر

المجلس الرابع
چوتھی مجلس

AsliAhleSunnet.com

فی لزوم محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنے میں باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگوں سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن نہیں ہوگا کوئی تم میں سے جب تک کہ ہوں میں اوسکو محبوب تر

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس و لیس المراد بالحب ہہنا

اوسکے باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس جگہ

الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیۃ لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یؤاخذ بہ الانسان

محبت طبعی نہیں ہے جو شہوت نفسانی کی تابع ہوا کرتی ہے کیونکہ یہ محبت اختیاری نہیں ہوتی سو بے اختیاری میں انسان کی پکڑ نہیں ہے کہ

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ہو ایثار ما یقتضی

خدا فرماتا ہے تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر جتنا اوس سے ہو سکے بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہے یعنے اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر فینفر

عقل غالب سمجھے اور اوسکے اختیار کو پسند کرے اگرچہ طبیعت کے برخلاف ہو تو جانتا نہیں کہ بیمار کو کڑوی دوا سے نفرت ہوتی ہے

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ

اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہے پھر بھی باختیار خود اپنی عقل سے یہ سمجھ کر کہ میری صحت اسی میں ہے خواہش کر کے پیتا ہے

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینہی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والآخرۃ

ایسے ہی مؤمن جب یہ جان لیتا ہے کہ رسول وہی فرماتا ہے جس میں دین دنیا کی بھلائی ہے

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وہذا مما لا یحصل الایمان الا بہ

پھر خواہ مخواہ تمام لوگوں پر رسول کے جانب غالب رکھ کر اوسکے امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرتا ہے اور یہ تو ایسا امر ہے کہ جس بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغۃ بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعۃ بمعنی التصدیق مقیدا بامر

اس لئے کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتے ہیں پر شریعت میں مطلق تصدیق نہیں ہے

مخصوص وہو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہے یعنے رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات میں

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدہما عدم الشک فکل علم لم

اور تصدیق میں یقین معتبر ہے اور یقین مشترک لفظ ہے اسکے دو معنی ہیں ایک تو شک نہو سو جو علم

یکن فیہ شک فہو یقین وعلی ہذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت فی

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہے اس اعتبار سے یقین قوی اور ضعیف نہیں ہوتا کیونکہ شک کی نفی میں کچھ تفاوت نہیں ہے

نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

پھر جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی شک ہووے بہ نسبت دینی ضروریات کے

لا یکون مؤمنا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین ہذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مومن نہیں بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہیے تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووے

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکے امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرے لیکن بعضے وقت ایسے ظن غالب کو بھی جسکے ساتھ احتمال نقیض کا دل میں نہ آوے

AsliAhleSunnet.com

بالبال في حكم اليقين في كونه ايمانا حقيقيا فان ايمان اكثر العوام من هذا القبيل وتحقيقه على
قائم مقام یقین کا ٹھہر کر حقیقی ایمان کا حکم دیتے ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان ميل النفس الى التصديق له اربع مقامات الاول استواء
موافق بیان امام غزالی کے احیاء میں یہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہ کہ

الطرفين عندك كما اذا سألت عن شخص مجهول الحال عندك هل يعاقب في الآخرة ام لا
تیری رائے میں دونو جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجھ سے پوچھیں تب اوسکو آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانك لا تميل الى الحكم عليه بشيء من نفي او اثبات بل يستوي عندك امكان الامرين ويعبر
اب تو یقینی کچھ نہیں کہ سکتا نہ انکار اور نہ اثبات بلکہ تیرے نزدیک دونو امر ممکن ہیں ایسے حالت کو

عنه بالشك والثاني رجحان احد الامرين عندك مع الشعور بامكان نقيضه امكانا لا يمنع
شک کہتے ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ تیری رائے میں ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکے ساتھ دوسری جانب بھی ایسا ممکن معلوم ہو جس سے جانب

ترجيح الاول كما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات على هذا الحال هل يعاقب
اول کا غلبہ نہ فوت ہو جاوے جیسے تجھسے ایسے شخص کا حال پوچھیں جسکو تو پرہیزگار جانتا ہے کہ اگر یہ شخص اسی حال پر مرا تو تب اسکو آخرت میں عذاب ہوگا

في الآخرة ام لا فانك تميل الى انه لا يعاقب اكثر من ميلك الى عقابه لظهور علامات صلاحه
یا نہیں اب تیری رائے ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کے کیونکہ تیرے نزدیک اوس میں صلاح کی نشانیاں ظاہر ہیں

عندك ومع هذا يجوز اختفاء امر موجب للعقاب في باطنه وهذا التجويز غير دافع لرجحانه و
تو بھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اوسکے دل میں ایسی پوشیدہ ہو جس سے عذاب ہو جاوے لیکن یہ اوسکے غلبہ کو نہیں اوٹھاتا

يسمى جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث ميلك الى الحكم بشيء بحيث يغلب عليك
ایسے وقت جانب غالب کو ظن کہتے ہیں اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہ درجہ ہے کہ تجکو کسی شے کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحكم ولا يخطر ببالك نقيضه ولو خطر لتأبت عن قبوله لكن ليس ذلك الحكم عن معرفة
تیرے دل میں ہرگز نہ آوے اور اگر نقیض کا خیال آوے بھی تو اوسکو تو نہ مانے لیکن یہ یقین معرفت حقیقی سے ہو

محققة بل عن مجرد السماع ويسمى هذا الاعتقاد مقاربا لليقين وهو اعتقاد العوام في الشرعيات
بلکہ صرف سنے سنائے سے پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارب لیقین کہلاتے ہیں یعنی یقین سے ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

كلها اذ رسخ في نفوسهم بمجرد السماع حتى ان كل احد يثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو
ایسا ہی ہوتا ہے جبکہ سنتے سنتے اونکے دل میں بیٹھ جاتا ہے چنانچہ ہر ایک شخص اپنے مذہب کی صحت اور اپنے امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہے

ذكر له امكان خطأ امامه نفر عن قبوله لكنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الى قبوله والرابع
اگر کوئی کہے کہ امام سے بھی غلطی ہوسکتی ہے تو الگ بھاگ جاوے کبھی نہ مانے لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو البتہ انکا دل قبول کر سکتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے

ميلك الى الحكم بشيء على طريق الجزم الذي لا يوجد معه الشك ولا يتصور فيه التشكيك فكل
تو کسی شے کا ایسا یقین بالجزم کرے کہ اصلا اوسکے ساتھ شک باقی اور کسی کے شک دلانیکا بھی تصور نہ رہے پس جو

علم كان على هذا الوجه يسمى يقينا لان شرط اطلاق اسم اليقين على العلم عدم الشك فكل علم
علم اس درجہ کا ہوتا ہے اوسکو یقین کہتے ہیں کیونکہ یقینی کہنے کی یہی شرط ہے کہ شک اصلا باقی نہو پس جس علم

انتفى عنه الشك فهو يقين سواء حصل بالحس كالعلم بوجود الاشياء المحسوسة او بغريزة العقل
سے شک دور ہوگا وہی یقین ہے برابر ہے کہ بواسطہ حس کے حاصل ہوا ہو جیسے علم اشیاء محسوسہ کے وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کے

AskAhleSunnet.com

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون
جیسے علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کے یا تواتر سے جیسے علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمائش سے جیسے علم

المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل في الوجود شئ قديم لا يمكنك
مطبوخ کے دست آور ہونیکا یا دلیل سے جیسے علم ایک ذات قدیم کے موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجھ سے پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہے تو تجھ کو فوراً اسکا حکم کردینا ممکن نہیں

الحكم به بداءة لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل
کیونکہ قدیم آفتاب و مہتاب کی طرح تو محسوس ہوتا نہیں کہ اسکو دیکھ کر کہدے کہ ہاں موجود ہے اور نہ ایسا بدیہی ہے جیسے

كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن
ایک کو دو کا آدھا جانتے ہیں تاکہ اس بداہت سے اوسکے وجود کا حکم کیا جاوے بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہی ہے

الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويتم عليه وهذا
کہ از روے بداہت کے حکم کرنے میں توقف کرے پھر بعضے شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتے ہیں اور اوس ہی پر قائم رہتے ہیں اور اوسکو

هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن
اعتقاد کہتے ہیں اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد میں ایسا ہی ہوتا ہے اور بعضے شخص برہان سے اوسکے وجود کا یقین کرتے ہیں اس طور پر کہ اگر

في الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدي الى
موجودات میں کوئی ذات قدیم نہ ہووے بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بے سبب پیدا ہونگے یہ امر محال ہے اور جس بات سے محال

المحال محال بيانه ان الحوادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج في وجوده الى غيره وهو ظاهر
لازم آتا ہے وہ بھی محال ہوتا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ حادث خیال میں نہیں آتا کہ خود بخود پیدا ہو جاوے بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہے اتنی بات تو ظاہر ہے

وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود في الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسرے حادث کو پیدا کرنا متصور نہیں کیونکہ پہلے وہ آپ تو پیدا ہو لے پس موجود اگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہے کہ اصلا موجودات پیدا نہوں

الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شئ قديم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہے کہ ایک ذات قدیم ہے جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحيوة حتى يتاتى منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان
علیم اور حی ہے تاکہ اوس سے تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکے کیونکہ اوسمیں اگر یہ صفات نہونگے تو

عاجزا عن ايجاد شئ من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يتوقف
کائنات میں سے ایک شے بھی پیدا نہ کرسکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہے اور قدرت کا اثر کسی شی میں

على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ من غير العلم به
بدون ارادہ اوس شے کے نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کے نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی کے پیدا کرنے کا بے جانے بوجھے

محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم
محال ہے اور یہ تینوں صفتیں بدون حیات کے نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات ان میں شرط ہے اب اس بیان کے موافق وجود عالم کا

من السموات وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا على وجود شئ قديم موصوف بهذه الصفات
سارے آسمان اور جو اون میں ہے اور زمین اور جو اوس پر ہے یقینی دلیل ہے ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا
چاروں صفات پائی جاوین وہی ہے اللہ سبحانہ تعالی اسی ہی لیے بعضے اہل یقین اثر سے مؤثر پر استدلال جاری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے

AsliAhleSunnet.com

شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم لكونها حادثة مفتقرة الى من يحدثها لا تزال

جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اوسکے بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ذرہ باعتبار حدوث کے اپنے موجد کا محتاج ہے ہمیشہ زبان حال سے

تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم و

یہ کلام جس میں نہ حرف ہے اور نہ آواز بولتا ہے کہ ہمارا موجد ہے قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ اور علیم اور

الحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون

حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اوسکے یہ کلام سمجھنے والے سب سنتے ہیں وہ لوگ نہیں سنتے جو سمجھ سے بیکار ہیں

والمراد من السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت لا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر

اور سماعت سے مراد باطنی سماعت ہے جس سے وہ کلام سنے جاتے ہیں کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہے

الذي لا يسمع به الا الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فيه البهائم

جس سے سوائے آواز کے کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اوس میں بہائم بھی شریک ہیں انسان کے کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہے جسمیں بہائم اور انسان برابر ہوں

الانسان والحاصل ان العقل لا يعرف من صفاته تعالى الا ما يدل عليه افعاله واما ما لا يدل

حاصل یہ ہے کہ عقل صفات الٰہی میں سے وہ ہے دریافت کر سکتی ہے جس پر اوسکے افعال دلالت کرتے ہیں اور جس صفت پر

عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

اوسکے افعال دلالت نہیں کرتے جیسے سمع اور بصر اور کلام ایسے صفات کبھی تو عقلی دلیل سے ثابت کرتے ہیں اور کبھی نقلی دلیل سے

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہ ہے کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور انکی ضدین نقصان کی صفتیں ہیں

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اللہ تعالی کا صفات کمال سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے اب اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سے موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہ ہے کہ شرع یعنے کتاب و سنت سے یہ صفات اللہ ثابت ہیں

له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

اب اونکو ثابت ماننا واجب ہے اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته لم يكن معلوما

صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان صفات کے ثبوت پر استدلال کیا جاوے اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہیں ہے

للبشر حتى يعلموا انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف

تاکہ یہ معلوم ہووے کہ یہ صفات اوسکے حق میں صفات کمال میں انکا ثبوت واجب ہے نہیں تو انکی ضدیں لازم آویں گی

باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالاضافة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالاضافة الينا

اور یہ صفات ہمارے حق میں البتہ کمال کے ہیں اور ہمارے حق میں کمال ہونے سے لازم نہیں آتا

كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالاضافة الينا كمالا ممتنعان

کہ اللہ کے واسطے بھی کمال کے ہوں کیا تجکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہمارے حق میں کمال ہیں

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى

اللہ تعالی کے نسبت ممتنع ہیں کیونکہ اجسام کے صفات ہیں اس بیان کے موافق ضرور ہے کہ ان صفات کے ثبوت کے لیے

AsliAhleSunnet.com

التمسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي
دست آویز ایسے رسول کے قول سے لیجاوے جسکی رسالت معجزہ سے ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد الٰہی کے ہو میرا بندہ

في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى
جو میری طرف سے احکام بتاتا ہے سب میں سچا ہے برابر ہے کہ وہ بتانا قول سے ہو یا فعل سے یا چپ رہنے سے کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سے رسول کے حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله
ہوتی ہے اس لیے کہ معجزہ خدا کی طرف سے ایک فعل عادت کے خلاف ہوتا ہے گویا صاف وصریح رسالت کے دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہے

في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نے جب ایک امر خارق عادت رسول کے ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کے پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال
تو یہ ایسا ہی کہ فرمادیا میرا رسول سچا ہے میری طرف سے جو بیان کرے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے یا سکوت سے

العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام في مجلس ملك بمحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني
علما نے اسکی مثال یہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں ایک جماعت کے سامنے یہ بیان کرے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب
تمہارے حق میں فلانے فلانے حکم جاری کرنیکو بھیجا ہے اوس جماعت نے تصدیق کیلیے اوس سے حجت طلب کی اوسنے جواب دیا میرے صدق کی یہ نشانی ہے کہ میں

من الملك ان يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلاث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کے برخلاف اپنے مقام سے تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ اوسکے کہنے سے اوٹھا بیٹھا

فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني فمفيد
اب بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہے جیسے زبان سے کہدیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے میری طرف سے جو حکم بیان کرے اور بادشاہ کی

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره
جسنے یہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہوا کہ جس میں حاجت دلیل کی نہیں اور جسکو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اوسنے متواتر سنا

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن
سنا اوسکو بھی اور بیشک یہ مثال رسول علیہ السلام کے حال سے مطابق ہے کہ اونکے معجزہ سے بھی دیکھنے والوں کو

شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثاني لليقين ان لا يلتفت
اور تواتر سے سننے والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہے اور یقین کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ شک کے ہونے کا کچھ دھیان نہو

الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع و
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کے لگاؤ اور ممانعت میں اوسی کا تصرف ہو

على هذا المعنى يوصف اليقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف
ان معنوں کے لحاظ سے یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہے ایسا کہ جو شخص موت کے سامان میں غفلت کرے تو اوسکو موت کا ضعیف

اليقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ لا ريب في كون الناس سواء في القطع بالموت وعدم الشك
یقین کہتے ہیں باوجودیکہ موت میں اصلا شک نہیں ہے کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونے میں تمام بنی آدم برابر ہیں

فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولي خوفه
پر بعضے اوسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے اور نہ اوسکا کچھ سامان کرتے ہیں گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتے اور بعضے ایسے ہیں جنکے دل پر موت کا خوف

AsliAhleSunnet.com

علی قلبہ ویستغرق ھمہ بالاستعداد لہ ولا یغادر فیہ متسعا لغیرہ کما ھو شان من یخاف عن

ایسا غالب ہوتا ہے اور اوسکی ہمت موت کی طیاری میں ایسی لگتی ہے کہ اوسکے دل میں کسی چیز کی اصلا گنجایش نہیں رہتی یہ حال اون لوگونکا ہے جو دوزخ سے

النار ویرجو الدخول فی دار القرار فعلی ھذا یلزم للعاقل ان یصرف العنایۃ الی تحصیل الیقین بالمعنیین

ڈرتے ہیں اور بہشت میں جانیکی آرزو کرتے ہیں اس بیان کے موافق ہر عاقل کو لازم ہے کہ جہد اور ہر تگاور کرے یقین باعتبار دونون معنون کے حاصل ہو

جمیعا وھما نفی الشک عن النفس اولا ثم تسلیط الیقین علیھا ثانیا لکن ینبغی ان یعلم ان نفی الشک و

یعنے پہلے نفس میں سے شک جاتا ہے پھر آخر کو یقین غالب آجاوے لیکن سمجھنا چاہیے کہ شک کا رفع ہونا اور

تسلیط الیقین لا یحصل الا بعد معرفۃ متعلقاتہ ومجاریہ وھی المعلومات التی جاء بھا النبی

یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ٹھکانون کے نہیں ہوتا یعنے وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

علیہ الصلوۃ والسلام من عند اللہ تعالی فمن صدق بھا فھو مؤمن ومع ھذا الایمان ان انتفی

علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں پھر جسنے انکی تصدیق کی وہ مومن ہے اور باوجود اس ایمان کے اگر

عن قلبہ امکان الشک فھو موقن بالمعنی الاول وان غلب علی قلبہ فھو موقن بالمعنی الثانی وبہ

اوسکے دل میں سے احتمال شک بھی جاتا رہے تو وہ موقن ہے یعنے پہلے معنے یقین کے حاصل ہوئے اور اگر اوسکے دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسرے معنون کی ہوا اور

یحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواھی فان من غلب علی قلبہ ان مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ

اطاعت اوامر کی اور منہیات سے اجتناب اس ہی سے ہوتا ہے کیونکہ جسکے دل پر تو اس آیت کا چھا گیا ہے سو جسنے ذرہ بھر

ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ وتیقن ان نسبۃ الطاعات الی الثواب کنسبۃ الطعام

بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لیگا اور اسکو یہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کے ایسے ہیں جیسے کھانا

الی الشبع لا شک انہ کما یحرص علی تحصیل الطعام للشبع ویحفظ قلیلہ وکثیرہ کذلک یحرص علی

واسطے شکم سیری کے تو بیشک وہ جیسے طعام کے حرص کرتا ہے پیٹ بھر نیکے واسطے اور اوس کا قلیل اور کثیر محفوظ رکھتا ہے ایسے ہی

تحصیل الطاعات للثواب ویحفظ قلیلھا وکثیرھا ومن تحقق لہ ان نسبۃ المعاصی الی العقاب

طاعات کو واسطے ثواب کے حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکھے گا اور جسکو یہ ثابت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کے ایسی ہے

کنسبۃ السموم الی الھلاک لا شک انہ کما یجتنب عن قلیل السم وکثیرہ خوفا عن الھلاک کذلک

جیسے زہر واسطے ہلاک کے تو بیشک وہ جیسے زہر کے قلیل اور کثیر سے موت کے ڈر کا مارا بچتا ہے ایسے ہی

یجتنب عن قلیل الذنوب وکثیرھا وکبیرھا وصغیرھا خوفا من العقاب فان سبب ارتکاب المعاصی

نافرمانی کی قلیل اور کثیر سے اور صغیرہ اور کبیرہ سے عذاب کے ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور لیس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فی المعاصی من المضرۃ حقیقۃ العلم لا یؤثرھا الا تری

او فجور کے اختیار کرنے پر سوائے فساد علم کے اور کچھ نہین ہے اسلیے کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کے مرتبہ میں ثابت ہے وہ معاصی کو کبھی نہین اختیار کریگا دیکھو

ان من علم من طعام لذیذ انہ مسموم لا یقدم علی تناولہ فیعلم من ھذا ان الایمان الحقیقی ھو

کھانا کیسا ہی مزیدار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہے تو کبھی نہین کھائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الایمان الذی یحمل صاحبہ علی فعل ما ینفعہ فی الاخرۃ وعلی ترک ما یضرہ فیھا فاذا لم یفعل ما ینفعہ

ہوتا ہے جو مومن کو اوس کام کی رغبت دے جس سے آخرت میں نفع ہو اور اوس کام سے روکے جو آخرت میں ضرر دے پھر اگر ایسے نافع کو عمل میں لاوے

فیھا ولم یترک ما یضرہ فیھا لا یکون ایمانہ حقیقیا بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقۃ الایمان

اور ایسے مضر کو نہ چھوڑے تو وہ حقیقی مومن نہین ہے بلکہ صرف زبانی ہے دلی نہین ہے کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مومن

AsliAhleSunnet.com

حتی کانہ یرٰیہا لا یسلك طریقہا الموصل الیہا فضلا عن السعی فی تحصیل دخولہا وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنے نظر آتی ہے اور اسکے رستے پر جو دوزخ میں گرادے کبھی نہیں چلے گا چہ جائیکہ اوسکے دخول میں کوشش کرے ایسے ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا
حتی کانہ یرٰیہا لا یترك طلبہا بل یسعی فی تحصیل دخولہا وھذا امر یجدہ الانسان فی نفسہ عند سعیہ
گویا جنت سامنے نظر آتی ہے اور اوسکے طلب میں کبھی قصور نہ کریگا بلکہ اوسکے دخول کی کوشش کریگا اور یہ بات ہر شخص اپنے دل میں جانتا ہے
فی امور الدنیا فی دفع ما یضرہ وجلب ما ینفعہ یسرنا اللہ من الاعمال ما یوافق رضاہ
جب امور دنیاوی میں مضر باتوں سے کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کیسی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمپر وہ کام آسان کرے جو اوسکی رضا کے موافق ہوں

المجلس الخامس
پانچویں مجلس

فی لزوم الایمان بماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یجوز المخالفة فیہ
ایمان کے لازم ہونے میں اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور اونکی مخالفت جائز نہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے جو سنیگا میری
احد من ھذہ الامة یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت بہ الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت میں سے کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مرے اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی
النار ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابو ھریرة ولیس المراد بالامة ھھنا امة الاجابة بدلیل
ہوگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے ابوہریرہ کی روایت سے اور امت سے مراد اس جگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہے اسلیے
کون الیھودی والنصاری مذکورا فیہ بل المراد بہا امة الدعوة فعلی ھذا یدخل فیہ جمیع اھل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہے بلکہ مراد تمام امت دعوت ہے اس تقریر پر اس امت میں تمام باطل مذاہب والے بھی داخل ہیں
الباطلة وتخصیص الیھود والنصاری بالذکر لیعلم انہما مع کونہما اھل کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اس لیے کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر
اذا کانا من اھل النار بترك الایمان بما جاء بہ النبی علیہ الصلوة والسلام فغیرھما ممن لم یکن لہ کتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے سے دوزخی ہوئے تو باقی جنکے پاس نہ کتاب ہے
ولا شریعة اولی بذلك فکانہ علیہ الصلوة والسلام قال اقسم باللہ الذی نفسی بقدرتہ
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگے تو گویا نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے
ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت بہ من عند اللہ تعالی حتی یموت یکون من اھل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتے دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا
ویعلم منہ ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتے ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو کہتے ہیں
فی کل ما علم ضرورة انہ جاء بہ من عند اللہ واشتھر کونہ من دینہ علیہ الصلوة والسلام بحیث
ہر ایک احکام میں جو صاف معلوم ہوتے ہیں کہ یہ احکام خدا کی طرف سے لائے ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشہور چلے ہیں ایسا کہ
یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفتہ الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کے سمجھ لے غایت ظہور سے نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ
فی نفسہ یتوقف معرفتہ علی الاستدلال علیہ بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر میں اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسے صانع کا وجود

AsliAhleSunnet.com

ووجوب الصلوۃ وحرمۃ الخمر واحوال الاٰخرۃ فان کل واحد منہا وان کان فی نفسہ یتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کے احوال ان مطالب کے معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفتہ علی الاستدلال علیہ اما بدلیل العقل کوجود الباری تعالٰی وصفاتہ او بدلیل النقل
استدلال پر موقوف ہے یا تو عقلی دلیل پر جیسے باری تعالی کا وجود اور اوسکے صفات یا نقلی دلیل پر

کوجوب الصلوۃ وحرمۃ الخمر واحوال الاٰخرۃ لکن کونہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام
جیسے نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کے احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہے کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مین

معلوم بالضرورۃ لکل احد من غیر احتیاج فی معرفتہ الی الاستدلال علیہ بدلیل ویکفی
اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہے اور جو احکام

الاجمال فیما یلاحظ اجمالا ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی ان من لم یصدق بوجوب
بمجمل لحاظ کیے جاتے ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہے اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہیے وہان تفصیل شرط ہے اتنا کہ سوال کے وقت جو شخص وجوب

الصلوۃ عند السؤال عنہا وبحرمۃ الخمر عند السؤال عنہا لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا لکون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کرے وہ مومن نہین ہے بلکہ کافر ہوگا کیونکہ

کل منہما مما علم بالتواتر انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام والحاصل ان من اراد ان یکون
یہ دونو حکم تواتر سے معلوم ہو چکے ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص ایمان لایا چاہے

مؤمنا وقال بلسانہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصدق معناہ بقلبہ یکون مؤمنا
اور اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور دل سے اسکے معنون کی تصدیق کرے وہ مومن ہوجاتا ہے

وان لم یعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قیل لہ الصلوات الخمس فی کل یوم ولیلۃ فرض علیک فان
اگرچہ اوسکو فرائض اور محرمات معلوم نہون پھر اگر اوس سے کہا جاوے کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجھ پر فرض ہین پھر اگر

صدقہا وقبلہا یکون ثابتا علی ایمانہ وان انکرہا ولم یقبلہا یکون خارجا عن الایمان وکذلک
اوسنے اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنے ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سے خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتۃ بدلیل قطعی من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ وان اشکل علیہ
اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہوچکی ہین اور اگر

مسئلۃ من مسائل الایمان یجب علیہ فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما ہو الصواب عند اللہ تعالٰی
کوئی مسئلہ ایمان کے مسائل مین سے اوس پر مشتبہ ہوجاوے تو اوس پر بالفعل تو یہ واجب ہے کہ مجمل یہ اعتقاد کرے کہ جو اللہ کے نزدیک

بان یقول اعتقدت ما ہو الصواب عند اللہ تعالٰی وہذا القدر یکفی الی ان یجد عالما یعلم مسائل
حق ہے مین نے قبول کیا اور زبان سے کہے کہ جو اللہ کے نزدیک حق ہے وہ مین نے مانا مجملًا اتنا اعتقاد جب تک کفایت کرتا ہے کہ کوئی عالم دینی مسائل کا میسر آوے

الایمان فیسألہ عما اشکل علیہ ولا یجوز لہ تاخیر الطلب لقولہ تعالی فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
اور سمجھاوے پھر اوس سے وہ مسئلہ مشتبہ پوچھ لے اور جائز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کرے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے پوچھ لو یاد رکھنے والون سے اگر تم نہین جانتے ہو

ولا یکون معذورا بالتوقف فیما اشکل علیہ بل یکون کافرا بالتوقف ان کان ما اشکل علیہ من ضروریات
اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کے باب مین معذور نہین ہو گا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سے ہے تو تعمدًا توقف کرنے سے کافر ہوجاویگا

الدین لان التوقف فی المؤمن بہ یمنع التصدیق فیکون کفرا مثلا من اشکل علیہ وحدانیۃ اللہ تعالٰی
کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہے سو یہ کفر ہے مثلًا کسی شخص کو اللہ کی وحدانیت مین

AsliAhleSunnet.com

او قدرته علی شئ او علمه بكل شئ من الكليات والجزئيات او حشر الاجساد او حدوث العالم

یا اوسکی قدرت میں کسی شے پر یا اوسکے علم میں تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدائش میں بعد مرنے کے یا عالم کے حادث ہونے میں

او نحو ذلك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالىٰ يثبت ايمانه الاجمالی لوجود التسليم والقبول

یا ایسی ہی کسی اور بات میں شبہ واقع ہو اپھر یہ قائل ہوا کہ جو خدا کے نزدیک حق ہے میں نے مانا تو اوس کا اجمالی ایمان ثابت رہے گا کیونکہ اجمالاً تو لیت اور تسلیم موجود ہے

اجمالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب او لم يطلب اصلا

لیکن اگر اوس نے اوس شبہہ مسئلہ کو ان مذکورات میں سے سوال ‌رکھا دیر میں پوچھا یا کبھی بھی نہ پوچھا تو اتنی تسلیم

لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالىٰ بل يكون كافرا بترك السؤال والطلب

اجمالی سے کہ جو خدا کے نزدیک حق ہے وہ میں نے مانا مومن نہیں رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشأ بين المؤمنين والحاصل

تلاش کے کافر ہو جاوے گا کیونکہ یہ تمام مذکورات ضروریات دین سے ہیں انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے جانتا ہے خلاصہ یہ ہے

ان من اشكل عليه كون اله العالم واحدا او متعددا او لم يمل قلبه الى واحد منهما يجب عليه

کہ جس شخص پر یہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوے کہ پروردگار عالم کا ایک ہے یا کئی ہیں اور اوسکے دل میں کوئی ایک جانب راجح نہ ہو تو اوس پر واجب ہے

ان يقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالىٰ ثم يجب عليه الطلب والسؤال بلا توقف

کہ فوراً یہ کہے میں نے مانا جو اللہ کے نزدیک حق ہے پھر اوس پر بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہے

ولا تاخير حتى لو اخر الطلب او تركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون

اتنا کہ اگر اوس نے اس تلاش کو ڈال رکھا یا چھوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مومن نہ ہو گا بلکہ کافر ہو گا

كافرا وكذا من توقف فی يوم القيمة او فی الجنة او فی النار او فی الميزان او فی الحساب او فی الصراط

ایسی ہی جو شخص قیامت کے دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

او فی الصحائف التی كتب فيها اعمال العباد او فی شفاعة الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا

یا نامۂ اعمال جس میں بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں یا شفاعت شافعین میں توقف کرے مومن نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہے

لان التوقف والتردد دينا فی التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان فی اللغة التصديق فهو

اس لیے کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہے جسکو ایمان کہتے ہیں اسکی تحقیق یہ ہے کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں اور وہ

اذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل فی الشرع الى معنى اخر بدليل

یقین کر کے مان لینا مخبر کے حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹھہرانا اور شرع میں تصدیق کو اس معنے سے اور معنے کی طرف نقل نہیں کیا دلیل یہ

انه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من غير استفسار ولا

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب سے گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو اون میں سے مطیع ہوا تو اونسے تصدیق کی نہ معنے پوچھے اور نہ

افتقار الى بيان الا بحسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله

بیان طلب کیا ان متعلق کا فرق ہوتا ہے یعنے جس پر ایمان لانا چاہیے سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی

بعض التفصيل حين جاءه جبرئيل عليه السلام على صورة رجل غريب وساله عن الايمان فقال يا محمد اخبرنی

جب کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایک مرد مسافر کی صورت میں آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله الى اخر الحديث

ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے اللہ کا اور اوسکے فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا آخر حدیث تک

AsliAhleSunnet.com

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم
سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بھروسے پر کہ اسکے معنون کو وہ خوب جانتے ہین

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله
پھر آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھا تمکو دین سکھانے آیا تھا پس اگر ایمان کے معنے سواے تصدیق کے اور کچھ منقول ہوتے تو وہ مشہور ہوتے

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم
جیسے منقول معنی صلوة اور زکوة وغیرہ کے مشہور ہین اور نہین تو یہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہین سمجھتے اور یہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار
اور وہ لوگ بغیر پوچھے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان مین باعتبار شرع کے لغوی معنون مین معنے تصدیق مین صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة
متعلقات کی ہی معتبر ہے جسکو فارسی مین گرویدن اور ترکی مین

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد
بانانمق کہتے ہین پھر تصدیق مین معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت ہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة
جب ہم اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہ ہولے اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة اظهره علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کے برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دعوی رسالت کی تصدیق کے واسطے ظاہر کیا ہے جو اسد تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله
یہ معجزہ رسول کے ہاتھ پر ظاہر کرکر گویا یہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام مین جو میری طرف سے پہنچاوے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سکوته وقد مثل العلماء ذلک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی
یا سکوت سے علما نے اسکی یہ مثال بیان کی ہے مثلاً ایک شخص بادشاہ کے دربار مین ایک جماعت کے سامنے کھڑا ہو کر کہے کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

الیکم بکذا او کذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من
تمہارے حق مین فلانا فلانا حکم دیا ہے پھر اوس جماعت نے اوس سے صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہ نشانی ہے کہ مین بادشاہ سے کہتا ہون

الملک ان یخالف عادته یقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا شک ان
کہ برخلاف اپنی عادت کے میرے کہنے سے تین بار اوٹھے اور بیٹھے پھر بادشاہ نے اوسکے کہنے سے وہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہ کہا کہ یہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسلیے اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان
اون کو جنہون نے بادشاہ سے یہ حرکت آنکھون دیکھی اور جس شخص نے نہین دیکھا اوسکو اور لوگون سے سنتے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه
یہ مثال رسول علیہ الصلوة والسلام کے حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکھنے والون کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر
اور جو خود دیکھے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہ خبر آچکی ہے

AsliAhleSunnet.com

انه علیه الصلوۃ والسلام ادعی النبوۃ واظهر المعجزۃ حتی جری ذلك مجری الشمس فی الظهور فوجب
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کے مانند روشن ہے سو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات
ہم پر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لائے ہیں واجب ہے اور وہ احکام یہ ہیں واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول
اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضے ان میں امور آخروی ہیں جس کی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة
منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اور اوس میں مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پھر وہ قبر یا چمن ہے جنت کے باغ کا

اوحفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال
یا گڑھا ہے دوزخ میں کا پھر وہاں سے قیامت کے دن محشر کے میدان میں جانا پھر نامۂ اعمال کا دینا جس میں تمام عمل بندوں کے لکھے ہوئے

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
ہونگے پھر کسیکو دہنے ہاتھ میں دیا جاویگا اور کسی کو بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پشت سے پھر حساب کا ہونا پھر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت
ترازو کھڑی کرنی اعمال تولنے کے لیے پھر جسکی نیکیاں بھاری یعنے زیادہ اور گناہ ہلکے یعنے کمتر ہونگے وہ تو اچھی چین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر

حسناته وثقلت سیاته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم
اور گناہ زیادہ ہوئے تو اوس کا ٹھکانا گڑھا ہے پھر دوزخ کے اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کے چلنے کے لیے پھر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی
مثال چمکتی بجلی کے اور کوئی مانند تند ہوا کے اور کوئی مثل دوڑتے گھوڑے کے اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسأل الله تعالی
اور کوئی گھسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑے گا اور دوزخ کے موکل اوسکو ترت زنجیروں اور طوق میں قید کرینگے الہی ہم

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین بجمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوۃ والسلام لم یتحقق
ان تمام ہولوں سے محفوظ رکھیو اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلك المعجزة
بدون ثبوت رسالت کے معجزہ سے جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو محقق نہیں ہوتے اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا
ایک فعل ہے افعال الہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالے موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده تعالی
قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ٹھہرا افعال الہی سے تو بیشک اوسکا عمل میں آنا وجود الہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس
اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالے کا حواس کی وسیلے سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم
طرح تو محسوس نہیں ہے جو حواس کے وسیلہ سے معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الہی کا ایسا بدیہی ہے کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑھتی جانتے ہیں تاکہ بداہت سے

AsliAhleSunnet.com

وجوده بالبداهة بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روي ان
اب بجز استدلال کے مصنوع کے صانع پر اور اثر سے موثر پر کوئی طریق نہیں ہے چنانچہ روایت ہے معلوم ہو جائے

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير وآثار الاقدام
کہ ایک اعرابی سے ایسی دلیل پوچھی جس سے وجود الٰہی ثابت ہو جاوے اوسنے جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدھے پر اور پاؤں کا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروي ان ابا
چلنے والے پر دلالت کرتا ہے پھر کیا برجوں والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موجوں والا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتا اور روایت ہے کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهزون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد في المسجد يوما
امام ابوحنیفہ دہریوں کے حق میں مثل تیز تلوار کے تھے اور دہریے اونکے قتل کے لیے فرصت کی تاک میں رہتے تھے ایکروز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹھے تھے

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم افعلوا
کہ دہریوں کا غول ننگی تلواریں کھینچکر قتل کے لیے چڑھ آیا امام صاحب نے کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پھر جو چاہو

ما شئتم فقالوا اما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال
سو کرو بولے وہ کیا بات ہے امام نے کہا کیا کہتے ہو ایسے شخص کو جو یہ کہتا ہے میں نے ایک کشتی مال اسباب کی بھری ہوئی دیکھی ہے

مملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينها تجري مستوية
کہ دریا کے اندر موجوں کا طمانچہ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اوس پر پڑتا تھا پھر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
بدون ملاح کے جو تدبیر سے اوسکی خبرداری کرے برابر بے کھٹکے چلے جاتے تھے آیا یہ بات عقل کے نزدیک ہو سکتی ہے وہ بولے اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی پھر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله ان سفينة اذا لم يجز في العقل ان تجري مستوية من غير ملاح
امام صاحب نے کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کے نزدیک بدون ملاح کے

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها
جو تدبیر سے لے چلے برابر سیدھی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہ قبول کرتی ہے کہ دنیا جسکے احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کے جو اوسکے حال کو سنبھالے اور حفاظت کرے قائم رہے یہ کلام سنتے ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروي ان بعض الزنادقة انكر الصانع
سب کے سب روئے اور بولے آپ سچ فرماتے ہیں اور اپنی تلواریں میان میں کرلیں اور توبہ کر کر اونکے سامنے مسلمان ہو گئے اور روایت ہے کہ کسی زندیق نے

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت
حضرت جعفر صادق کے آگے خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نے فرمایا تو نے دریا کا سفر بھی کیا ہے بولا ہاں پھر فرمایا اوس سفر کی سختیاں بھی جھیلی ہیں بولا ہاں

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
ایک روز ایسی تند آندھی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئے میں ایک تختہ پر چپٹا رہ گیا پھر وہ تختہ بھی چھوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
اور میں موجوں میں دھکے کھاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نے فرمایا تمکو پہلے تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
اور ملاح پر بھروسا تھا پھر اوس تختہ پر بھروسا تھا کہ یہ بچالیگا جب یہ سب چیزیں چھوٹ گئیں تو بول کیا تو نے اپنی جان موت کے حوالہ کی تھی

AsliAhleSunnet.com

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال ممن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال له جعفر
یا پھر بھی نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا پھر امید کس سے تھی اب وہ شخص چپ ہو رہا پھر امام جعفر نے فرمایا

ان الصانع هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعور لك به وهو الذي انجاك من الغرق فلما
وہی ہے خدا جس سے تو اوس وقت بھی نجات کی امید رکھتا تھا گو تجکو معلوم نہ تھا اور اوس ہی نے تجکو ڈوبنے سے بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبله قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة
اوس شخص نے یہ بات سنی دل سے مان لی اور اونکے سامنے مسلمان ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق

الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال
استدلال ہی ہے یعنے دلیل میں غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی کا یہ حکم ہے

قل انظروا ماذا في السموات والارض فمن ترك يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل
کہ کہہ نظر کرو کیا ہے آسمانوں میں اور زمین میں پھر جو شخص استدلال نکرے وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے انسانکو عقل کی نعمت اسلیے دی ہے

ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه ووحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و
کہ وجود الٰہی پر اور اسکے قدم اور وحدت اور تمام اوصاف جو افعال الٰہی سے ثابت ہوتے ہیں یعنے قدرت اور

الارادة والعلم والحيوة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا شكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغفر
ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کیا کرے پھر جب استدلال نہ کیا تو اوسنے عقل کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا سو یہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشے

الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن
تو اختیار ہے یہ شخص اگرچہ اوس کا انجام بہشت ہے پر گناہ کے موافق عذاب بھگت کر اب اس تقریر کے موافق ہر مومن پر واجب ہے

ان يعتني في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج
کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کرے تاکہ اہل تقلید سے

من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يقين له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق
نکل کر اہل یقین میں داخل ہو جاوے کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہے جو

السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل اخبره
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں غور اور فکر نہیں کرتا تاکہ اپنے خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کرے بلکہ اوسکو

احد بها وصدقه فيها ففي صحة ايمانه اختلاف بين العلماء واما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعوا
کسی نے کچھ بتا دیا اوسنے تسلیم کر لیا سو ایسے شخص کے ایمان میں علما اختلاف کرتے ہیں کہ صحیح ہے یا نہیں اور جو لوگ دار اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور

معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا خلاف
اور معجزات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سنتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں فکر کرتے ہیں

في صحة ايمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتدار على التقرير والتحرير ومجادلة
اون کے ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والے ہیں اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم **المجلس السادس في بيان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا**
بے دین کے ساتھہ مناظرہ کرنا اور اوس کا شبہ دفع کرنا کچھ شرط نہیں ہے چھٹی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کے اور اسلام کو

وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنے ایمان کا مزہ چکھا فرمایا رسول

AsliAhleSunnet.com

6558

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا مزہ اوس شخص نے چکھا جسنے خوشی سے مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہ
الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون
حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہے عباس بن عبد المطلب کی روایت سے اسکے معنے یہ ہین کہ جسکے دل مین طمانیت ہوگی خدا کے
اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد صلی
ربوبیت پر اور سوا اوسکے دوسرا رب تلاش نکرے اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکرے اور رسالت محمدی صلے
اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا یوجد
اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکرے ایسے شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہے اور جو شخص ان امور مین سے کسی ایک پر بھی راضی نہوگا
فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ
اوس مین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سے مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کے ہے یعنے مخبر کے حکم کا یقین کرنا اور مان لینا
وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ
اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹھہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہے نہین تو جس کو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اگرے
الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونہم عالمین بصدقہ
وہ مومن ہو اکرے اور یہ امر غلط ہے اسلیے کہ اکثر کفار جیسے یہود ایمان نہین لائے اور نبی کو سچا جانتے تھے
کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ فدل
چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضے کفار کے حق مین نازل ہوا ہے اس دعوی پر دلالت کرتا ہے جنکو دی ہمنے کتاب وہ جانتے ہین اوسکو جیسے جانتے ہین اپنے بیٹون کو
النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال
اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصدیق صرف علم نہین ہے بلکہ تصدیق کیا ہے یقین کرنا احکام معلومہ کا اور ان لینا انکار اور مخالفت چھوڑ کر اور اسہی پر اعمال
علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر
کی بنا ہے اور یہ امر علم سے جدا ہے اکثر اوقات یہ امر بعد حصول علم کے ہوتا ہے اور علم کیا ہے یقین کرنا نفس امر کے مطابق
بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق
بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بے دلیل حاصل ہوتا ہے اوسکو علم نہین کہتے ہین بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہے اسکی تحقیق
ذلک علی ما ذکرہ الامام السنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم
موافق تقریر امام سنوسی کے یہ ہے کہ حکم یعنے کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سے نفی کرنی پانچ طرح پیدا ہوتا ہے علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم
وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا ونفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی
اور شک کیونکہ حکم کرنے والا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکے دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہے یا نہین ہے پہلے صورت مین
ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر
یعنے اگر یقین کامل ہو اگر وہ حاصل ہوا ہے بداہت سے جیسے محسوسات کا یا دلیل سے حاصل ہوا تو ان دونو صورتون مین یہ حکم علم ہے اور اوسکو معرفت اور یقین بھی کہتے ہین اور اگر
سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن
دلیل سے حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سے تو وہ اعتقاد کہلاتا ہے اور دوسری صورت مین یعنے اوسکے دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنے مقابل پر غالب ہو تو وہ
وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ
اور اگر مغلوب ہے تو وہم ہے اور اگر برابر ہے تو شک ہے اب ایمان اگر ان تین پچھلی قسم سے حاصل ہوا ہے

AsliAhleSunnet.com

لغير الجزم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجزم وهو العلم
جو سوا یقین کامل کے ہیں یعنے ظن اور وہم اور شک تو یہ بالاتفاق باطل ہے اور اگر پہلی قسم جزم کی دو قسم سے یعنے بہ بداہت یا بدلیل حاصل ہوا جو

والمعرفة فالاجماع على صحته فاما القسم الثاني من القسم الجزم وهو الاعتقاد فيقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر و
علم اور معرفت ہے تو بالاتفاق صحیح ہے اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہے اوسکی دو قسم ہیں ایک تو نفس الامر کے مطابق یہ

يسمى اعتقادا صحيحا كاعتقاد عامة المؤمنين المقلدين لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا فاسدا وجهلا
تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہے جیسے عام مسلمانوں کا اعتقاد جو ائمہ دین کے مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کے برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل

مركبا كاعتقاد كافة الكفرة المقلدين لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلدا في النار
مرکب کہتے ہیں جیسے تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کے پیشواؤں کے مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہے

واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بمحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمنا لكنه يكون
اور اختلاف ہے صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسے اعتقاد والا مومن ہوتا ہے پر وہ

عاصيا بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کے ترک کرنے سے گنہگار رہتا ہے پس یہ اللہ تعالی کی مشیت میں ہے چاہے معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کرے

وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسئلة من
اور چاہے گناہ کے موافق عذاب دے پھر جنت میں داخل کرے اس بیان کے موافق ہر مومن پر واجب ہے کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد
ایک ہی دلیل سے سیکھے تاکہ اپنے دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقائد تقلید سے حاصل ہوتے ہیں

يخشى على صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالدلائل
اوس میں یہ خوف ہے کہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوے کیونکہ تصمیم عقائد پر بدون دلیل کے جب ذرہ بھر بھی شبہ پیش آوے

لا يامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہیں ہے کہ زوال سے بچے اور یہ مانا کہ شک اور زوال کے مقابلہ میں

بالتصميم اللساني فاني ينفعه والقلب الذي هو محل الايمان متحير يقول لا ادري فيدخل في زمرة
تصمیم زبانی عمل میں آوے پر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گھر ہے حیران ہو کر یہ کہے میں کیا جانوں پھر تو منافقین کے زمرہ میں داخل ہوگا

المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه
جو منہ سے ایسی باتیں بنایا کرتے ہیں جو اونکے دل میں نہیں ہوتیں اسی لیے کہتے ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كمنافقي الذين
بھی دل میں سمجھتا ہے اور یہ نفاق اون شخصوں کا ہے جو ظاہر میں اوروں کے سامنے اسلام ظاہر کرتے ہیں اور دل میں کفر چھپا رکھتے ہیں جیسے منافق

كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے اور اور زندیق اور ملحد اونکے مثل دوسرا وہ نفاق ہے کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمات الايمان فيقولون
منافق دل میں تمیز نہیں کرتا یہ اون کا نفاق ہے جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے ہیں پھر اون سے ایمان کی باتیں سن سنا کر جیسی سنیں

مثل ما سمعوا اتباعا وتقليدا حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصارى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلید اوسنے لگے اتنا کہ اگر اتفاقا ہوتا یہود اور نصاری میں پیدا ہوتے تو اونکی سی کہا کرتے اور ویسا ہی کیا کرتے

AsliAhleSunnet.com

فعلهم اتباعا وتقليدا من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به
یہ لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس لیے پیدا ہوئے تاکہ اپنے خالق کو جانیں اور اوسکے امر

وما نهاهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بھیجے ہیں پہچانیں پھر وہ اون لوگوں میں ہیں کہ جب مرکر قبر میں جاوینگے

وسألهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملكان فى القبر ينطقون
اور منکر نکیر اون سے سوال کرینگے تو جواب دینگے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو جو اوروں سے سنتے تھے وہی ہم بھی کہتے تھے کیونکہ انکے پاس گور میں جب دو فرشتے آوینگے

بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى
تو بے کم وکاست وہی بول اوٹھینگے جو دل میں تھا اسلیے کہ انسان گور میں ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا میں تھا کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ

قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكا فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تھا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تھا تو کہیگا میں نہیں جانتا جیسے کہ جیتے جی دل میں کہتا تھا

فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد من كان يعبد
میں نہیں جانتا اور روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن منادی پکاریگا جو شخص جس کو پوجتا تھا

شيئا فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القبر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
اب اوسکے ساتھ رہے پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا تھا اوسکے ساتھ ہوگا اور جو گور پوجتا تھا گور کے ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا اونکے ساتھ ہوگا پھر یہ امت

وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سرا واظهروا للناس
مع اپنے منافقوں کے باقی رہجاویگی منافق سے مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے گھروں کے اندر پوشیدہ بت پرستی کرتے تھے اور مسلمانوں کے

الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت مع من اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فيذهبون فى جهنم معها بل المراد بهم
سامنے اسلام ظاہر کرتے تھے یہ لوگ تو بتوں کے ساتھ ہونگے کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سو اونکے ساتھ دوزخ میں جاوینگے بلکہ منافق سے مراد

الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان
وہ لوگ ہیں جنکے دل میں تردد تھا اور تقلید کے غلبے سے اوسکو نہ سمجھے بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسے شخص

فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لو يتقن ايمانه
جو علما کی صورت میں ہیں اپنے حال سے خبردار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہے حالانکہ اصل میں ایمان ہی

ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميز بين
اگرچہ تقلید کے درجہ کا ہو بلکہ بعضے مقلد دونوں کلمے ایمان کے زبان سے تو پڑھتے ہیں پر اون کے معنوں سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں

الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم
اور اوسکے رسول میں تمیز کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کے اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہووے حاصل نہیں ہے بلکہ انکو

فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخين
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہے اور یہ تمام خرابی اسلیے ہے کہ علما جنکا علم راسخ تھا

فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين ينتمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
نبوچکے اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالے دجال صفت متصوف ہیں کہ بہت پھیل گیے شیطانی جال بچھاکر دین کے مسلمانوں پر

بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون
رہزنی کرتے ہیں چنانچہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کے مانند جھوٹے پیدا ہونگے

AsliAhleSunnet.com

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ
ایسی حدیثیں روایت کرینگے کہ نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادا نے سو تم دور رہو اونسے اور دور کرو اونکو اپنے سے ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ میں ڈالدیں
علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اٰخر الزمان
اس حدیث میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکار اور فریب باز
بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشائخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علما اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہونگے کہینگے کہ ہم امام اور شیخ وقت ہیں ہم تمکو دین سکھاتے ہیں اور راہ حق بتاتے ہیں
الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون
اور اصل میں جھوٹے ہونگے اور وضعی حدیثیں روایت کرینگے اور فاسد عقیدے تمکو سکھادینگے اور گھڑ باطل
لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنھم ولا تقربوا منھم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلے
احکام تمہارے لیے گھڑ دینگے سو اونسے بچو اونکے پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردیں اور فتنے میں نہ پھنسادیں اس
ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات
مضمون کے موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کیواسطے جان سے کوشش نہ کریگا تو وہ بے خبر طرح طرح بدعت اور کفریات پر مریگا
وھو لا یشعر بھا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکے اللہ تعالی عنھم بقولہ یوم یقول
اور اوس زمرہ میں داخل ہوگا جنکے قول کو قیامت کے دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہے جسدن کہینگے
المنٰفقون والمنٰفقٰت للذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نورکم فانھم یقولون ذلک لکونھم
منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو ٹھہرو ہم بھی لے لیں تمہاری روشنی سے سو یہ لوگ یہ کہینگے کیونکہ یہ
مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بھم الی الجنۃ ونورھم بین ایدیھم وبایمانھم کما قال اللہ تعالی
پیادہ پا ہونگے اور مومنین گھوڑوں پر سوار کہ دوڑ سے جنت میں لیے جاتے ہونگے اور اونکے سامنے اور داہنے روشنی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالی نے
یوم تری المؤمنین والمؤمنٰت یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکھے ایمان والے مرد اور عورتوں کو دوڑتے چلتے ہیں اونکی روشنی اونکے آگے اور اونکے داہنے اور اختلاف ہے اوس نور میں کوئی کہتا ہے
المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون
نور سے مراد روشنی ہے جس سے صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سے یہ روایت ہے یہ کہتے ہیں کہ اونکو
نورھم علی قدر اعمالھم فمنھم من یؤتی نورہ کالنخلۃ ومنھم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناھم
اعمال کے موافق روشنی ملے گی بعضونکو برابر کھجور کے درخت کے اور بعضونکو بمقدار قد آدم اور کم سے کم
نورا من یکون نورہ علی ابھام رجلہ ینطفئ تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی
نور میں وہ ہوگا کہ اوسکے پاؤں کے انگوٹھے پر روشنی ہوگی کبھی چمکتی کبھی بجھی ہوئی اور کوئی کہتا ہے نور سے مراد اللہ تعالی کی معرفت ہے
فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور
پر قیامت کے دن روشنی باندازہ معارف الٰہی کے ہوگی جسقدر دنیا میں حاصل کی ہوگی سو
فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی
قیامت کے میدان میں سوا نور ایمان اور عبادت کے جو دنیا میں بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوای
الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم
جسمانی یعنے حواس ظاہر و باطن کے معارف ربانی حاصل کیے ہونگے کوئی اور نور نہیں ہر کہ ہر ایک کو قیامت کے دن اتنا نور دیا جاویگا

AsliAhleSunnet.com

القیمة مقدار ما اکتسبه فی الدنیا من المعارف الیقینیة ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف
جتنے اوسنے دنیا مین یقینی معارف حاصل کیے ہونگے اور جسنے دینی معارف مین سے کچھ حاصل نکیا ہوگا
الدینیة یبقی یوم القیمة فی ظلمة بلا نور علی ما روی عن ابی امامة انه قال یغشی الناس یوم القیمة
تو وہ قیامت کے دن اندہیرے مین بے نور رہ جاویگا چنانچہ ابو امامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین قیامت کے روز لوگون کو
ظلمة شدیدة ثم یقسم النور بینهم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالی و علمه له ویترك
تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہر اون مین نور تقسیم ہوگا سو ہر مومن کو بقدر معارف الٰہیہ کے نور ملیگا اور جو اللہ کے علم مین ہوگا اور
الکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما وبین المؤمنین بان یضرب بینهم
کافر اور منافق تاریک اندہیرے مین رہ جاوینگے کچھ نور نہ ملے گا بلکہ اونکے اور مومنین کے بیچ مین
سور دون جسر جهنم وفی الآیة السابقة اشارة الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیها هم الشاکون
ایک دیوار جسر جہنم سے ورے فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہ اشارہ ہے کہ منافقین سے مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار
المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اهل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلك قال الله تع
اور مسجدون مین نماز ادا کرتے تھے اور ایمان والون کے ساتھ اسلامی مکانات مین آتے جاتے تھے اسیلئے اللہ تعالی فرماتا ہے
ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء
یہ اون کو پکارینگے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ وہ کہینگے البتہ پر تمنے بچلادیا آپکو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے مین پڑے اور پہلی امیدون پر آخر آگیا
امر الله وغرکم بالله الغرور فدلت الآیة علی انهم لم یعبدوا اصنما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اللہ کے نام سے غرور نے سو یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ بت پرست نہین تھے بلکہ مومنین کے ہمراہ رہتے تھے پر اونہون نے
عارفین بما وجب علیهم معرفته حتی جاء هو امر الله الذی هو الموت فقال لهم یوم القیمة فالیوم
جو اون پر واجب تھا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنے موت آگئی اونکو قیامت کے دن یہ حکم ہوگا سو آج
لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماوٰکم النار هی مولٰکم وبئس المصیر فاذا کان کذلك ینبغی
تم سے نہین قبول فدیہ اور نہ کافرون سے تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور بری بازگشت لیس جب مراد یہ ہوئی تو
للمؤمن المقلد ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه وکثرة عبادته انه علی الحق لتوجه النقض علیه
مقلد مومن کو لائق ہے کہ ہرگز مستی نہ کرے اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سے یہ استدلال کرے کہ مین حق پر ہون کیونکہ اس پر یہ اعتراض ہوگا
بتصمیم الیهود والنصاری علی اباطیلهم تقلیدا لآبائهم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون
کہ یہود اور نصاری بھی جہوٹی باتون پر اپنے باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سے جم رہے ہین اس لیے کہ مقلد کی تصمیم کسی
شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه فی دینه علی بصیرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوس سے نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سے چیرا جاوے یہ دلالت نہین کرتے کہ وہ اپنے دین مین بصیرت پر ہے کیونکہ اوسکا جزم
وتصمیمه علی کون شئ حقا لیس من حیث معرفته بکونه حقا بل من حیث نشاته بین قوم یدینون
اور تصمیم کسی شی کی حقیت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہے کہ وہ اوس کے کو
به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم کون شئ حقا سواء کان حقا ولم یکن الا تری ان مثل
اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیت مین بڑا اثر ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکھو ایسے ایسے
هذا التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ولهذا قال بعض العلماء من جزم فی
تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہے جیسے یہود اور نصاری اسی لیے بعضے علما کہتے ہین جو شخص

AsliAhleSunnet.com

قلبه بكون شئ حقا ولم يكن لذلك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له فی دينه بصيرة
اپنے دل میں کسی شے کو حق یقین کرے اور اوس یقین کے ایسے خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کریں تو اوسکو دین کے اندر بصیرت نہیں ہے

اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادی وكون ما جزم به حقا فاذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اوس شی کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہے جب اون دونوں میں علاقہ نہوا تو پھر اوس پر واجب ہے

ياتی بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين هو حق ام لا حتى يكون فی دينه على
کہ اون دونوں میں علاقہ پیدا کرے تاکہ اوسکو یہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہے یا نہیں تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى ان يحصل
بصیرت پیدا ہو اور یہ تمیز بجز نظر صحیح اور براہین کے بداہت سے نہیں ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یوں جاری ہے

بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفی فی
کہ دلائل سے ہو بداہت سے نہو اگر یہ تمیز بداہت سے حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کر لیا کرتے اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملی الذی يحصل له به فی الجملة العلم والطمانينة بعقائد
تقلید سے پاک ہونے میں مجمل دلیل بھی کافی ہے جس سے کچھ علم اور طمانیت عقائد ایمان میں حاصل ہو جاوے

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادری سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على
اتنا کہ اپنے دل میں یوں نہ کہے کہ میں نہیں جانتا لوگوں سے جو بات میں سنتا رہا وہی میں بھی کہتا رہا اور یہ شرط نہیں ہے کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذی يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدعة
علما کے طور پر موافق قواعد منطقی کے مرتب کرے اور نہ یہ شرط ہے کہ بدعتیوں کے شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
اور نہ یہ شرط ہے کہ اوسکو صاف بیان کر دے بلکہ جب اوسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سے پاک ہو جاوے تو پھر وہ عارف ہے اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما فی ضميره من ذلك الدليل الجملی ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
دل سے زبان پر نہ لا سکے اور نہ یہ شرط ہے کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کرے کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما فی ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل
علما اپنے حقیقی علوم کو بیان کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں پھر عوام کی تو کیا اصل ہے حاصل یہ ہے

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہے کہ عقائد ایمانی میں آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہے یا ابھی مرتبہ تقلید میں ہوں

وهل هو مصيب فی عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
اور آیا میں اپنے عقاید میں صواب پر ہوں یا خطا پر تو اوسکو لازم ہے کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هی الجزم الموافق لما عند الله تعالى
دریافت کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تمیز کرے اور جان لے کہ مجھکو دونوں میں سے کیا حاصل ہے سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین بے دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہیں کہتے بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہے

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
برابر ہے کہ موافق علم الٰہی کے ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کے کہنے سے بلا دلیل برابر ہے

AsliAhleSunnet.com

حقا و باطلا فالمقلد لا معرفة عندہ وانما عندہ الجزم بقول الغیر خاصة سواء کان حقا او باطلا
برابر ہے کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کے کہنے کا ہوتا ہے کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتین الحقیقتین ثم نظر الی ضمیرہ ایهما حاصل له فیه فانه یعرف ما هو الحاصل له منهما
اب جو شخص ان دونوں کی حقیقت کو سمجھے پھر اپنے دل میں سوچے تو جان لیگا کہ اوسکو دونوں میں سے کونسا مرتبہ حاصل ہے

فان کان الحاصل له منهما هو التقلید لا المعرفة یجب علیه اولا اقامة البرهان لتحصیل المعرفة
پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا حاصل ہے معرفت کا مرتبہ نہیں ہے تو اوس پر واجب ہے کہ پہلے دلیل قائم کرے تاکہ معرفت ایمانی

فی عقائد الایمان وثانیا البحث عن العقائد الصحیحة حتی یعلم هل کان مصیبا فی عقائدہ ام
عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح عقائد کی بحث کرے تاکہ معلوم ہو کہ اپنے عقائد میں حق پر تھا یا نہیں

لم یکن فان وجد نفسه علی الصواب فیها یشکر الله تعالی علی هذہ النعمة العظیمة التی لا یکافیها
پھر اگر وہ اپنے آپ کو صواب پر پاوے تو اس نعمت عظیمہ پر جسکے برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہے شکر اللہ تعالیٰ کا ادا کرے

من متاع الدنیا وان لم یجدها علی الصواب فیها یفترض علیه ان یسعی فی تصحیح اعتقادہ بالبرهان
اور اگر صواب پر نہ پاوے تو اوس پر فرض ہے کہ واسطے صحت عقائد کی دلائل میں کوشش کرے

حتی یحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فی دار القرار یسرنا الله تعالی بفضله المجلس السابع
تاکہ اوسکو دوزخ کے عذاب سے نجات ملے اور بہشت میں جانا میسر ہو الٰہی اپنے فضل سے ہم پر آسان کر ساتویں مجلس

فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا

اون چیزوں کے بیان میں جن پر ایمان لانا چاہیے اور اون پر ایمان مجملاً لازم ہے موافق مذہب اصح کے اور تفصیلاً

عند البعض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبرئیل علیه السلام حین جاءہ علی
بعض کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا جب اون کے پاس

صورة رجل غریب وسئله عن الایمان الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم
ایک مرد مسافر کی صورت میں آئے اور پوچھا ایمان کیا ہے ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوے اللہ پر اور اوسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کے

الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عمر بن الخطاب وهو
دن پر اور تو یقین کرے نیک اور بد کی تقدیر کا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عمر بن الخطاب کی روایت سے اور یہ حدیث

جامع لاصول الدین ومایصح الاعتقاد علیه فان الاصل فی الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
تمام اصول دین کے اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہیے سب مذکور ہیں البتہ اصل تمام اعتقادیات میں مبدا اور معاد کی معرفت ہے اور

ذکرت الملئکة وما عطف علیه لیتوصل الی معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضیها العقول
ملائکہ کا ذکر جو معطوفات کے ذکر ہے تو واسطے معرفت معاد کے ہے اسلیے کہ مبدا کی معرفت کو تو سلیم عقلیں پا لیتی ہیں

السلیمة لکونها ثابتة فی فطرة بنی ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضی قوله تعالی فطرة الله التی
اسلیے کہ بنی آدم کی اصل فطرت میں ابتدا پیدائش سے ثابت ہے موافق قول اللہ تعالیٰ کے تراش اللہ کی جس پر

فطر الناس علیها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبیل الیها الا بتوفیق من الله تعالی
کو تراشا آدمیوں کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سواد کی کوئی راہ نہیں ہے بجز توفیق الٰہی کے

بواسطة الانبیاء الذین وصل الیهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئکة بانزال الکتب فلذلك
بوسیلہ انبیا علیہم السلام کے جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتوں کے اور بوسیلہ کتب منزلہ کے حاصل ہوا اسی لیے

AsliAhleSunnet.com

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلابد لطالب معناه من الاستكشاف
یہ سب ایمان کے مفہوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سو جو اسکے معنے کا طالب ہو اوسکو ضرور ہے کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
ایمان کی ان چھوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سے دریافت کرے تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
اول ایمان اللہ پر واجب ہے اور اللہ پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے کہ اللہ کو موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سے موصوف جانے لیکن اوسکے

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
وجود کا علم حواس سے حاصل ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کے نظر نہیں آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کے وسیلہ سے

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہو جاوے اور نہ علم اوسکے وجود کا ایسا بدیہی ظاہر ہے جیسا دو کا عدد ایک سے زیادہ ہے تاکہ اوسکا علم بالبداہۃ خود بخود ہو جاوے

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
بلکہ علم اوسکے وجود کا دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور وہ دلیل عالم کا وجود ہے کیونکہ عالم حادث ہونے کے سبب پیدا کرنیوالے کا محتاج ہوکر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت کرتا ہے کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہے اور وہ پیدا کرنے والا بالضرور قدیم واحد قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما
اور حی ہونا چاہیے اسواسطے کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو پھر وہ خود محدث کا محتاج ہوگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہ دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم ولو لم
محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ کئی ہوں تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے عالم کا وجود نہ ہو سکے اور اگر

يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہ ہووے تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شے بھی پیدا نہ کر سکے اسلیے

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء
کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہے اور قدرت کی تاثیر کسی شے میں بدون ارادہ اوس شی کے نہیں ہو سکتی اور ارادہ اوس شی کا

يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم کے نہیں ہو سکتا اسلیے کہ پیدا کرنا کسی شی کا بے جانے بوجھے محال ہے اور یہ تینوں صفتیں بدون

يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا
حیات کے نہیں ہو سکتیں اسلیے کہ حیات انہیں شرط ہے پس بیان کے موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہے

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى
اوسکے وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سے موصوف ہونے پر اسلیے کہ اوسکے صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
عقل سے وہی معلوم ہو سکتے ہیں جن پر اللہ کے افعال موقوف ہیں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسے سمع اور بصر اور کلام سو جائز ہے

AsliAhleSunnet.com

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

کہ انکے ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکے ثبوت کی تو یہ ہے

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال

کہ یہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سے

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه

اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہے اس سے لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سے موصوف ہو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها

نقلی دلیل انکے ثبوت کی یہ ہے کہ شرع سے ان صفاتکا ثبوت ثابت ہے سو انکے ثبوتکا یقین کرنا واجب ہے

له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها

اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے اسلیئے کہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم

تاکہ اون افعال سے ان صفاتکو ثابت کرین اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہے جس سے یہ معلوم ہو

انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها

کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کے کمال کے ہین اللہ کا موصوف ہونا ضرور ہے ایسا کہ اگر ان صفات سے موصوف نہو گا تو انکے اضداد پیدا ہونگے

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون

اور ان صفات کو کمال جو کہتے ہو تو یہ ہمارے حق مین ہین اور ہمارے حق مین کمال ہونے سے لازم نہین آتا کہ

في حقه تعالى كمالا والثاني مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم

اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسرے جس پر ایمان لانا چاہیے ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به

کہ ملائکہ کو موجود جانے پر اُن کا وجود عقلی دلیل سے کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ اُنکے وجود پر اجماع ہو چکا ہے اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية

کتاب اور سنت سے ثابت ہے بیشک ظاہر معنے کتاب اور سنت کی یہ ہی دلالت کرتے ہین کہ فرشتے موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

كاملة في العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة

علم مین کامل دشوار سے دشوار کار کر سکتے ہین اور مختلف صورتین بدل سکتے ہین اور نہ نر ہین

والانوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه

اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہی اللہ کی طرف سے انبیا کے پاس بھیجے ہوئے آتے ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن

اور جن فرشتون کے تعین نام سے ثابت ہے جیسے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہے اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان

جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہے اور تیسری شئے جس پر ایمان واجب ہے کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانے سے یہ غرض ہے

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام

کہ یقین کرے کہ خدا کا کلام ہے اپنے انبیا پر نازل کیا ہے اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سے حضرت آدم پر

AsliAhleSunnet.com

عشر صحائف وعلی شیث علیہ السلام خمسون صحیفۃ وعلی ادریس ثلثون صحیفۃ وعلی ابراھیم
دس صحیفے نازل ہوئے اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام عشر صحائف وعلی موسی علیہ السلام التوراۃ وعلی داود علیہ السلام الزبور وعلی
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور

عیسی علیہ السلام الانجیل وعلی محمد علیہ الصلوۃ والسلام القرآن فما ثبت تعیینہ باسمہ یجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سے ثابت ہے

الایمان بہ تفصیلا وما لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والرابع مما یجب الایمان بہ الایمان
تو اوس پر تفصیلی ایمان واجب ہے اور جسکی تعیین نام سے نہین ہے اوس پر اجمالی ایمان واجب ہے اور چوتھے جس پر ایمان لانا واجب ہے

بالرسل والمراد من الایمان بھم العلم بکونھم صادقین فیما اخبروا بہ عن اللہ فانہ تعالی بعثھم
رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانے سے یہ ہے کہ یقین کرے کہ وہ اپنی اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سے لاؤ ہین سچے ہین جنکو اونکو اللہ تعالی

الی عبادہ لیبلغوھم امرہ ونھیہ ووعدہ ووعیدہ وایدھم بالمعجزات الدالۃ علی صدقھم اولھم
اپنے بندون کے پاس بھیجا تاکہ اوس کا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دین اور معجزات سے اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتے ہین سب

آدم علیہ السلام وآخرھم محمد علیہ الصلوۃ والسلام ولم یبین فی القرآن عددھم کم ھم بل المذکور
آدم علیہ السلام ہین اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اون کی گنتی نہین ہے کتنے ہین بلکہ قرآن مین

فیہ منھم باسمہ العلم علی ما ذکرہ بعض المفسرین ثمانیۃ وعشرون وھم آدم وادریس ونوح وھود
نام معین لیکر بعض مفسرین کے قول کے موافق اٹھائیس کا ذکر ہے وہ یہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح وابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وھرون وشعیب وزکریا
اور صالح اور ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا

ویحیی وعیسی وداود وسلیمن والیاس والیسع وذاالکفل وایوب ویونس ومحمد وذوالقرنین وعزیر
اور یحیے اور عیسی اور داؤد اور سلیمن اور الیاس اور الیسع اور ذوالکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذوالقرنین اور عزیر

ولقمن علی القول بنبوۃ ھذہ الثلثۃ الاخیرۃ صلوات اللہ وسلامہ علیھم اجمعین وقال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کے جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضے

العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانہ ونسائہ وخدمہ اسماء الانبیاء الذین ذکرھم اللہ تعالی
علما کہتے ہین کہ ہر مومن پر واجب ہے کہ اپنے بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالے نے

فی کتبہ حتی یؤمنوا بھم ویصدقوا بجمیعھم ولا یظنوا ان الواجب علیھم الایمان بمحمد علیہ الصلوۃ والسلام
اپنی کتاب مین کیا ہے سکھا دے تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاوین اور سب کی تصدیق کرین اور یہ خیال نہ کرین کہ ہمپر ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا واجب ہے

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمہ فی القرآن او لم یذکر واجب علی المکلف فمن
اور کا نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہے پھر جسکی

ثبت تعیینہ باسمہ یجب الایمان بہ تفصیلا ومن لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والخامس
تعیین نام سے ہو گئی ہے اوس پر تفصیلی ایمان لانا چاہیے اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہیے اور پانچوین شی

مما یجب الایمان بہ الایمان بالیوم الآخر والمراد من الایمان بہ العلم بما یکون فیہ من احوال
جس پر ایمان لانا واجب ہے قیامت کا دن ہے اور قیامت کے دن پر ایمان لانے سے مراد ہے یقین کرنا اون حالات

AsliAhleSunnet.com

الآخرة التی اول منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر وهما ملکان
اخروی کا جو اوس روز گذرینگے جنکی منزلون مین سے پہلی منزل قبر ہے اور اوس مین زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہ دونون فرشتے ہین

مهیبان یقعدان العبد فی قبره ویسألانه عن ربه وعن دینه وعن نبیه ویقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر مین مردہ کو بٹھا کر اوس سے پوچھتے ہین پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سے کہینگے کون ہے

ربك وما دینك ومن نبیك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الی الجواب
تیرا رب اور کیا ہے تیرا دین اور کون ہے تیرا نبی اور اونکا یہ سوال موت کے بعد پہلا فتنہ ہے سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی

یکون قبره روضة من ریاض الجنة ومن لم یوفق الی الجواب یکون قبره
تو اوسکی گور ایک چمن ہے بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا

حفرة من حفر النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الی الموقف قاموا فیه
دوزخین کا پھر جب بنی آدم کو قبرونمین سے اوٹھا کر موقف مین لیجاوینگے اور وہ اوس جگہہ کھڑے ہونگے

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب یؤمر بالکتب التی کتبها الکرام الکاتبون لان
جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگے پاؤن ننگے بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامے دینے کا جو کرام کاتبین نے لکھ رکھے ہین اس لیے

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا یکونون ذاکرین لاعمالهم فیؤتون کتبهم لیقفوا علی اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبرون مین سے اوٹھائے جاوینگے تو اونکو اپنے اعمال کچھ یاد نہونگے اسواسطے اونکو نامہ اعمال دیجاوینگے تاکہ اپنی اعمال سے خبردار ہو جاوین پھر بعضونکو

یؤتی کتابه بیمینه فهو من السعداء لان اخذ الکتب بالیمین علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامہ اعمال دہنے ہاتھ مین ملینگے وہ تو سعید ہونگے کیونکہ نامہ اعمال کا داہنے ہاتھ مین لینا بہشت مین جانیکی اور دوزخ مین ہمیشہ

فی النار ومنهم من یؤتی کتابه بشماله او من وراء ظهره فهو من الاشقیاء فاذا وقف الناس
نہ رہنے کی نشانی ہے اور بعضون کو نامہ اعمال بائین ہاتھ مین ملینگے یا پس پشت کی طرف سے اور وہ شقی ہونگے جب بنی آدم اپنے احوال سے خبردار

علی اعمالهم یحاسبون بها فاذا انقضی الحساب ینصب المیزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہو جاوینگے تو پھر اونسے حساب ہوگا پھر جب حساب ہو چکے گا تو اعمال تولنے کے واسطے ترازو قائم کیجاویگی اس لیے کہ حساب سے

یعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملون مین سے کونسا مقبول ہے اور کونسا مردود ہے اور کونسا اعمال بد مین سے معاف ہوا

السیئة وما هو المواخذ بها وبالوزن یطلع علی ما یتوجه الیه من الثواب والعقاب ویعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنے سے معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملے گا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السیئة ولذلك یکون
ثواب کا اعمال نیک مین سے مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد مین سے قابل دارگیر کا اسیلیے

بعد الحساب نصب المیزان وقد ورد فی الخبر ان لاحدی کفتیه من نور واخری من ظلمة فالکفة
میزان بعد حساب کے قائم ہوگی اور حدیث مین مذکور ہے کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندھیر کا یعنے سیاہ پس وہ

النیرة للحسنات والکفة المظلمة للسیأت والناس فی الآخرة علی ما قال علماءنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطے نیکیون کی ہے اور سیاہ پلڑا واسطے بدیون کے اور بنی آدم آخرت مین موافق قول ہمارے علما کے تین قسم ہونگے

کفار ومتقون ومخلطون اما الکفار فیوضع کفرهم فی الکفة المظلمة فلا یوجد لهم حسنة حتے
نرے کفار اور نرے متقی پرہیزگار اور ملے جلے پھر کفار کا کفر سیاہ پلڑے مین رکھا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا تاکہ دوسرے پلڑے

AsliAhleSunnet.com

توضع فی الکفة الاخری فتبقی فارغة فترتفع لفراغها وخلوها عن الخیر فیامر الله تعالی بهم الی النار
پلڑے مین رکھا جاوے ناچار وہ خالی رہ جاویگا پھر اوپر کو چڑھا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سے خالی ہوکر جب حکم ہوگا الله تعالے کا اونکے حق مین دوزخکا

واما المتقون فهم الذین لا کبائر لهم فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وصغائرهم ان کانت
اور پرہیزگار شخص جس سے گناہ کبیرہ نہین ہوے اونکے حسنات روشن پلڑہ مین رکھے جاینگے اور اونکے گناہ صغیرہ اگر

لهم الصغائر فی الکفة الاخری فلا یجعل الله تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفة النیرة حتی
بالفرض ہو گئے تو دوسرے پلڑہ مین سو الله تعالے اون صغائر کو ہلکانے وزن کرے گا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بھاری ہوجاوے گا

لا تبرح من مکانه وترتفع الکفة المظلمة ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وهم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہ سے نہین ابھرے گا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسے ہلکا خالی ہو اور مومن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتے رہے

الکبائر ولم یتوبوا عنها فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وسیاٰتهم فی الکفة المظلمة فیکون
اور توبہ بھی سو اونکے حسنات تو روشن پلڑہ مین رکھے جاوینگے اور اونکے اعمال بد سیاہ پلڑے مین اور

لکبائرهم ثقل فمن کانت حسناته اثقل ولو بصؤابة یدخل الجنة ومن کانت سیئاتهم اثقل و
ویگ کبائر مین بوجھ ہووے گا سو جسکے حسنات بوجھل ہونگے اگرچہ لیکھ کے برابر وہ بہشت مین جاوینگے اور جسکی برائیان بوجھل ہونگی

لو بصؤابة یدخل النار الا ان یعفو الله تعالی لان مذهب اهل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکھ کے برابر وہ دوزخ مین جاوے گا یا الله معاف فرماوے کیونکہ مذہب اہل حق کا یہ ہے کہ بندہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت له مخالفة واحدة فهو فی مشیة الله تعالی ان شاء یعاقبه علیها ثم
پہاڑ کے برابر اداکرے پھر اوسکے اعمال مین کوئی گناہ بھی ہو تو وہ مشیت الٰہی مین ہے اگر چاہے اوس گناہ پر عذاب دیکر پھر

یعطیه ثواب طاعاته وان شاء یغفرها له ولا یعاقبه علیها هذا اذا کانت الکبائر فیما بینه وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطا کرے اور اگر چاہے معاف کردے اور کچھ عذاب نہ کرے یہ کیفیت حب ہے کہ وہ کبائر حقوق الٰہی ہون

الله تعالی واما اذا کانت علیه تبعات وکانت له حسنات کثیرة فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوس کے ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکے حسنات کثرت سے ہون تو پھر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کے

من ثواب حسناته فاذا لم یبق له حسنة لکثرة ما علیه من التبعات یحمل علیه من اوزار مظالمه
ثواب حسنات کا گھٹایا جاوے گا پھر جب اوسکے پاس کوئی حسنہ نہ بچے گا بسبب کثرت حقوق عباد کے تو اوسپر مظلومون کا بوجھ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وله خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پھر سب کے بدلے عذاب پہنچیگا اسلیے کہ کہتے ہین اگر ایک شخص کے پاس ستر نبیون کا ساثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدھے دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنة حتی یرضی خصمه وقیل یؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطی للخصم ذکره القشیری
نہین جاسکتا بدون راضی کیے مدعی کے اور کہتے ہین لیا جاوے گا بعوض ایک دانق کے ثواب سات سو مقبول نمازون کا پھر اوس مدعی کو دیدینگے قشیری نے

فی التحبیر اذا تقرر هذا فالصنفان الاولان هما المذکوران فی القران لانه تعالی لم یذکر فی آیات الوزن
تحبیر مین ذکر کیا جب یہ ٹھہر چکی تو دو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلیے کہ الله تعالے نے نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینه ومن خفت موازینه وقطع لمن ثقلت موازینه بکونه من المفلحین
سوا اونکے جو بوجھل ہون وزن اونکے اور جو ہلکے ہون وزن اونکے اور حکم کردیا جسکے وزن بوجھل ہین کہ سعادت مندون مین سے ہے

وفی العیشة الراضیة ولمن خفت موازینه بخلوده فی النار بعد ان وصفه بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ مین ہے اور جسکے وزن ہلکے ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہو بعد اسکے کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہے وہ لوگ

یؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة

AsliAhleSunnet.com

خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً فبینهم النبی علیه السلام حیثما ذکر آنفاً ثم ینصب الصراط علی جهنم
جنہوں نے اعمال نیک اور بد کو ملا دیا سو انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کے اوپر تان دینگے

قال بعض العلماء یکون طرفه الاول فی ارض القیمة وطرفه الآخر فی ارض الجنة وارض القیمة تکون
بعضے علما یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کے میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرهم علیها وتفور النار حتی تعلو من جوانبها وتحیط باهل المحشر
دوزخ کے اوپر ہوگا اور انہوں تمام خلقت کا اوسہی جگہ ہوگا اور جوش میں آویگی آگ اتنا کہ اوبھر جاویگی ہر طرف سے اور گھیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنة طریق الا الصراط فلا یکون الذهاب الی الجنة الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت میں جانیکا کوئی رستہ نہ بچیگا سوائے صراط کے سو کوئی صورت جنت میں جانیکی نہوگی سواے صراط پر سے اور حدیث میں آیا ہے

انه ادق من الشعر واحد من السیف فیجوزه الناس بقدر اعمالهم یجوز بعضهم کالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط بال سے زیادہ باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز اوس پر کو لوگ گذرینگے اپنے اپنے اعمال کے موافق بعضے ایسے گذر جاوینگے جیسے چمک بجلی کی اور بعضے

کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی مشیا حتی یکون آخر
مانند آندھی تند کے اور بعضے مانند تیز رو گھوڑے کے اور بعضے خوب دوڑتے ہونگے اور بعضے چلتے ہوئے جاتے ہونگے ایسا کہ سب سے پچھلا

من یجوزه یحبو حبوا فیقول یا رب ابطأت بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بک انما ابطأ بک عملک وبعضهم
جاویگا گھسٹتا ہوا یہ عرض کریگا یا رب تو نے مجھکو دیر لگا دی پھر اللہ تعالے فرماویگا میں نے تجھکو دیر نہیں لگائی تجھکو تیرے اعمال نے دیر لگائی اور بعضے

یجر رجلاه ویتعلق یداه وبعضهم یسقط علی وجهه الی جهة النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل
اپنے پانوں کو گھسیٹتے ہونگے دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے اور بعضے منہ کے بل دوزخ کے اندر گر پڑینگے اور دوزخ کے موکل اونکو زنجیر

والاغلال ویقولون له اما نهیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق میں جکڑ لینگے اور اوس کو کہینگے کیا تجھکو منع نہیں کیا تھا اعمال برے کیا تجھکو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کے عذاب سو اب تصور کر لے او مسکین جب

نظرت الی جهنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک وثقل اوزارک علی ظهرک والخلائق بین یدیک
تو نظر کرے گا دوزخ کی طرف اور تو صراط کے اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجھ گناہوں کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیرے سامنے

کیف یزلون وینکبون فتعلو رجلهم وتسفل رؤسهم الی جهة النار ومما یکون فی الیوم الآخر من احوال الآخرة
کیونکر اونکے پیر اور گرینگے پھر پانو اونکے اوپر ہو جاوینگے اور سر نیچے کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کے جو قیامت کے دن پیش آوے گا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منه مع امته وحوض نبینا علیه الصلوة والسلام اکبر
حوض میں سے پانی پینا ہے ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سے پانی پیویگا اپنی امت کے ساتھ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا

من غیره متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرة شهر کما روی عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه علیه
ہو گا کھلے ہوئے کنارے اور کونے مقدار سفر ایک مہینہ کے جیسا کہ روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضی مسیرة شهر وزوایاه سواء وماءه ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کے ہے کونے اوسکے برابر یعنی قائمہ ہیں اور اوسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین

ریحه اطیب من المسک وکیزانه کنجوم السماء من یشرب منه فلا یظمأ ابدا فقد دل هذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اوسکے آبخورے برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جو شخص اوس میں سے پیا کبھی پیاسا نہو گا یہ حدیث دلالت کرتی ہے

علی ان من شرب منه لا یعذب بالعطش ابدا لکن یراد عنه من بدل وغیر لما روی عن سهل بن
کہ جسنے اوس میں سے پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبھی نہو وے گا لیکن ہٹا دیے جاوینگے حوض پر سے وہ لوگ جنہوں نے دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی جیسی کہ روایت [illegible]

AsliAhleSunnet.com

سعد انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ شرب ومن شرب لا یظمأ ابداً
سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری طرف آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہو گا

لیردن علیّ اقوام اعرفہم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
البتہ آوینگے مجھ تک وہ قوم کہ میں انکو پہچانونگا وہ مجھکو پہچانینگے پھر میرے اور انکے بیچ میں پردہ ہو جاویگا میں کہونگا یہ تو میرے ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہوں نے کیا کیا بدعتیں

بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لورودہم
بعد آپ کے پہر میں کہونگا دور دور جسنے دین کو بدلا میرے بعد پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس پہچانینگے اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگے آپ کے پاس

علیہ غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لہو اشد بیاضا
ہاتھ منہ چمکتے ہوئے وضو کے اثر سے چنانچہ روایت ہے حذیفہ سے کہ فرمایا نبی صلے اللہ وسلم نے میرا حوض البتہ بہت سفید ہے

من الثلج واحلی من العسل وآنیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل
برف سے اور بہت شیریں ہے شہد سے اور اوسکے برتن پینے کو زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سے اور میں البتہ روکونگا غیر لوگوں کو جیسے روکتا ہے کوئی شخص

الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم
غیر کے اونٹ کو اپنی حوض پر سے پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگے ہمکو اوس روز فرمایا ہاں تمہارے چہرے ایسے ہونگے جو کسیکے تمام امتوں میں سے نہ ہونگے

تردون علی غرا محجلین من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقا لکن
تم میرے پاس آوگے ہاتھ منہ چمکتے ہوئے وضو کے اثر سے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حوض حق ہے لیکن

اختلف فیہ ہل ہو قبل الصراط او بعدہ وہل ہو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضہم انہ یکون بعد الصراط
اختلاف اسمیں ہو کہ آیا وہ صراط سے پہلی ہی یا صراط کے بعد اور آیا وہ میزان سے پہلی ہی یا پیچھے سو بعض کہتے ہیں کہ حوض صراط کے بعد ہو گا

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منہ لا یظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتا تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوس میں پی لیتا اسواسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اوس میں سے پیویگا کبھی پیاسا نہو گا اور

ثبت ان بعضا من عصاۃ المومنین یدخلون النار ثم یخرجون منہا بسبب الایمان فمتی یکون
بیشک یہ ثابت ہو کہ بعضے گنہگار مومن دوزخ میں ڈالے جاوینگے پہر اوس میں سے نکلینگے بسبب ایمان کے پہر انکو پینا کب میسر ہو گا

شربہم منہ وہذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ حوض موقف میں ہو گا صراط سے پہلے اور میزان سے پہلے اس لیے

الناس یخرجون من قبورہم عطاشا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن
کہ بنی آدم قبروں میں سے پیاسے نکلینگے اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سے پہلے ہو گا اور بخاری نے روایت کی ہے

ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل
ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہونگا ناگاہ ایک گروہ پیدا ہو گا ایسا کہ جب میں انکو پہچانونگا تو

من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت الی این قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا بعدک
میرے اور انکے بیچمیں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسے چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہو کہیگا یہ لوگ پہر گیے تہے بعد آپ کے

علی ادبارہم القہقری ثم اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت
پس پشت اولٹے پاؤوں پہر جانا تک ایک گروہ ہو گا ایسا کہ جب میں انکو پہچانونگا پیدا ہو ویگا ایک شخص بیچمیں میرے اور انکے وہ اونسے کہیگا چلو میں پوچھونگا

الی این قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا علی ادبارہم فلا اری یخلص منہم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہے انکا وہ کہیگا یہ پہر گئے تہے پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھ کو کہ بچ کوئی اونمیں سے مگر مانند

AsliAhleSunnet.com

همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة على ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہ ہے کہ جو بچین گے اونمین سے تھوڑے ہونگے جیسے اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتھ زبر ہا اور میم کے ہامل کی جمع ہے اور اوسکے معنے کھوئے

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادل دلیل على کون
اونٹ قرطبی اپنے تذکرہ مین اپنے اوستاد سے نقل کرکر کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی قوی دلیل ہو اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممد ودعلى جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سے پہلے ہوگا اسلیے کہ صراط دوزخ کے اوپر بچھایا ہوا ہوگا اور سب کو گذر کر جاوینگے پھر جو شخص اوسپر سے گذر گیا تو دوزخ سے بچ گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعى الیها ولذا احیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پھر وہ کب ہٹ کر آوے گا حوض پر پھر کیونکر ہوسکتا ہو کہ اوسکو حوض پر بلا دین اور ایسی ہی حوضین اور نبیون کے موقف ہی مین ہونگی اسلیے کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالى هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حال وقوف کا سامنے اللہ تعالے کے آیا وہ جگہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالى سبعین الف ملك بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کے نبیون کے حوضون پر پانی پیوین گے اور اللہ تعالے ستر ہزار فرشتے بھیجیگا اونکے ہاتون مین

عصى من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل على کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹھیان ہونگی کفار کو نبیون کے حوضون سے ہٹاوینگے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوض تمام نبیون کے

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگے اس سے لازم آتا ہو کہ حوض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی موقف مین ہو اور یہ جو کہتے ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالى
دوزخمین نجاتا جو شخص اوسمین سے پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہ ہو بیشک جو شخص اوس حوض مین سے پیویگا اہل کبیرہ سے اگر وہ دوزخمین داخل ہوگا مشیت الہی سے

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سے پیٹ کو نہ جلاوے گی اور وہ لوگ جنہون نے دین کو بدلا اور پلیٹ ڈالا اور وہ چیزین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یبعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
بس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہے اور اعتقاد مین نہین ہو تو ایسے لوگ روکے جاوینگے حوض سے ایک وقت پھر پیوین گے اوس حوض سے

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کے اور اگر وہ تبدیل اونکے اعتقاد مین ہے تو اختلاف ہی اونکے دائمی دوزخی ہونیمین اور یقینی معلوم ہے کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سوا کافر کے کوئی نہین ہو اور بیشک یہ ثابت ہوچکا ہو کہ حوض پر سے نکالے ہوئے کئی قسم کے لوگ ہونگے ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتے تھے اور دل مین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم على ما
کفر چھپاتے تھے اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہواہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کرنیوالے اور گناہ کو ہلکا جاننیوالے اور ظلم پیشہ اور اونکے مددگار اسلیے

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہو کعب بن عجرہ سے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا اے کعب بن عجرہ تجھکو خدا کی پناہ اون امیرون سے

یکونون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم على ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میرے بعد ہونگے پس جو شخص اونکے دروازہ پر گیا اور اونکی جھوٹی باتون کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہوکر مددگار بنا تو وہ میرا امت مین اور نہ میں اوسکا

AsliAhleSunnet.com

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابهم ولم یصدقهم فی کذبهم ولم یعنهم علی ظلمهم فهو منی وانا منه
اور نہ وہ حوض پر آئیگا اور جو شخص اونکے دروازہ پر نہ گیا اور نہ انکی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی اور نہ ظلم پر انکی مدد کی لیس وہ شخص میرا اور میں اوس کا

ویرد علی الحوض یسرنا الله تعالی الورود علیه والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان به الایمان
وہ بھی حوض پر آوے گا الہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دے آگ سے اور چھٹی شئ جسپر ایمان لانا واجب ہے ایمان تقدیر کا ہے

بالقدر والمراد من الایمان به العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتے ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرۂ دل اور حرکت اور سکون یہ سب حکم

الله تعالی وقدره فعلی هذا کان الظاهر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان
الہی سے اور اوسکے اندازہ سے ہیں اس تقریر کے موافق ایمان قضا پر بھی ذکر کرنا مناسب تھا پھر جو ذکر نہیں کیا تو اس لیے کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہے اس لیے کہ قضا تو وجود ہونا تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلك الموجودات فی المواد الخارجیة واحدا بعد واحد وقیل القضاء
تفصیل اوسی پہلے قضا کی ہے باعتبار پیدائش اوسی موجودات کے مادۂ خارجی میں ایک کے بعد ایک آگے پیچھے اور بعض کہتے ہیں قضا نام ہے

هو الارادة الازلیة والعنایة الالٰهیة المقتضیة لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق
ارادۂ قدیم کا اور خواہش الہی کا جس سے سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سے بنا ہوا ہے اور تقدیر تعلق ہونا

تلك الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم
اوسی ارادہ کا تمام اشیاء سے اونکے وقتوں پر جو اونکے لیے مقرر ہو چکے ہیں امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر میں لکھتے ہیں سمجھ لے

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه مامور غالبا بان یحترز من الاشیاء المهلکة
کہ انسان کو حکم ہے کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنے استعمال کیا کرے کیونکہ اوسکو حکم ہے اکثر جاکر بچتا رہے مہلک چیزوں کو

والاغذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلك ینبغی له
اور ایسی غذاؤں سے جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنے مقدور کے موافق کوشش کرکے منفعت کی اشیا حاصل اور مضر چیزوں کو دفع کرے پھر تو بھی انسان کو لائق ہے

ان یکون جازما بانه لا یصل الیه الا ما قدر الله له ولا یحصل له الا ما اراده الله له فقول یعقوب
کہ یہ یقین کرے کہ مجھکو وہی ملیگا جو اللہ نے میرے واسطے اندازہ کیا ہو اور مجھکو کبھی نہیں حاصل ہوگا سوا اوسکے جو اللہ نے ارادہ کیا ہے اب قول حضرت یعقوب

النبی علیه السلام لبنیه لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الی رعایة
علیہ السلام کا جو اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا تم سب ایک دروازہ میں سے نہ جانا اور الگ الگ دروازوں سے جانا اشارہ ہو واسطے

الاسباب المعتبرة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من الله من شئ اشارة الی التوحید المحض
استعمال اسباب ظاہری کے جو اس عالم میں معتبر ہیں اور قول اونکا اور میں نہیں بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سے اشارہ ہو طرف خالص توحید کے

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سؤالا وهو ان الله تعالی
اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نے احیا کی کتاب الشکر میں یہ اعتراض ذکر کیا ہو کہ اللہ تعالے نے

قد امرنا ان نعمل له والا فنحن مذمومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من الله تعالی
بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کریں اور نہیں تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کے ہیں نافرمانی سے باوجودیکہ یہ تمام اللہ کے حکم سے ہو سکتا ہے

AsliAhleSunnet.com

وليس الينا شيء فكيف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے بھلا کہو ہمکو کیوں سرزنش ہے اور کیوں عذاب ہوتا ہے پھر ارشد نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دھمکی سے ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہے
الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونے سے دل پر خوف الٰہی خوب طاری ہوتا ہے اور خوف کے جوش سے شہوات نفسانی چھوٹتی ہیں اور
الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کے چھوٹنے سے قرب الٰہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہے
فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پھر جسکو ازل میں سعادت نے جا لیا اسکو یہ تمام اسباب میسر ہو جاتے ہیں آخر کو وہی سلسلہ اسکو خیر کی طرف کھینچ لیجاتا ہے اور جسکو
له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ نہ کلام الٰہی سننے اور نہ کلام اوسکے رسول کے ماننے اور نہ کلام علما کے قبول کرنے اور جب اوسنے کچھ نہ سنا تو نہ علم سیکھا
واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جبکہ علم نہوا تو پھر کیا خوف ہوگا اور جب کچھ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا وہوس کب چھوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت
وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين

المجلس الثامن في بيان

اور اوسکی ہوا وہوس دل میں سے نہ نکلیگی تو شیطان کے گروہ میں داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سب کا ٹھکانا ہے مجلس آٹھویں بیان میں

من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام

اون لوگوں کے جو بہشت میں جاوینگے اور جو شخص بہشت میں نہیں جاوینگے رسول علیہ السلام کے فرمانبرداروں

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
اور مخالفوں میں سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اوس شخص کے جو منکر ہوا عرض کیا
ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکر کون ہے یا رسول اللہ فرمایا جسنے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جسنے میرا کہا نہ مانا وہ بیشک منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی
المصابيح رواه ابو هريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابى هو الكافر
صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور مراد امت سے اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہے پس
فيكون المعنى ان كل من آمن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پھر معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونے دوزخ کے
او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سے نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سے اون احکام پر جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سے تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جاوے گا
اصلا بل يبقى في النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالابى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سے امت اجابت یعنے اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو
العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
گناہ میں مبتلا ہیں امت نبوی سے صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کے یہ ہیں جسنے میرا کہا مانا مجھ پر ایمان لاکر اور میرے طریق مسنون پر عمل کیا
وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کے عمل سے

AalAhleSunnet.com

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی پیروی سے اور پیچھے لگا اپنی ہوا وہوس کے اور بہکا سیدھی راہ سے تو وہ خدا کی مشیت میں ہے چاہے اوسکو معاف کرکے

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت میں داخل کرے اور چاہے اوسکو دوزخ میں داخل کرے اور موافق گناہوں کے اوس میں عذاب دیکر پھر اوسمیں سے نکال کر جنت میں داخل کرے

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہ ہے کہ جس نے اپنے مولے کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سے اور ہوس سے اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سے تو

الجنة منزله وماوٰنه ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسی کا گھر اور ٹھکانا ہے اور جو شخص کہ پڑا رہا اپنی کجی اور نافرمانی میں اور ڈھیلی کر دے دنیا میں باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا

هوٰنه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قد قال الله تعالی فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا فَاِنَّ
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو دوزخ اسیکے لیے سزاوار ہے اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو

الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی۝ وروی عن
دوزخ ہی ہے ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے سو بہشت ہی ہے ٹھکانا اور روایت ہے

ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابوہریرہ سے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا دوزخ میں کوئی داخل نہو گا سوائے شقی کے کسینے پوچھا شقی کون ہوتا ہے یا رسول اللہ فرمایا جس نے

لله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کے واسطے طاعت نکی اور جس نے اوسکے خوف سے گناہ کو نچھوڑا وہ شقی ہے اور روایت ہے شداد بن اوس سے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ عاقل

قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہے جسنے خدا کے واسطے اپنی جان جھکا دی اور آخرت کے واسطے عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہے جو اپنی جان سے ہوا وہوس کے پیچھے پڑا رہا اور اللہ سے بیجا آرزو لگی ہیں

علیه الصلوٰة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہے جو خوار کرے اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الٰہی کے تابع بنا دے

الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاٰخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالے
اور اوسکا حساب دنیا میں سمجھ لے آخرت میں حساب ہونے سے پہلے پھر اگر معلوم ہو کہ اوسکے اعمال خیر عمل میں آئے تو اللہ کا شکر بجا لاوے

وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتاسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد کیے ہیں تو اللہ سے بخشش طلب کرے اور اوسکی طرف رجوع کرے اور اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کرے اور اپنی آخرت کی لیے سامان کر

لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع حوله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذرے ہوئی لغزشوں سے بیزار ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکھے

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہ ہے توشہ معاد کے دن کا اور احمق وہ ہے جو اپنے مولے کی کہا ماننے میں قصور اور اپنی خواہش حاصل کرنیمیں کوشش کرے اور وہ قصیر بھی کر

فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم
اپنے رب کی طاعت میں قاصر ہے اور اپنے نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہے اللہ سے آرزو ویں مانگتا ہو بس غرور یہی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے امر بھی کیا اور نہی بھی پھر

قال وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوٰة والسلام قال ما من احد یموت
فرمایا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اوس نے کمایا اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہیں جو مر کر

AsliAhleSunnet.com

الا ندم قالوا وما ندامته يارسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان
پچتاوے نہین عرض کیا پچتاوا کیا ہوگا یارسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکوکار ہو تو پچتاویگا کہ مین نے کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لا يكون نزع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك فى الغفلة فاجتهد فى تحصيل امتعة
بدکار ہے تو پچتاویگا کیون نہین باز رہا پس اے شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کو پیدا کرنے مین کوشش کر

الاخرة قبل ان يجئ يوم لا تقدر على تحصيلها فى ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم
اس سے پہلے کہ وہ دن آپہنچے کہ پھر تجھکو اوس روز حاصل کرنے کی کچھ طاقت نہ رہیگی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا پھر

على ما فات من عمرك ولا ينفعك الندم قال الامام الغزالى فى رسالته المسماة بايها الولد انى رايت
غفلت مین عمر برباد کئی ہوئی پر پچتاویگا اور اس ندامت سے کچھ فائدہ نہو گا امام غزالی اپنے رسالہ مین ایہا الولد جسکا نام ہو کہتے ہین مین نے

فى الانجيل ان الميت من ساعة ان يوضع على الجنازة الى ان يوضع الى شفير القبر يسئله تعالى
انجیل مین دیکھا ہے کہ مردہ سے اتنے عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکھ کر قبر کے کنارہ پہ لیجاکر رکھین اللہ تعالے اپنی عظمت سے

بعظمته اربعين سؤالا اوله يقول عبدى طهرت منظر الخلق سنين وما طهرت منظرى
چالیس سوال پوچھتا ہے پہلے یہ ہی فرماتا ہے اے میرے بندہ تو پاکیزہ کیا تو نے اپنے تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ينظر فى قلبك كل يوم ويقول ما تصنع بغيرى وانت محفوف بخيرى اما انت اصم
ایک دم پاک نکیا اللہ تعالے ہر روز تیرے دل کی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے تو کیا کرتا ہے اورونکے واسطے اور تو گھرا ہوا ہے میرے انعام سے کیا تو بہرا ہے

لا تسمع وقد قال ابو سليمان الدارانى لو لم يبك العاقل فيما بقى من عمره على فوت ما مضى منه
سنتا نہین ابوسلیمان دارانی کہتے ہین اگر عاقل افسوس سے نہ روئے اپنی بقیہ عمر مین سے عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فى غير الطاعة لكان خليقا ان يحزنه ذلك الى الممات قال الامام الغزالى انما قال هذا لان
تو اوسکو لایق ہے کہ مرتے دم تک اسی غم مین رہے امام غزالی کہتے ہین ابوسلیمان نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفيسة وضاعت منه فى غير فائدة يبكى عليها لا محالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتھ آجاتا ہے اور پھر وہ اوسکے ہاتھ سے بے فائدہ جاتا رہے تو بیشک اوسکے غم مین روتا ہے پھر اگر وہ جوہر

منه وصار ضياعها سببا لهلاكه يكون بكاؤه اشد فكل ساعة من العمر بل كل نفس منه
بے فائدہ گم ہو کر باعث ہو اوس شخص کی تباہی کا تو اور بھی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفيسة لا خلف لها ولا بدل لانها صالحة لان يوصلك الى سعادة الابد وينقذك
ایک نفیس جوہر ہے جسکا نہ کچھ عوض ہو اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہے کہ تجھکو سعادت ابدی مین پونچا دے اور

من شقاوة السرمد واى جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعتها فى الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سے بچا دے اور کونسا جوہر اس جوہر سے زیادہ نفیس ہوگا جب تو نے اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑے ہی ٹوٹے مین

مبينا فاذا صرفتها الى المعصية فقد هلكت هلاكا مبينا فان كنت لا تبكى على هذه المعصية
مبتلا ہوا پھر اگر تو نے اوسکو گناہون مین صرف کیا پھر تو ظاہر ہو کر تو خوب تباہ ہوا پھر اگر تو اس خطا پر افسوس کر کے نہین رو دیتا

فذلك لجهلك فمصيبتك لجهلك اعظم من كل مصيبة لكن الجهل مصيبة لا يعرف صاحبه
تو یہ تیری جہالت ہے تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سے بدتر ہے لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہے کہ جاہل اوس کو

كونه مصيبة لان نوم الغفلة يحول بينه وبين معرفته والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجھتا کیونکہ خواب غفلت حائل ہو کر نہین سمجھنے دیتی اور آدمی اب تو سوتے ہین جب مرین گے تو جاگین گے

AsliAhleSunnet.com

فعند ذلك ينكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة
اوسوقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کھل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہو جاویگی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہونگے

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچے وے وہ لوگ ہیں جنکے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے اونکے واسطے

اعين جزاء بما كانوا يعملون قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي
ٹھنڈک آنکھوں کی بدلا اوسکا جو عمل کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور حکایت کے فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک کار بندونکے واسطے

الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم
وہ سامان تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ میں گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہے وہ لوگ ہیں

الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه
جنہوں نے حق کو جھٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الٰہی اور خدا کے دیدار کی نہیں ہے

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به
اور یہ مرتبہ بدون معرفت کے جسکو ایمان اور تصدیق کہتے ہیں حاصل نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے از بسکہ حق کو جھٹلایا اور تصدیق نکی

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سے دور ہوگئے اور وہ اپنے رب سے اوس روز البتہ اوٹ میں ہونگے اور جو شخص اپنے رب سے اوٹ میں ہو ہلاک ہو ویگا جدائی کی آگ میں

ونار جهنم ابد الآباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا في العمل
اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمیں وہ جو عذاب دیے جاوینگے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل میں جو سزاوار

بمقتضاه في رأس الايمان التوحيد وهو نفي الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته
ایمان کے تھا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہے یعنے نفی شرک کی اور وہ یہ ہے کہ آدمی یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اپنی ذات اور صفات

وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا
اور افعال میں اور عالم میں جو گذرتا ہے ہرگز نہیں پیدا ہو سکتا بدون اوسکے علم اور ارادہ اور پیدا کرنے کے اور قابل پرستش کے سوا اوسکے اور کوئی نہیں ہے اس تقریر

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبان سے کہتا ہے لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہے میں نے یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

ولا يظهر في العالم شيء الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته
اور عالم میں کوئی امر پیدا نہیں ہو سکتا بدون اوسکے علم اور ارادہ اور پیدا کرنیکے اور کوئی نہیں سزاوار پرستش کا سوا اوسکے اور بیچ ذمہ میرا اوسکی عبادت

ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور میں کیلئے عبادت کرونگا سوا اوسکے اور بعد اقرار کے جو شخص اپنی ہوا ہوس کے پیچھے پڑے تو وہ سنو بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹھہرا لیا اب وہ شخص فقط زبان سے

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه
توحید کا قائل ہے اور توحید بدون استقامت کے پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قائم نہ ہو اگرچہ ادنےٰ کام میں بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کے پیچھے پڑے

ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح في كمال التوحيد ولم يخلو بشر عن
اگرچہ تھوڑے سے کام میں وہ سیدھے رستے سے بیراہ ہے اور اس سے کمال توحید کو بٹا لگتا ہے اور اسی لیے کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى وان منكم الا واردها فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما
قائم نہیں رہتے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ایسا کوئی نہیں جو اوسپر گذر نہ ہو بس یقیناً آگ سب کی گذر گاہ ہے

AsliAhleSunnet.com

الشك فیمن ینجو منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اٰخر من یخرج منها یخرج بعد سبعة الاف
شک اسمین ہے کہ کون کون نجات پاویگا بلکہ حدیثون مین ایسا آیا ہے جس کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پیچھے دوزخ مین سے نکلنے والا سات ہزار برس کے بعد نکلیگا

سنة وبعضهم یجوز منها کبرق خاطف فلا یکون له فیها لبث وبعضهم یمکث فیها لحظة وبین اللحظة
اور بعضے اوس مین ایسے گذر جاوینگے جیسے چمکتی بجلی ایسے شخصکو دوزخ مین ذرہ بھر درنگ نہوگی اور بعضے دوزخ مین لحظہ بھر ٹھہرینگے ایک لحظہ سے

وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من الیوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتین وسائر العدد
سات ہزار برس کے اندر اندر بہت سے درجہ متفاوت ہین جیسے ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک برس یا دو برس اور باقی تمام گنتی

واما الاختلاف بالشدة فلا نهایة لاعلاه وادناه التعذیب بالمناقشة فی الحساب فان اختلاف عذاب
اور رہا حال سختی کا اوسکے اعلےٰ درجہ کا تو کچھ ٹھکانا نہین اور کم سے کم عذاب حساب کی گرفت پر سختی سے کیونکہ اختلاف آخرت کے عذاب کا

الاٰخرة وثوابها بحسب قوة الایمان وضعفه وکثرة الطاعات وقلتها وکثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کے قوت اور سستی کے ہے اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہون کے اور گواہ

هذا فی القراٰن قوله تعالی اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ وقوله تعالی وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا
اسکے قرآن مین ہین قول اللہ تعالے کا آج بدلا دے جاویگی ہر جان جو جو اوسنے کیا تھا آج ظلم نہین ہے اور قول اللہ تعالے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے

مَا سَعٰی وقوله تعالی فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ وغیر ذلك مما ورد فی کتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالے کا سو جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لیگا اور سوا اوسکے جو اور کتاب مجید مین

الله تعالی وسنة رسوله من کون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلی هذا کل من احکم اصل الایمان
اور سنت رسول یعنے حدیث مین وارد ہے کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کیے کا ہے پس اس بیان کے موافق جسنے اصل ایمان کو درست اور محکم کیا

واحسن جمیع الفرائض التی هی الارکان الخمسة للاسلام باتیان کلمتی الشهادة واقامة الصلوٰة وایتاء الزکوٰة
اور تمام فرائض اچھی طرح ادا کیے یعنے پانچون رکن اسلام دونو کلمے شہادت کے پڑھے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا

وصوم رمضان وحج البیت فی اجتناب الکبائر ولو یصدر منه الا صغائر متفرقة من غیر ان یصر علیها
اور روزے رمضان کے رکھے گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہون سے بچتا رہا اور اوس کے سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کے یعنی ڈٹ جانیکے کوئی عمل مین نہ لایا

وادنی معنی ارتکاب الکبائر والاصرار علی الصغائر بمعنی الاکثار فیها سواء کانت من نوع واحد او من
اور کم سے کم کبیرہ عمل کرنے سے اور صغیرہ پر اصرار کرنے سے مراد یہ ہے کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہے برابر ہے کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا

انواع مختلفة یشبه ان یکون عذابه بالمناقشة فی الحساب فاذا حوسب یرجح حسناته علی سیاٰته
کئی طرح کے ہون تو قریب بالیقین ہے کہ ایسے شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پھر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکے حسنات کو برائیون پر غلبہ ہو جاویگا

اذ قد جاء فی الحدیث ان الصلوٰت الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن
اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ بیشک پانچون نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتار ڈالتے ہین بیچ کے صغیرہ گناہون کو

سوی الکبائر وکذا اجتناب الکبائر مکفر للصغائر بحکم نص القراٰن وهو قوله تعالی اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ
سوا کبیرہ گناہون کے اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سے بچتے رہنا اوتار ڈالتا ہے صغیرون کو قرآن کے صاف حکم سے وہ یہ قول اللہ تعالے کا ہے اگر تم بچتے رہوگے بڑے عملون سے

مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ واقل درجات التکفیر ان یدفع العذاب اذا لم یدفع الحساب
جو تمکو منع ہوے ہین تو ہم اوتار دینگے تمسے گناہ تمہارے اور کم سے کم درجہ معافی کا یہ ہے کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو

وکل من هذا حاله یکون ممن ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة هذا حال من اجتنب جمیع الکبائر
اور ایسے ہی لوگ ہونگے جنکے تولین بھاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ آرام مین ہین یہ حال تو اوسکا ہے جو تمام کبائر سے بچتا رہا

AsliAhleSunnet.com

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترک بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة

اور ادا نے تمام فرائض ادا کیے اور جسنے کچھ کبیرہ گناہ بھی کیے اور کوئی فرض بھی ادا کیا تو ایسے شخص نے اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق بمن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول

حالت نزع سے پہلے تو یہ انہیں شامل ہے جنھے کوئی گناہ نہیں کیا اسلیے کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسے بے گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہے

کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی

جیسے میلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سے پہلے مرگیا تو اوسکو حق میں مرتے وقت کا اندیشہ ہے اسواسطے اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له سوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد فان لم یختم له سوء الخاتمة

اصرار پر باعث ایمان کے زوال کی ہو جاتی ہے پھر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون

بلکہ ایمان سے موا پھر اگر اللہ تعالے نے معاف کیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سخت گیری کے عذاب سے زیادہ ہو اور

کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث

افزایش عذاب کی درازی مدت سے باعتبار زیادتی اصرار کے ہوگی اور افزایش سختی میں باعتبار سختی گناہ کے ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب

تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کے یعنے جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذر جانے مدت عذاب کے وہ شخص اونکے مرتبہ میں شامل ہو دیگا جنکو

الیمین وفی الخبرات آخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد

اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں ملینگے اور حدیث میں ہے کہ سبکے پیچھے جو دوزخ سے باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سے دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ میں سے سوا موحد کے

ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه

کوئی خلاص نہو یگا اور موحد سے مراد وہ شخص نہیں ہے جو صرف زبان سے لا اله الا الله کہا کرے اسلیے کہ زبان اوس عالم کا ہے جسکو

بعالم الملک والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی

عالم ملک اور شہادت کہتے ہیں سو زبانی کلمہ پڑھنے سے صرف اسی عالم میں فائدہ ہوگا اسواسطے کہ تلوار مسلمانوں کی اوسکی گردن سے دور رہیگی اور ہاتھ

الغانمین علی ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق

غنیمت کرنیوالوں کا اسکے مال سے الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بھر ہو پھر جب گردن اور مال نہ رہیگا یعنے بعد موت کے وہ کلمہ پڑھنا کچھ کام نہ دیگا

فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وفی ترک المنهیات ولا یاتی ذلک الا بغلبة الیقین

توحید میں صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کے عمل کرنے پر اور منہیات کے ترک کرنے پر قائم رہنے سے ہے اور یہ نوبت حاصل نہیں ہوتی

علی القلب بعد نفی الشک عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة

جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل میں سے بیجا نہ رہے کیونکہ جسکے گمان میں یہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بھر بھلائی کو عمل میں لاویگا وہ دیکھیگا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا

شرا یره لا شک ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترک الذنوب والسیئات

سو دیکھیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت بیچ تمام چھوٹے اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چھوڑے گا

ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا

اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سو اور تھوڑے اور بہت سے بچیگا اور یہ ہے حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہے اور آدمی اس توحید کے اندر

التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید

مختلف درجے کے ہیں بعضے وہ ہیں جنکی توحید برابر پہاڑ کے ہو اور بعضے ایسے ہیں جنکی توحید برابر دینار کے ہے اور بعضے ایسی کہ جنکی توحید

AsliAhleSunnet.com

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار واٰخر من یخرج
برابر دانہ رائی اور ذرہ کے سے پھر جسکے دل میں ایمان برابر دینار کے ہے وہ سب سے پہلی دوزخ کے اندر سے باہر آویگا اور سب سے پیچھے دوزخ کے

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندر سے وہ نکلیگا جسکے دل میں ایمان برابر ذرہ کے ہے اور موحد آدمی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کے جاوینگے اور حدیث اثر میں آیا ہے

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالیٰ وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنے اللہ تعالے کے کھڑا ہوگا اور اوسکے حسنات پہاڑ کے برابر ہونگے اگر وہ سب اوسکے ملیں بچی رہیں تو بیشک جنتی ہو پھر اوسکے

اصحاب المظالم فیکون قد سب هذا او ضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته
مدعی کھڑے ہونگے اوسنے اوسکو گالی دی تھی اور اوسکو مارا تھا ایک سے خدمت لی تھی کسی کا مال چھین لیا تھا اب ان سب کا بدلہ اوسکو حسنات میں سے دینا شروع ہوگا

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالیٰ
آخر اوسکے پاس کچھ بھی نہیں بچیگا پھر فرشتے کہینگے یا الٰہی اوسکے حسنات تو ہو لیے اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالے فرماویگا

القوا من سیئاتهم علی سیئاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص
اونکے گناہ اسکے ذمہ پر رکھدو اور اوسکے لیے دروازہ دوزخ کا کھول دو اور جیسے ظالم غیر کے گناہ سے یعنے بدلہ میں مارا جاتا ہے

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عن ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسے ہی مظلوم ظالم کے حسنات سے بچ جاتا ہے جب ظالم کے حسنات مظالم کے بدلہ میں مظلوم کو ملجاتے ہیں جب یہ بات ٹھیرے تو ہر مسلمان پر واجب ہے

علی کل مسلم المبادرة الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لے چنانچہ روایت ہے عمر بن الخطاب سے کہ فرماتے ہیں اپنا حساب سمجھ رکھو پہلے

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینے سے اور اپنا کیا تول رکھو پہلے تول دینے سے کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجھ لوگے اور بڑے وقت کے واسطے تول رکھوگے

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہو ویگا اوس دن سب سامنے ہو گا کوئی بات چھپی نرہیگی اور حساب سمجھنے کا یہ ڈھب ہے

ینظر المرء فی احواله هل علیه شیء من حقوق الله تعالیٰ وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنے حال میں غور کرے آیا مجھ پر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہے یا نہیں پھر چاہیے کہ ادا کرے اگر کوئی فرض

الله تعالیٰ ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
الٰہی رہ گیا ہوا اور حق العباد کا دانہ دانہ پھیرے اور معاف کرالے ہر ایک سے جسکو ستایا ہو ہاتھ سے اور زبان سے اور دل سے اسطور کہ اوسکے حق میں بدگمانی کی ہو

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیء علیه من حقوق الله تعالیٰ وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردے آخر ایسے حال میں مرے کہ اوسکے ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت میں بے

حساب یسرنا الله بفضله
حساب چلا جاوے الٰہی آپ اپنے فضل سے ہمپر آسان کردے

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق
نویں مجلس ضروری ہونے میں اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام میں جو لائے ہیں اور اسمیں تحقیق ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن نہیں ہوگا کوئی تم میں سے جبتک ہووے خواہش اوسکی مطابق مجھ لائے ہوئے کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے

AsliAhleSunnet.com

معناه ان احدکم لا یبلغ درجة کمال الایمان حتی یخالف هواه ویتبع الحق ولا یسلط هواه علی الحق
اسکے معنی یہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سے نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہانتک کہ اپنی ہوا وہوس کے خلاف کرے اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا وہوس کو حق پر غالب نکردے

بل یکون الحق الذی جئت به مسلطا علی الهوی فان من یعمل بهوی نفسه لا یرید نفسه شیئا الا یرتکبه
بلکہ حق جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہے کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کے عمل کیا کرے تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا سو عمل کریگا

ویخالف مولاه ویجعل هواه الٰها لنفسه کانه یعبده ولهذا قال النبی علیه السلام ما عبد تحت
اور اپنے مولیٰ کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بناویگا گویا یہ اوسکی پرستش کرتا ہو اسیلیے فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین پوجا گیا آسمانکے

السماء اله ابغض الی الله تعالی من الهوی وفی روایة ان ابغض اله عبد فی الارض عند الله تعالی
نیچے کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالے کے ہوا سے اور ایک روایت مین یہ ہے بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہے زمین پر نزدیک اللہ کے

هو الهوی وفی الحقیقة ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد هواه لکون
ہوا ہے اور حقیقت مین جو شخص غور کرکے دیکھے تو جان لے کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہے وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہے کیونکہ اوسکا

نفسه مائلة الی دین اٰباءه فیتبع ذلك المیل الذی یعبر عنه بالهوی اذ من عادة اهل الهوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کے دین پر جھک رہا ہو سو یہ شخص اوسی توجہ دلی کے پیچھے لگا ہوا ہے اسی کو ہوا کہتے ہین اسلیے کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہو کہ جو بات اونکے

کلما یوافق هواهم وان کان جاذبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف هواهم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچھا سمجہین اگرچہ اوس سے تمام برائی اور وبال آپڑے اور جو بات اونکی خوشی کے خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی

ونوال فالسعید من یخالف هوله ویطیع مولاه والشقی من یتبع هوله ویخالف مولاه ویکون هالکا
اور خوبی ہو پس نیکبخت وہی ہے جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف اور مولےٰ کی اطاعت کرے اور بدبخت وہ ہو جو اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے ہونے کا مخالف کر کر ہلاک تباہ ہو جاوے

لان من یتبع هوله یفعل ما یضره ویهلك حالا ومالا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح
اسواسطے کہ جو اپنی ہوا کے نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکے حق مین مضر اور دنیا اور آخرت مین ہلاک کردے اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہو پر بیوقوفی سے

اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات العظیمة التی لا نهایة لها ویظن لعمی بصیرته وغایة حماقته
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہے اون بڑے بڑے عذابون سے جنکی کچھہ انتہا نہین ہے بہتر جانتا ہو اور بسبب اندہا اپنی حماقت سے یہ گمان کرتا ہو

انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلك الاحمق انه یخرج من الدنیا ویری انه لو یظفر بشیء من اللذائذ
کہ مین نے خوب عیش اور مزا کئے اور احمق یہ نہین سمجہتا کہ دنیا سے نکلتے ہی یعنی مرتے ہی دیکھہ لے گا کہ اوسکو کچھہ بہی مزہ حاصل نہوا

اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاٰخرة بل اتبع هوله فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنه تزول
نہ تو دنیا ہی میں مزا اوٹھایا اور نہ آخرت سے ہی مین کچھہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہے گا

ولذائذ الاٰخرة لیس له الیه الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبھی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہے گا سو اب ندامت سے کیا ہوتا ہو ابن عباس کہتے ہین

ما ذکر الله الهوی فی القراٰن الا ذمه فانه تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالے نے قرآن مین جہان ہوا وہوس کا ذکر کیا ہو سب برائی سے کیا ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہے بلکہ چلے ہین بے انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجھے اور کہا اور بہت لوگ

کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ فعلم من
بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سے زیادہ بہکا کون جو چلے اپنے چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی

هذه الاٰیات ان اتباع الهوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلابد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزه عن
ان آیات سے معلوم ہوا کہ بیجا ہوس میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب ناواقفی امر حق کے ہوتا ہو سو ہر مومن کو لازم ہے کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سے

ما ذکر الله الهوی فی القراٰن الا ذمه

AsliAhleSunnet.com

الباطل ويعمل بالحق ويختاره على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
اوسکی تمیز حاصل کرے پھر حق پر عمل کرے اور باطل پر اوسکو پسند کرے کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو شخص حق کو تو پہچانے پھر غیر حق کو

غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسئله في كل يوم
پسند کرے تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہے اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کرے اوسپر خدا کی رحمت ہے اور ہمکو اللہ کا حکم ہے کہ ہم اوس سے یہ دعا مانگا کریں ہر دن

وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبيّن في
رات میں کئی کئی بار کہ دکھا ہمکو رستہ اون لوگوں کا جن پر تو نے رحمت کی نہ رستہ اون لوگوں کا جن پر تو نے غضب فرمایا اور نہ گمراہوں کا اور

ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
اسی کے ضمن میں بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ راست پایا اور بدبخت وہ لوگ ہیں جنہوں نے

لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سے خارج ہو کر گمراہ ہو گئے یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور

كانوا مغضوبا عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصرى وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سے ثابت ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصارے ہیں اور کیا وجہ ہے

سمي اليهود بالمغضوب والنصرى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالا ومغضوبا عليهم لكون
کہ یہود مغضوب علیہم ٹھہرے اور نصارے ضالین ٹھہرے باوجودیکہ یہ دونوں گمراہ اور سزاوار غضب کے ہیں اسی وجہ سے

كل واحد منهما مختصا بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونوں فرقوں کو خصوصیت ہے غلبۂ جہل اور عناد سے سو یہودیوں میں تو عناد زیادہ تھا وہ تو سزاوار غضب کے ہوئے

والنصرى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
اور نصارے میں جہالت زیادہ تھی وہ گمراہی سے مخصوص ہوئے اسیلیے سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے جو عالم ہو کر بگڑ جاوے

ففيه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوبا عليهم
تو وہ یہودیوں سے ملتا ہے کیونکہ یہودیوں نے حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سے الگ ہو گئے پھر قابل غضب الٰہی کے ہو گئے

ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
اور ہم میں سے جو عابد بگڑ جاوے تو وہ نصرانیوں سے ملتا ہے کیونکہ نصرانیوں نے حق کو نہیں پہچانا بلکہ نادانستہ رہے اور

ضالين فانه تعالى جعل العبادة سببا للثواب والمعصية سببا للعقاب فمن يرجو الثواب ويخاف
آخر گمراہ ہوئے بیشک اللہ نے عبادت کو واسطہ ثواب کا بنایا ہے اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پھر جو شخص آرزو ثواب کی کرے اور

العذاب لابد له ان يعرف العبادة والمعصية ليشتغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
عذاب سے ڈرے تو اوسکو لازم ہے کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کرے تاکہ عبادت کے شغل سے ثواب پاوے اور گناہ سے پرہیز کر کر

وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين
عذاب سے بچے کیونکہ جو شخص ان دونوں سے خوب واقف نہوگا اور دونوں میں فرق نہ کریگا تو ایک کو دوسرے کی جگہم برتیگا پھر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا

وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابدا ولا يحصل
اور یہ بات اسلیے کہ انسان کے دل میں دو قوتیں ہیں قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہ دونوں کبھی بیکار نہیں ہوتیں اور ان بدون

عمل الا بهما سواء كان خيرا او شرا لان من يفعل شيئا سواء كان خيرا او شرا لا يفعله ما لم يرده
کوئی عمل نہیں ہو سکتا برابر ہے کہ نیک ہو یا بد ہو اسلیے کہ جو شخص کچھ کام کرتا ہے برابر ہے کہ بھلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کے نہیں کر سکتا

AsliAhleSunnet.com

ولا يريده مالم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه فی الدارين
اور ارادہ اوسکا بدون علم کے نہیں ہوسکتا سو تمام خوبی اور بھلائی آدمی کی ان دونوں قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنے سے ہے

ويعينه فی نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم فی ادراك الحق وتميزه عن الباطل
اور ان دونوں دولتوں کے حصول میں مددگار بنانے سے سو آدمی کو چاہیے کہ قوت علمی کو حق الامر کے دریافت کرنے میں استعمال کرکر حق کو باطل سے جدا کرے

واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وايثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية فی معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش میں استعمال کرکر حق کو باطل پر اختیار کرے کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں نہ استعمال کرے گا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها فی معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية
تو بیشک اوسی قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو جو اوسے متعلق ہیں استعمال کرے گا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فی طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق میں اور حق کے عمل میں نہیں صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکے عمل میں صرف کرے گا پھر آدمی کی خلقی عادت ہے

على معرفة صانعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التی فطر الناس
کہ اپنے پیدا کرنیوالیکو پہچانے اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہو کہ اپنے خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کرے باعتبار اصل پیدائش کے جسپر آدمیوں کی پیدائش ہے

عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس ومتابعته
بر عادت کے موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور طبعی عبادت کی کچھ اصل نہیں ہے کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع
جو اہوس کی ہوتی ہے سو اسمیں موتی شرک کی ضرور ہوتی ہے معرفت اور عبادت وہی معتبر ہے جو شرع کے موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کے ہوا کرے

الا ترى ان ابليس كان فی طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة
کیا تجھکو معلوم نہیں ہے کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کے اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته فی سلك الملئكة المقربين ثم لما امر بالسجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكان
اور اس عبادت کی برکت سے مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنے لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك
کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوائے نفسانی کا تابع ہوتا ہے تو وہ حسنات میں سے بھی وہ عمل کرتا ہے جو اوسکی خواہش کے موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه ولم
منکرات میں بھی وہ وہی ترک کرتا ہے جو اوسکی خواہش کے خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہے کہ جو شخص حق الامر میں سے وہی عمل کرے جو اوسکی مرضی کے موافق ہو

يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصل اجر ما عمل من الحق ولا ينجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل میں سے وہی کام چھوڑے جو اوسکی مرضی کے مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کرنے کا ثواب ملے اور نہ باطل کے ترک کرنے پر گناہ سے بچے

بل يكون هذا اسبابا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن
بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کے بہت اسباب ہوتے ہیں مومن آدمی پر واجب ہے

ان يحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان من كان له فساد
کہ اون سے بچتا رہے اونمیں سے ایک اعتقاد کا فساد ہے اگرچہ اوسکے ساتھ زہد اور صلاح بھی کامل ہوا کرے کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہے

فی اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به لم يخطر له انه اخطأ فيه قد ينكشف له فی حال سكرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہے اوسکو یہ گمان نہیں ہے اس بات میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کے وقت یہ ظاہر ہو گا

AsliAhleSunnet.com

بطلان ما اعتقده فیظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقۃ مثل ھذا الاعتقاد باطل
کرا دیگا یہ اعتقاد باطل ہے تو اوسکو یہ خیال ہو گا کہ اوسکے تمام اعتقادات حق بھی مانند اسی اعتقاد کے باطل ہیں

لا اصل لہ ان لم یکن عندہ فرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقاداتہ
انکی کچھ اصل بنیاد نہیں ہے اگر اوسکو ہر اعتقاد میں فرق حاصل نہیں ہے سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتے ہی

سببا لزوال بقیۃ اعتقاداتہ فان خرج روحہ فی ھذہ الحالۃ قبل ان یتدارک ویعود الی اصل
سب اعتقاد زائل ہو جاینگے پھر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی پہلے اس سے کہ اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل

الایمان یختم لہ بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال اللہ تعالی فیھم
ایمان حاصل کرلے تو اوسکا خاتمہ بد ہو گا اور دنیا سے بے ایمان جاویگا پھر اون لوگوں میں داخل ہو گا جنکے حق میں اللہ یہ فرماتا ہے

وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللہِ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ○ وقال فی ایۃ اخری قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا
اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہیں کرتے تھے اور فرمایا ایک اور آیت میں کہہ ہم بتاویں تمکو کن کے گئے بہت اکارت کام

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا فان کل من اعتقد
جنکی دوڑ بھٹک رہی ہے دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام بیشک جو شخص کسی شے کو بر خلاف واقع

شیئا علی خلاف ما ھو علیہ اما نظرا برایہ وعقلہ او اخذا ممن ھذا حالہ فھو واقع فی ھذا الخطر ولا
یعنے غلط اعتقاد کرلے یا تو صرف اپنی سمجھ بوجھ سے یا کسی اور ایسی ہی شخص سے سن سنا کر تو اوسکے حق میں یہ ہی اندیشہ ہے اور

یدفعہ الزھد والصلاح وانما یدفعہ الاعتقاد الصحیح المطابق لکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ
زہد اور صلاح سے یہ اندیشہ دفع نہیں ہو سکتا اس اندیشہ کو وہ ہے اعتقاد دفع کرتا ہے جو صحیح کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق ہو

لان العقائد الدینیۃ لا یعتد بھا الا ما اخذت منھما ومنھا الاصرار علی المعاصی فان من لہ اصرار
اسواسطے کہ عقائد دینی وہ ہے معتبر ہیں جو کتاب اور سنت کے مطابق ہوتے ہیں اور اونہیں اسباب میں سے ایک سبب گناہوں پر اڑ جانا بیشک جو شخص گناہ کرنے پر

علی المعاصی یحصل فی قلبہ الفھا وجمیع ما الفہ الانسان فی عمرہ یعود ذکرہ عند موتہ فان کان
اڑ جاتا ہے تو اوسکے دل میں گناہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کی تمام محبوب چیزیں زندگی بھر کی موت کے وقت یاد آتی ہیں پس اگر اوسکو

میلہ الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضرہ عند الموت ذکر الطاعات وان کان میلہ الی المعاصی
رغبت عبادات کی زیادہ ہو گی تو موت کے وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اکثر یکون اکثر ما یحضرہ عند الموت ذکر المعاصی فربما یغلب علیہ حین نزول الموت بہ قبل التوبۃ
بہت ہو گی تو مرتے وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگے سو اکثر اوقات مرنے وقت توبہ سے پہلے

شھوۃ من الشھوات ومعصیۃ من المعاصی فیتقید قلبہ بھا ویصیر حجابا بینہ وبین ربہ وسببا
کوئی شہوت شہوات میں سے اور کوئی گناہ گناہوں میں سے اوسپر غالب ہو جاتا ہے پھر اوسکا دل اوسی میں گرفتار ہو جاتا ہے وہ ہی اوسمین اور اوسکے رب میں پردہ

لشقاوتہ فی اخر حیوتہ لقولہ علیہ السلام المعاصی برید الکفر والذی لم یرتکب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہو جاتا ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کے گناہ کفر کے ایلچی ہوتے ہیں اور جسنے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا یا

او ارتکب وتاب فھو بعید عن ھذا الخطر واما الذی ارتکب ذنوبا کثیرۃ حتی کانت اکثر من طاعاتہ
اور گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سے الگ ہے اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سے زیادہ ہو گئے

ولم یتب عنھا بل کان مصرا علیھا فھذا الخطر فی حقہ عظیم جدا اذ قد یکون غلبۃ الالف بھا
اور اون سے توبہ بھی نکی بلکہ گناہوں ہی میں مبتلا رہا تو اوسکے حق میں یہ خطرہ کا بڑا اندیشہ ہے اسلیے کہ بعضے وقت بسبب غلبہ محبت

AsliAhleSunnet.com

سببا لان يتمثل في قلبه صورتها ويقع منه ميل اليها ويقبض روحه عليها فيكون سبب السوء
اوسکے دل مین گناہ کی صورت مجسم ہو جاتی ہے اور اوس شخص کو اوسکی طرف رغبت آتی ہے اور اسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہے یہی سبب ہوتا ہے اوسکی

خاتمته ويعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه يرى في منامه من الاحوال التي الفها طول
خاتمہ بد کا یہ بات مثال سے خوب سمجھ مین آتی ہے مثال یہ ہے کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکھا کرتا ہے جو عمر بھر محبوب ہوتے ہین

عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يرى من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره
اتنا کہ جسنے اپنی عمر پڑھنے لکھنے مین صرف کی ہے تو وہ یہی حالات دیکھتا ہے جو علم اور علما سے متعلق ہین یعنے دوات قلم کتاب اور جس نے اپنی عمر

في الخياطة يرى من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذ لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ یہی حالات دیکھتا ہے جو درزی گری سے متعلق ہین یعنے گز قینچی اس لیے کہ نیند مین وہ سوجھتا ہے جو بسبب کثرت الفت کے

مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
اوس کے دل سے مناسبت رکھتا ہے اور موت اگرچہ نیند سے بہت بڑھ کر ہے پر اوسکے سکرات اور حال جو موت سے پہلے گذرتا ہے

الغشية قريب من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند الموت وعودها في القلب
جیسے غشی یہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور اکثر الفت کی معاصی سے یہی چاہتی ہے کہ معاصی موت کے وقت دل مین ہٹ کر یاد آئین

وتمثلها فيه وميل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة يختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دل مین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہو گئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ان اسباب مین سے ایک سبب یہ ہے

الاستقامة فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج مما كان عليه في ابتدائه يكون
کہ استقامت سے تجاوز کرے البتہ جو شخص پہلے تو سیدہا رہا پھر اپنا حال الٹ کر وہ سیدہا راہ چھوڑدیا جو ابتدا مین تھی یہ بھی خاتمہ بد کا

سببا لسوء خاتمته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة
سبب ہوتا ہے جیسے شیطان کہ پہلے تو تمام فرشتون کا سردار اور اونکا استاد تھا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتى قيل لم يبق في سبع سموت وسبع ارضين موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتے ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بھر جگہ اوسکی سجدے سے خالی نہین تھی پھر جب اوسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کے

لآدم ابى واستكبر وكان من الكفرين وكبلعام بن باعورا الذي اتاه الله اياته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنے لگا اور کافر ہو گیا اور جیسے بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالے نے اپنی نشانیان دین پر اوس سے الگ ہو کر ہمیشگی

الى الدنيا واتبع هوٰه وكان من الغاوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر قال
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہو گیا اور جیسے برصیصا عابد جب اوسکو شیطان نے کہا انکار کر پھر جب وہ منکر ہوا تو کہا مین

اني بريء منك اني اخاف الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
الگ ہون تجہسے مین ڈرتا ہون اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا البتہ شیطان نے اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوس نے کفر کیا تو اوس سے الگ ہوا اس خوف سے کہ ایسا ہو کہ مین اسکی ساتھ عذاب

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاؤ الظلمين ومنها ضعف الايمان
اگرچہ اس سے کچھ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے پھر آخر اون دونو کا یہی کہ وہ دونون آگ مین سدا رہین اور یہی سزا گنہگارون کی اور اونہی سببون میں سے

فان من كان في ايمانه ضعف يضعف حب الله تعالى فيه ويقوى حب الدنيا في قلبه ويستولي عليه بحيث لا يبقى فيه موضع
کیونکہ جسکے ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکے دل مین قوی اور ایسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الہی کی ذرہ بہر جگہ باقی

لحب الله تعالى الا من حيث حديث النفس بحيث لا يظهر له اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكف عن المعاصي
نرہیگی ہان اگر ہو وے تو صرف خیالات نفسانی کے جس کا اثر نفس کے مقابلہ مین کچھ بھی ظاہر نہو اور نہ گناہون سے باز رہنے مین اثر کرے

AsliAhleSunnet.com

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیات فیتراکم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت ہے پس صرف شہوات میں گرفتار رہیگا اور معاصی کرتا رہے گا پھر دل پر تہ بر تہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفیٔ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت

چڑھتی جاوے گی پھر جس قدر اوس میں نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجھتا چلا جاوے گا پھر نزع کے وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه

حب الٰہی اور بھی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا سے چلا اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوس پر غالب ہے

لا یرید ترکها ویتالم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی

تو چھوڑی نہیں جاتی اور اسکی فراق سے رنجیدہ ہوتا ہے اور اس فراق کو خدا کی طرف سے جانتا ہے اب یہ ڈر ہے کہ اوسکی دل میں بجائے حب الٰہی کے بغض پیدا

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه

ہو جائے اور وہ تھوڑی سے محبت جو ہے بغض نہو جاوے اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تھی نکل گئی

الخطر یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون

تو اوس کا خاتمہ بری ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اس کا جس سے یہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہے تسپر سستی ایمان کی جس سے محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہ ہی بیماری سخت ہے جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه

تمام خلق کو لگ رہی ہے کیونکہ جسکے دل پر مرتے دم کوئی بات دنیا کی چھا جاوے اور وہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح منقش ہوکر اوسکو ایسا ڈبوے

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه

کہ غیر کے لیے کچھ گنجائش نرہی پھر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اوس کا منہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری

کیطرف متوجہ رہیگا اور اوس میں اور اوسکے رب میں پردہ حائل ہوگا اب یہ طاقت نہیں کہ موت کے بعد ایسی صفت حاصل کرے

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جس سے وہ صفت جاتی رہی ہو اوس پر غالب تھی اسواسطے کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کے نہیں ہوسکتا اور مرنے سے اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکے

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فسبیل زاد النجاة من هذه

اعمال بیکار ہو جاتے ہیں اور اب یہ بھی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگا تاکہ اوسکا عوض ہو سکے اب اوسکو حسرت ہے کچھ نہیں ہے پس جو شخص اس ہلاکت سے بچا چاہے

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر

تو اوسکو لازم ہو کہ پہلے دنیا کی محبت دل سے دور کرے اور اپنے اعضا کو گناہوں سے اور اپنے دل کو دنیا کی فکر سے بچاوے

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرفه فکره الیه

اور دنیا اور اہل دنیا کے دیکھنے سے پرہیز کرے کیونکہ یہ بھی دل میں اثر کرکر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہے

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی

پھر عبادات پر مداومت کرے کیونکہ محبت الٰہی کا یہ ہی ثمرہ ہے اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کے نہیں ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة

اسلیے کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں رکھتا محبوب وہی ہوتی ہے جو معلوم ہو پھر جب نے اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھکو ملیں

AsliAhleSunnet.com

الیه والی غیرہ لیس الا منه تعالی لا جرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز
یا اور دنیا میں سب اللہ ہی کی عنایت ہے تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب پایا
عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بد سے پرہیز کرکر اور نیک اعمال میں مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سے
معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا لله تعالی و
اللہ تعالی کی معرفت ہو تاکہ معرفت سے محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہی ہے کہ جو کوئی دنیا سے جدا ہو تو خدا کی محبت میں اور
محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءہ ومن قدم علی محبوبه یعظم سرورہ
اوسکی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلیے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہے
بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فهما کان
تو اوسکی بقدر محبت کے عزت ہوتی ہے دنیا کی محبت میں جان نہ دی اس لیے کہ دنیا سے تو جدا ہونا ہے اور جو شخص اپنے محبوب سے جدا ہوتا ہے تو اوسکو بڑی ہی رنج ہوتا ہے جبکہ
الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا
دل پر محبت اولاد اور مال اور گھر بار کی غالب ہوتی ہے تو یہ ایسا شخص ہوکر اوسکے تمام محبوب دنیا میں ہیں اور دنیا ہے
جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الم من یحال بینه وبین
اوسکی بہشت ہے پس موت اوسکو جنت سے نکالتی ہے اور اوسکو اوسکے محبوبوں سے دور کرتی ہے اور ظاہر ہے جبکا محبوب سے چھوٹ جاوے اوسکو کیسا رنج والم ہوتا ہے
محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوائے ذات الہی کے کوئی نہو تو دنیا اوسکے حق میں دوزخ ہے سو اوسکی موت گویا دوزخ سے نکل کر اپنی محبوب سے
محبوبه فهذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعدہ
ملنا ہے پس یہ پہلی خوشی اور الم ہے جو دنیا سے مرکر جانے والوں کو حاصل ہونیوالا ہے پھر آگے کیا کہنا ہے جو
الله تعالی من النعیم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و
اللہ تعالی نے صلحا کے واسطے عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور ناز کی پسند کرنیوالوں کے واسطے جو
رضوا بها ولم یستعد واللقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملك لما دخل المدینة
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتے تھے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے آگے بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کے ارادے سے مدینہ شریف
حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاہ
میں آیا تو پوچھا یہاں کوئی ایسا مرد ہے جنے کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہاں ابو حازم ہے آدمی بھیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئے
قال یا اباحازم مالنا نکرہ الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرهون الخروج من
تو کہا اے ابو حازم ہمکو موت کیوں بری لگتی ہے جواب دیا تمنے دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو اوجاڑا ہے سو تم آباد دلیسی اوجاڑمیں
العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری مالنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملك
جانا برا سمجھتے ہو کہا تونے سچ کہا پھر پوچھا کاش کہ ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہاں ہمارا کیا حال ہونیوالا ہے جواب دیا اپنے اعمال کو
علی کتاب الله تعالی قال فاین اجدہ قال فی قوله تعالی ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم قال فاین
قرآن کے مطابق کرکے معلوم کرلے پوچھا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہے جواب دیا اس آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا
رحمة الله قال ان رحمة الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی
پھر رحمت اللہ کے کہاں ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکی والوں سے پوچھا کاش کہ ہمکو معلوم ہوتا کہ کل کو حضور اللہ کے سامنے جانا ہوگا

AsliAhleSunnet.com

غدا قال اما المحسن فكالغائب الذي يقدم على اهله واما المسيئ فكالآبق يقدم على مولاه فبكى
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنی اہل کے پاس آتا ہے اور بدکار جیسے غلام بھاگا ہوا اپنے مولے کے سامنے آتا ہے پھر سلیمان
سليمن حتى علا صوته واشتد بكاؤه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
رو پڑا اور آواز بلند ہو گئی اور بہت ہی رویا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچتا رہ کہ تجھکو الله دیکھے ایسے جگہہ جہاں منع کیا ہے
ويفقدك حيث امرك
اور نہ دیکھے جس جگہہ امر فرمایا ہے

المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم وبين المجاهد والمهاجر
دسویں مجلس فرق کے بیان میں مومن اور مسلم میں اور مجاہد اور مہاجر میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس
فرمایا رسول الله صلے الله علیہ وسلم نے مؤمن وہ ہے جسکے ہاتھ سے لوگ
على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانیں اور مال بچالیں اور مسلم وہ ہے کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھہ سے سلامت بچ رہیں اور مجاہد وہ ہے جسنے اپنی جان کو
فی طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصابيح رواه
الله تعالے کی فرمانبرداری میں کھپایا اور مہاجر وہ ہے جو خطا اور گناہوں کو ترک کرے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے
فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعى الايمان فقط بل المؤمن الكامل فی ايمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سے اسکے معنی یہ ہیں کہ مومن وہ نہیں ہے جو ایمان کا صرف دعوے کیا کرے بلکہ کامل مومن اپنے ایمان میں وہ ہے
هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو وے کہ خلق الله اوسکو امین جان کر یہ خوف نہ کریں کہ ہمکو ناحق مار ڈالے گا
واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل فی اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہیں ہے کہ صرف دونوں کلمے شہادت کے پڑھا کرے بلکہ کامل مسلمان اپنے اسلام میں
هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب
وہ ہے جو کسیکو مسلمانوں میں سے ایذا نہ دے نہ تو اپنی زبان سے گالی گلوز دے کر اور غیبت کر کر اور سخن چینی کر کر اور تہمت لینے سے اور نہ اپنے ہاتھ سے مار کر
والقتل واخذ ماله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايذاء
یا قتل سے اور ناحق مال چھین کر اور تمام اعضا میں صرف ہاتھ اور زبان کو کس لیے خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا
كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير او استمع
جیسے زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سے بھی ہوتی ہے سوا زبان اور ہاتھ کے جیسے آنکھ اور کان اور پاؤں جب جھانکی بیگانہ گھر میں یا
قولا مما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايذاء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان
کسی کی بات سنا کہ اوسکے بے مرضی یا جا گھسا اوسکے ملک میں بے اجازت اسلیے ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہیں دونوں سے ہوتی ہے اور دونوں جمع اسلیے کیا ہے
كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين
کہ ہاتھہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کے ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہے اور جب زبان کو اوسکے ساتھہ روکا تو یہ مقرر ہو گیا
ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
کہ ہاتھ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سے ہے اور مجاہد وہ نہیں ہے کہ صرف کفار سے جنگ کیا کرے بلکہ مجاہد کامل وہ ہے جو اپنے نفس سے جنگ کرکے
نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشد عداوة
الله تعالے کے فرمان برداری پر لگادے اور الله کی نافرمانی سے اوسکو روکے اسلیے کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

AsliAhleSunnet.com

معه من الکفار لکون الکفار فی ابعد مکان منه لا یتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا احیانا
دشمن ہوتا ہے اسلیے کہ کفار تو اوس سے دور مسافت پر ہوتے ہین اون سے اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہے

بعد حین واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخیرات والطاعات وتحمله علے
رہا یہ نفس یہ تو ہر وقت اُس کے ساتھ لگا ہوا لڑتا رہتا ہے اور خیرات اور طاعات سے روکے جاتا ہے اور

المعاصی وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
گناہ اور طرح طرح کے فساد پر رغبت دیے جاتا ہے اور بیشک جنگ پاس کے دشمن کی ضروری ہوتی ہے جنگ دور کے دشمن سے

البعید یشهد لهذا قوله یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ فانه تعالی امر المومنین
یہ قول اس کا شاہد ہے اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے کیونکہ اللہ تعالے مومنون کو یہ امر فرماتا ہے

ان یبتدؤا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا الابعد والمهاجر
کہ پہلے قتال اون کفار سے کرین جو اونسے پاس ہین جب پاس کے کفار سے فارغ ہوجاوین تو دور کے کفار سے لڑین اور مہاجر

لیس من هاجر من مکة الی المدینة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع الهجرة بعد فتح مکة بل الهجرة
وہ ہی نہین ہو جو گھر چھوڑ کر مکہ سے مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سے پہلے پہلے کہ بعد فتح مکہ کے ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقیة الی یوم القیمة لانها انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار الاسلام ومن
قیامت تک ہوتی رہیگی اسواسطے کہ ہجرت تو یہ ہے کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافرون کے ملک سے مسلمانون کے ملک مین جانا اور

السیئات الی الحسنات وهذه الاشیاء باقیة مادام التکلیف باقیا فالمهاجر الکامل هو الذی
گناہون کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہ امور تو باقی رہینگے جبتک خطاب الٰہی باقی ہے پس کامل مہاجر وہ ہے جو

یترك جمیع ما نهی الله تعالی من المعاصی ویشتغل بما امر الله تعالی من محاسن الاعمال کما جاء
تمام ممنوعات شرعی کو ترک کرے کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالے کے امر بجالانے مین مشغول رہے کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهی الله تعالی عنه فانه علیه الصلوة
ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجر وہ ہے جو ترک کرے وہ کار جو منع کیا اللہ تعالی نے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان الهجرة الکاملة التامة هی هجران الفواحش والمنکرات وفی الجد فی
وسلم نے اس حدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کے چھوڑنے اور

الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة علے صحة الاعتقاد
طاعت اور عبادت مین کوشش کرنے سے ہوتی ہے لیکن یہ سمجھنا ضرور چاہیے کہ طاعات اور عبادات کبھی صحیح اور درست نہین ہوتین جبتک اعتقاد درست نہو

لان الایمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم یعرف ما الایمان والهدایة لا یعرف ما الکفر والضلالة
اسواسطے کہ ایمان جڑ ہے اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہے تو وہ کیا جانے کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہے

فتارة تجری علے لسانه کلمة التوحید علے طریق الاعتیاد لا بالعلم والاعتقاد وتارة یتلفظ
پھر تو کبھی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاوے گا عادت کے موافق بدون علم اور اعتقاد کے اور کبھی کلمہ

بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقی الف سنة
کفر کا بک دیگا جس سے مرتد ہو جاوے اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فی الصوم والصلوة لن ینفعه ذلك الاعتقاد یوم العرض الاکبر ومصیره الی النار ومزعمه انه مسلم
روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہ اعتقاد پیشی کے دن کچھ فائدہ نہ دیگا آخر ایسو کا انجام آگ ہو اور جو یہ گمان کرے کہ وہ مسلم ہے

AsliAhleSunnet.com

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا
پھر سستی کرے سیکھنے میں عقاید ایمان کے جسقدر اوسپر فرض عین ہو تو اوسمیں ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہے

مجرد الدعوی وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته فی الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما
ایسے ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہو جاتا ہے اس لیے کہ اوس سے خراج نہیں لیا جاویگا جیسے

تؤخذ من الكفار لكن يتعذر له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتيان بكلمتی
اور کفار سے لیا جاتا ہے لیکن اسکو درجہ صلحا کا آخرت میں ملنا بہت دشوار ہو کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقرير الفاظ الايمان علی طريق العادة وعد نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها
اور عادت کے موافق الفاظ ایمان کے بول کر اور اپنے آپ کو مؤمنین میں شمار کر کر بدون سمجھنے معنوں کے

لا يصير مؤمنا بينه وبين الله تعالی حتی يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد فی جميع احكامه
خدا کے علم میں مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے دل سے تمام احکام شرعی کی تصدیق کرے اور تمام احکام کا مطیع ہو وے

ولا يتشكك ولا يتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد فی القلب علامات منها ان
اور کسی بات میں اصلا شک اور تردد نہ آوے اور بہت نشانیاں ہیں کہ جس سے یہ تصدیق اور انقیاد دلمیں موجود معلوم ہو ایک یہ ہے

لا يفرغ عن امر دينه بل يسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا يشق علی قلبه
کہ دین کے معاملہ سے نکما ہو کر نہ ہو بیٹھے بلکہ دین کی درستی میں کوشش کرتا رہے دیندار دن سے سیکھ کر اور عمل کرتا ہو اور ایک علامت یہ ہے کہ اوسکے دل پر دشوار نہ گذرے

اذا اخبر عن شیء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر
جب امور دینی میں سے کوئی سا حکم سنے اور اوسکو حقیر نہ سمجھے اور اوس سے گردن کشی نہ کرے بلکہ اوسکو مان لے اور اطاعت کرے اگرچہ وہ حکم کیسا ہی

فی غاية الصعوبة والمخبر فی غاية الحقارة ومنها ان لا يكون له هواه اميرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک یہ نشانی ہو کر اوسکی ہوا و نفسانی حاکم نہو جاوے اور شرع اوسکی تابع نہ ہو جاوے

لا يأخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسيرا فلا يأخذ
کہ شرعی احکام میں سے وہی اختیار کیا کرے جو اوسکی مرضی کے موافق ہو بلکہ واجب ہو کہ شرع ہی اوسکی حاکم ہو اور اوسکی ہوا و ہوس مقید ہو پھر

من هواه ومراده شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر النبی
اپنی خواہش میں سے بدون اجازت شرع کے کچھ اختیار نہ کر سکے اگرچہ اسمیں مال اور مرتبہ کا نقصان ہو سکے اور عزت بگڑ جاوے چنانچہ نبی صلے اللہ

عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتی يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلك العلامات
علیہ وسلم نے خبر دی ہو فرمایا کہ کوئی تم میں سے مؤمن نہو گا جب تک کہ اوسکی مرضی تابع میرے احکام کے نہو جاوے جب آدمی میں یہ علامات موجود ہو جاویں

كان مؤمنا حقا وهذا هو الايمان المنجی من العذاب الابدی لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا
تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہو اور یہ ہی ایمان ہے جو عذاب ابدی سے نجات دیتا ہو لیکن بشرطیکہ بچارہے تمام ایسے حالات سے جو اس تصدیق کو

التصديق وينافيه مما يجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا
بگاڑ دیں اور محو دیں وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضاء کے ہیں جن جن سے کفر لازم آجاوے کیونکہ ایمان بدون کفر کے نہیں گم ہوتا

بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات فی عدم التامل
اور کفر تین قسم کا ہوتا ہو پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہے اوس کا سبب یہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا

فی الآيات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان
آیات میں اور دلائل میں جیسے کفر عام لوگونکا کیونکہ اکثر عوام یہ ہی نہیں جانتے کہ اونپر کون کون سے اعقاد ایمانی کا سمجھنا واجب ہے

AsliAhleSunnet.com

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناهما ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
بلکہ بعضے لوگ شہادت کے دونوں کلمے تو پڑھتے ہیں پر ان کے معنی نہیں جانتے اور اللہ میں اور اسکے رسول میں تمیز نہیں کرتے دوسری قسم کفر

كفر جحودي وسببه اما الاستكبار مثل كفر فرعون وملائه او خوف زوال الرياسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہے اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسے کفر فرعون اور اسکے امرا کا یا خوف ریاست کے جاتے رہنے کا اور سرداری میسر نہونے کا

اليها مثل كفر هرقل او خوف الذم والتعيير مثل كفر ابي طالب في النوع الثالث كفر حكمي وهو الذي
جیسے کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسے کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہے یہ وہ کفر ہے

جعله الشرع من علامات التكذيب كشد الزنار وسجود الصنم او كان عن استخفاف ما يجب تعظيمه
جس کو شرع نے نشانی تکذیب کی مقرر کی ہو جیسے جنیو کا گلے میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی ان چیزوں کی جنکی تعظیم واجب ہے

كالقاء المصحف في المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدين او عن استحلال ما حرم
نعوذ باللہ جیسے مصحف کو زمین پر ڈال دینا اور علم اور علما اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکے

لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك يحبط جميع اعماله
حرمت دلیل یقینی سے ثابت ہو چکی ہو حلال سمجھنا جیسے زنا اور شراب کا پینا اور جس نے اس مذکورات میں سے کوئی سا کیا اوسکے تمام عمل سوخت ہو جاتے ہیں

الدينية فيلزم تجديد النكاح وتكرار الحج ان كان قادرا بعد التوبة واما غير تلك الذنوب صغيرة
پھر نئے سر سے نکاح کرنا چاہیے اور حج پھر ادا کرنا چاہیے اگر بعد توبہ کی مقدور رکھتا ہو اور سوائے ان مذکورات کے باقی کے گناہوں سے

كانت او كبيرة فلا يخرج المؤمن بفعلها من الايمان بل يكون فاسقا لكن يخاف عليه امر عظيم
صغیرہ ہوں یا کبیرہ تو مرد مومن کسی گناہ کی شامت سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہو جاتا ہو لیکن اوسپر مرتے دم بڑا اندیشہ ہے

عند النزع ان كان مصرا عليها ولم يتب عنها لما روي انه عليه السلام قال المعاصي بريد الكفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تھا اور توبہ نہیں کی ہو اسلئے کہ روایت ہو کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کفر کے ایلچی ہوتے ہیں

فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتوب عن الذنوب كلها في الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة كانت
اس حدیث کے موافق ہر مومن پر واجب ہے کہ تمام گناہوں سے ابھی فی الحال توبہ کرے کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سے صغیرہ ہوں

او كبيرة واجبة على الفور اما وجوبها فلقوله تعالى وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالى
یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہے اور وجوب توبہ کا اس آیت سے ثابت ہو توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالى قد امر في هاتين الايتين بالتوبة والامر للوجوب
اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالے نے ان دونوں آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے

فيكون التوبة واجبة واما وجوبها على الفور فلئلا يلزم بالتاخير الاصرار المحرم الذي يؤدي الى الهلاك
سو توبہ واجب ہو گئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلیے ہو تاکہ تاخیر کرنے سے اصرار حرام نہو جاوے جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہے

لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وفي حديث
اسلیے کہ روایت ہے ابن عباس رضی سے کہ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہوئے دیر اور تاخیر کرنیوالے اور مسوف اوسکو کہتے ہیں جو یہ کہا کرے اب توبہ کرونگا اور ایک اور

اخر انه عليه الصلوة والسلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بنی ادم بڑے ہی خطا وار ہیں اور خطا واروں میں سے اچھے وہی ہیں جو بہت توبہ کرتے ہیں پس مومن کو

ان يداوم على التوبة ليكون من التوابين فانه تعالى دعا عباده المؤمنين بعد ما اذنبوا الى التوبة
لازم ہے کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہے تاکہ تواب میں داخل ہو وے کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے مومن بندوں کو بعد گناہ کرنے کے توبہ کی ہدایت کی ہے

AsliAhleSunnet.com

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہے اور ان کو مومن کہکر پکارا ہے پھر بیان فرمایا جو انکے لیے عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اتارے تم سے تمہاری
سيئاتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر وقال في اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة
برائیاں اور داخل کرے تمکو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ
او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما
یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنی گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشتا سوا اللہ کے اور نہ اڑ جاویں اپنے
فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين
کیے پر جانتے ہوئے انکی جزا ہے بخشش انکے رب کی اور باغ جنکے نیچے بہتی نہریں رہا کریں ان میں
فيها ونعم اجر العملين ثم اخبر انه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب
اور خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی پھر یہ خبر دی کہ انکو پسند ہے کہ انکو پاک کرے توبہ کرا کر گناہوں کی نجاست سے سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں
التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے جب یہ ٹھہرا تو مومن ہو کر توبہ کیونکر نہ کرے گا اور توبہ سے کیسے جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في
توبہ کی چار شرطیں ہیں اگر ایک بھی شرط جاتی رہیگی تو توبہ کا پتا نہیں پہلے دل سے شرمندہ ہونا گناہوں کے کرنے پر
الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ میں دوسرے فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسرے عزم کرنا کہ آئندہ کو پھر کبھی ایسی حرکت نکرونگا چوتھی
ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہ کہ توبہ اللہ تعالے کے خوف سے ہو کسی اور سبب سے ہو کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اسکو ترک کیا اسلیے کہ اسکو دردِ سر ہوتا ہے
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہے اور مال تلف ہوتا ہے اور عزت جاتی ہے تو شرعاً وہ شخص تائب نہیں ہوا اور جو ثواب تائب کی واسطے مقرر ہے وہ نہیں پاویگا اور ایسی ہی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مثل ذلك
جس نے زبان سے کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سے شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہیے
بالندم لما روي ان عليا راى رجلا قد فرغ من صلوته وقال سريعا اللهم اني استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک کو دیکھا کہ اوس نے نماز سے فارغ ہوتے ہی جلدی سے یہ کہا الٰہی میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں
فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نے کہا اے شخص جلدی سے زبان توبہ پر چلانی جھوٹوں کی توبہ ہوتی ہے تیری یہ توبہ قابل توبہ کے ہے اور حسن
البصري انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان
بصری سے روایت ہے کہ کہتے تھے ہماری توبہ قابل توبہ کرنے کے ہے قرطبی کہتے ہیں یہ قول حسن بصری کا انکے زمانہ میں ہے پس اس زمانہ کا تو کیا حال کہیے
الذي يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکھتے ہیں انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر جھکا چلا جاتا ہے اور ہرگز باز نہیں آتا اور تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے ہے اس خیال پر کہ توبہ کرے گا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اس سے یہ ٹھٹھا جہل اور حقارت ہے چنانچہ روایت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

AhleSunnet.com

الذنب کالمستھزئ بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا
گویا اپنے رب سے چہل کرتا ہے اور توبہ یہ ہوتی ہے کہ زبان سے بخشش مانگے اور دل سے یہ نیت کرے کہ پھر کبھی نافرمانی نہ کرونگا
فاذا فعل ذلك یغفر الله له ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکی خطا معاف کر دیتا ہے کیسا ہی بڑا گناہ ہو کیونکہ کفر سے بڑا کوئی گناہ نہین ہے اور اللہ کافرون کے حق مین
فی حق اهل الکفر قُل لِلَّذِینَ کَفَرُوا اِن یَنتَهُوا یُغفَر لَهُم مَا قَد سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی
یہ فرماتا ہو کہ کہدے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا انکو جو ہو چکا پھر تو کیا سمجھتا ہے کفر سے کمتر گناہون کو
وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطا احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم مین کوئی شخص اتنے گناہ کرے کہ بھر جاوے میدان آسمان اور زمین کا پھر وہ توبہ کرے تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہو
وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا
اور ایک اور حدیث مین ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہو پھر توبہ کرتا ہے تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہو مراد یہ ہے
اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیئات وعزم ان لا یعود الی مثله
کہ اپنے تئین خطادار کہکر پھر گناہ کیے ہوے پر اور برائی کمائی ہوئی پر شرمندہ ہوئے اور آگے کو یہ عزم کرے کہ پھر ایسی حرکت نہ کرونگا
یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیئاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه
تو اللہ تعالے اوسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اوسکی خطا سے درگذر فرماتا ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو صرف حقوق الہی
بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار
دوسرے حقوق العباد پھر جو گناہ صرف حقوق اللہ کے ہین تو اوسمین کفایت کرتے ہی توبہ
باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه
زبان سے اور ندامت دل سے اور یہ عزم کرنا کہ پھر کبھی نہ کرونگا جب ایسی توبہ کر چکا تو فورا اوسی جگہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہے
الا ان یکون علیه شیء من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك
ہان اگر اوسکے ذمہ کچھ فرائض الہی مین سے بھی ہو تو ایسی صورت مین شرع نے صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کے ساتھ
فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها
بعضے فرائض کی قضا چاہیے جیسے نماز اور روزہ اور بعضے مین کفارہ چاہیے رہے حق العباد اسمین ضرور ہے کہ وہ حق مستحق کے پاس
الی مستحقها فان لم یوجد وایلزم تصدقها عنهم بنیة ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها
پہنچا دے اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہو کہ اوسکو اونکی طرف سے خیرات کر دے اس نیت سے کہ اللہ تعالے یہ امانت قیامت کے دن
الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا للخروج عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر
اونکے مستحق کو پہنچا دے اور جو شخص مارے تنگدستی کے کوئی راہ نہ پاوے حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہ لازم ہے
من الاعمال الصلحت ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کرے اور اپنی مظلومان مومن مرد اور مومن عورتون کیلیے اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کرے جب یہ عمل کریگا
کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه
تو اللہ تعالے کے فضل سے امید ہو کہ قیامت کے دن اوسکے دعیون کو اپنے لطف اور کرم سے راضی کر دے

المجلس الحادی عشر
گیارھوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
افضل ذکر اور افضل دعا کے بیان مین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

AsliAhleSunnet.com

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ جابر
سب ذکروں میں سے بہتر ہے لا الٰہ الا اللہ اور سب دعاؤں سے بہتر ہے الحمد للہ یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جو جابر کی روایت سے

وانما جعل فیہ الحمد للہ من افضل الدعاء لان الدعاء عبارۃ عن ذکر العبد ربہ وسؤالہ عنہ فضلہ
اور الحمد للہ سب دعاؤں سے بہتر اسلیئے ٹھہری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرکر اوس سے فضل کا سوال کرے

ففی الحمد للہ ھذا المعنی موجود اذ فیہ ذکر الرب وطلب المزید لانہ رأس الشکر والحمد ۃ فیہ
سو الحمد للہ میں یہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہے اور ترقی کی طلب کی ہے اسلیئے کہ الحمد للہ اصل ہے شکر میں اور حمد سے

لقولہ علیہ السلام الحمد للہ رأس الشکر ما شکر اللہ عبد لم یحمدہ والشکر یستلزم المزید لقولہ تعالٰی لئن شکرتم
واسطے فرمانے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ الحمد للہ شکر کی اصل ہے شکر نہیں کیا اللہ کا اوس آدمی نے جسنے حمد نہیں کی اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہو واسطے فرمانے

لازیدنکم فمن قال الحمد للہ یصیر کانہ سئلہ عنہ تعالٰی زیادۃ فضلہ بعد الثناء علیہ واما کون لا الٰہ الا اللہ من
تو اور دونگا تمکو پھر جسنے الحمد للہ کہا گویا اوس نے اللہ تعالے سے ثنا کر کر فضل کی ترقی طلب کی اور لا الٰہ الا اللہ جو تمام ذکروں میں

افضل الاذکار فلان فیہ معنی لا یوجد فی ذکر غیرہ وبمعرفۃ ذلک المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیہ معرفتہ فی حقہ تعالٰی
افضل ہو تو اسلیئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں جو اور ذکروں میں نہیں پائی جاتے اور اون معنوں کے دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہو جاتی ہیں جو جو اوسپر دریافت کرنا بانسبت ذات باریتعالی کے

وذلک المعنی اثبات الالوھیۃ لہ تعالٰی ونفیھا عما عداہ ویندرج فی معنی الالوھیۃ جمیع ما یجب علی المکلف معرفتہ
اور وہ معنی ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے اللہ تعالے کے اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوے اللہ سے اور الوہیت کے معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضروری ہے

مما یجب فی حقہ تعالٰی وما یستحیل علیہ وما یجوز لہ لان الالوھیۃ تشتمل علی معنیین احدھما
اور صفات الٰہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جائز ہیں اللہ تعالے کے حق میں اس لیے کہ الوہیت میں دو معنے ہیں ایک تو

استغناؤہ تعالٰی عن جمیع ما سواہ والثانی افتقار جمیع ما عداہ الیہ تعالٰی فعلی ھذا یکون معنی کلمۃ
اللہ کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سے اور دوسرے تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالے کی طرف اس تقریر کے موافق معنے کلمہ

التوحید لا مستغنی عن جمیع ما سواہ ولا مفتقر الیہ جمیع ما عداہ الا اللہ تعالٰی اما استغناؤہ تعالٰی
توحید کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام اپنے ماسوا سے اور نہیں ہے کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا کا سوائے اللہ تعالے کے اللہ تعالی کی بے پروائی

عن جمیع ما سواہ فیوجب لہ تعالٰی الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب لہ تعالٰی ھذہ الصفات
تمام ماسوا سے جو ہے اس سے واجب ہوا کہ اللہ تعالے موجود اور قدیم اور باقی ہے اس لیے کہ یہ صفتیں اگر اللہ تعالے کو بضرورت ثابت نہو جاویں

لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئ عن ھذہ الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث مفتقر
تو پھر بلا شبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جونسی نہو گی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الی محدث وکذا یوجب لہ تعالٰی التنزہ عن النقائص ویدخل فی التنزہ عن النقصان وجوب السمع و
ہوتا ہے اور ایسی ہی واجب ہوا اللہ تعالے کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئے واجب ہونا سمع اور

البصر والکلام اذ لو لم یجب لہ تعالٰی ھذہ الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع
بصر اور کلام کا اسلیئے کہ اللہ تعالے کو اگر یہ صفتیں واجب نہو گی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جاینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنہ تلک النقائص وکذا یوجب لہ تعالٰی التنزہ عن الاغراض فی افعالہ واحکامہ اذ لو لم یجب
نقصان کو دور کرے اور ایسی ہی واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالے کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلیئے کہ اگر واجب نہو

لہ تعالٰی التنزہ عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بغرضہ وکذا یوجب لہ تعالٰی ان لا یجب
اللہ پاک کا ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شے کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالے کے ذمہ پر کچھ واجب نہ ہونا

AsliAhleSunnet.com

عليه فعل شئ من الممكنات في لا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك الشئ
کسی فعل کا ممکنات میں سے کرنا اور نہ کرنا اسلیے کہ اگر واجب ہو اوسکے ذمہ پر کچھہ ان دونو میں سے تو البتہ محتاج ہوگا اوس شی کا
ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تاکہ اوس سے کامل بن جاوے اسواسطے کہ اللہ تعالے کو صفات کمال ہی واجب ہوتے ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کے محتاج ہونی سے اللہ کی طرف واجب
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لیے کہ یہہ چاروں صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہوں تو وہ تمام ممکنات کو پیدا کرنے سے
من الممكنات وكذا يوجب له الوحدانية اذ لو يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه غيره في
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہونی ہی اس لیے کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکے ساتھہ ایک اور اللہ سوا اوس کے ہو
الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الممكنات للزوم عجزهما ويؤخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
تو پہر کوئی شی ممکنات میں سے اوسکی محتاج نہو گی کیونکہ بسبب روک ٹوک کے دونو عاجز ہو جاینگے اور جب ممکنات ماسوی اللہ کے
حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه ويؤخذ منه
اوسکی محتاج ہوئیں تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلیے کہ عالم میں سے کچھہ بھی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سے بے پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بھی
ايضا لا يؤثر شئ من المخلوق في اثر ما اذ لو كان في شئ من المخلوقات تاثير في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھہ اثر نہو اسلیے کہ اگر مخلوقات میں سے کسی شی کو کچھ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا
اليه فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب
بلکہ بے نیاز ہوتا اس تقریر کے موافق جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہو گویا کہ وہ یہہ کہتا ہے کوئی واجب الوجود نہیں سوا اللہ تعالی کے اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا الله ولا قادر على ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات
اور قدیم اور باقی سوا اللہ تعالی کے اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سوا اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات لا انتہا کا
الا الله ولا منزه عن جميع النقائص ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شئ من
سوای اللہ تعالے کے اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سے اور غرض سے اپنے افعال اور احکام میں سوائے اللہ تعالی کے اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی چیز میں
المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد ظهر
مخلوقات میں سے سوائے اللہ تعالی کے اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالے کو واجب ہیں اور جو جو اوسکے حق میں محال ہیں اور جو جو جائز ہیں
من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى
اس سے ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کے معنوں کو سمجھنا معرفت الٰہی پر موقوف ہے اور معرفت الٰہی
ليست ضرورية حتى يحصل بالبداهة كمعرفة كون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
بدیہی یعنے ظاہر نہیں ہے تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوے جیسے ایک کو دو کا آدہا جانتے ہیں بلکہ استدلال سے
بالاستدلال الذی هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہو سکتا ہے جسکو نظر فے الدلیل کہتے ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نے یہی ارشاد کیا ہے فرمایا دیکھو کیا کیا
في السموات والارض فمن تركه يكون آثما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده
موجود ہے آسمانوں اور زمین میں پہر جس نے استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار رہوگا اسلیے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو عقل کی نعمت اسی واسطے عطا کی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے ثابت کرے
وقدمه ووحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة والارادة والعلم والحيوة
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکے افعال دلالت کرتے ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہے

AsliAhleSunnet.com

فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پھر اگر اسنے اوس عقل سے استدلال نکیا تو اوسنے عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس وہ گنہگار رہیگا پھر مشیت الٰہی مین رہیگا

ان شاء یعفو عنه و یدخله الجنة بلا عذاب و ان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہے اونکو معاف کر کر جنت مین بلا عذاب داخل کرے اور اگر چاہے اوسکی خطا کے موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کرے

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مومن پر واجب ہے کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کرے تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کے معنون کا سہل ہو جاوے

التی هی ثمن الجنة و سبب الخلاص من العذاب المؤبد و قد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سے رستگاری کا باعث ہو اور علما صاف کہہ گذرے ہین کہ سمجھنا معنون کا لازم ہے

و الا لا ینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریک اللسان
اور نہین تو زبانی پڑھنیوالے کو فائدہ نہین ہے کہ دائمی آگ کے عذاب سے بچے اسواسطے کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانے سے نہین ہوتی ہے

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب معرفة
جبتک کہ اوس کے معنے دل مین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہ ہے کہ اوسکے معنے بسبب معرفت الٰہی کے دل مین متیقن ہون

الله تعالی و لیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سے یہ مراد نہین ہے کہ اوسکی ذات کو دریافت کرے اس لیے کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہو سکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی و ما یستحیل علیه و ما یجوز له لیعلم من ینطق
بلکہ معرفت سو یہ مراد ہے کہ یہ دریافت کرے کہ الله تعالیٰ کے حق مین کیا تو واجب ہو اور کیا محال ہے اور کیا جائز ہو تاکہ دریافت کرنے کلمہ

بها ما نفی عن غیره تعالی و ما اثبت له فانها مرکبة من نفی و اثبات فالمنفی کل فرد من
پڑھنیوالا کیا وصف نفی کیا جا یہ غیر اللہ ہو اور کیا ثابت کیا چاہی الله تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہو نفی اور اثبات سے پس نفی کرتا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی و المثبت فرد واحد من تلک الحقیقة و هو الله تعالی و معنی
معبود حقیقی کا ہے سوائے ذات الٰہی کے اور مثبت ایک فرد واحد ہو معبود حقیقی مین سے کہ وہ ذات الٰہی ہو اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة و هذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
اللہ کے تو یہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کے ہو سکتا ہو کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه و کونه خاصا بذات الله تعالی و ذلک
آوے پر دلیل قطعی سے معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہو اور یہ صفت خاص ہے ذات الٰہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه بکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہے بیشک یہ عالم حادث محدث کا محتاج ہو کر دلالت کرتا ہے کہ اوسکا ایک موجد ہے قدیم واحد

متصفا بالقدرة و الارادة و الحیوة و العلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اس لیے کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہو گا

محدث فیلزم الدور او التسلسل و کلاهما محال و لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پھر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سے زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم و لو لم یکن متصفا بالقدرة و الارادة و العلم و الحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہو گی جسے عالم موجود نہو سکے اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو نے شک

AsliAhleSunnet.com

عاجزا عن ایجاد شیٔ من العالم لان الایجاد اثر القدرة و تاثیر القدرة فی شیٔ من الاشیاء
عالم میں سے ہر ہر ذرہ کی ایجاد سے عاجز ہوگا ایسی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور تاثیر قدرت کی کسی شے میں اوس شے کے ارادہ کرنے پر

یتوقف علی ارادة ذلک الشیٔ و ارادة ذلک الشیٔ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شیٔ
موقوف ہے اور ارادہ اوس شے کا بدون علم اوس شے کے نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ارادہ کسی شے کے ایجاد کا

مع عدم العلم به محال و الاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها
بدون علم اوس شے کے محال ہے اور یہ تینوں صفتیں کب ہو سکتی ہیں بدون حیات کے کیونکہ حیات شرط ہے

فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی و کونه
اس بیان کے مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکے اجزا میں سے یقینی دلیل ہے اللہ تعالے کے وجود پر کہ وہ

قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة و علی استحالة اضدادها و لهذا کان
قدیم اور واحد ہے اور موصوف ہے ان چاروں صفات مذکورہ سے اور دلیل ہے اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اور اسیلیے

بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله تعالی بعده فان
بعضے اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کر کر یہ کہتے ہیں کہ ہمنے جب کسی شے کو دیکھا تو اوسکے ساتھ ہی اللہ تعالے کو دیکھا بیشک

کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاجا الی من یوجده و یربیه لا یزال یتکلم بکلام لا حرف فیه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزا کا چونکہ حادث اور محتاج ہے اپنے پیدا اور پرورش کرنے والے کا ہمیشہ ایسے کلام سے جسمیں نہ حرف ہیں

و لا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة و الارادة و العلم و الحیوة یسمع کلامه
اور نہ آواز یہ کہتا ہے کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہے واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والے

السامعون و لا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون و المراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع
اوسکے کلام سنتے ہیں اور بے تمیز جنکی سمجھ بیکار ہے نہیں سنتے اور سماعت سے مراد سماعت باطنی ہے جس سے وہ کلام سنے جاتے ہیں

به کلام لیس بحرف و لا صوت و لا عربی و لا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات و تشارک
جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جس سے سوا آواز کے کچھ نہ معلوم ہو اور چوپایہ

فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیٔ تشارک فیه البهائم الانسان و الحاصل ان المکلف لا یعرف من
اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شے میں کیا خوبی ہے جسمیں چوپایہ اور انسان یکسان ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی مکلف

صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله و ما لم یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع و البصر
صفات الٰہی میں سے بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہے جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسے سمع اور بصر

و الکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل و تارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کے ثبوت پر کبھی تو استدلال عقلی کرتے ہیں اور کبھی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہ ہے

انها صفات کمال و اضدادها صفات نقصان و اتصافه تعالی بصفات الکمال و عدم اتصافه
کہ یہ صفتیں کمال کی ہیں اور انکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالے کا صفات کمالیہ سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلک الصفات و اما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے ان صفات سے موصوف ہو اور استدلال نقلی یہ ہے کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی و دلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع سے ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہے پس یقین کرنا انکے ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

AsliAhleSunnet.com

اولی من دلیل العقل لان تلک الصفات لا یتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا
بہتر ہے عقلی دلیل سے اسلیے کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہیں نہیں تاکہ ان افعال سے ان صفات کے ثبوت پر استدلال کیا جاوے
لہ تعالی وذاتہ لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث
اور اوسکی ذات کیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات بنسبت ذات الٰہی کی بھی کمالیہ ہیں انکا ثبوت ہی چاہیے ہونا ایسا
لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبۃ الینا ولا یلزم
کہ اگر یہ صفتیں موجود نہوں گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہمارے حق میں ہے اور یہ کچھ لازم نہیں ہے
من کون الشئ بالنسبۃ الینا کمالا ان یکون فی حقہ تعالی کمالا الا تری ان اللذۃ والالم مع کونہما
کہ جو صفات ہمارے حق میں باعث کمال کا ہو تو یہ بنسبت ذات الٰہی کی بھی کمالیہ ہوگیا تجھکو معلوم نہیں ہے کہ لذت اور الم باوجودیکہ
بالنسبۃ الینا کمالا یمتنعان علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی ہذا یلزم فی اثبات
ہمارے حق میں کمال ہیں اللہ تعالی پر ممتنع ہیں اسواسطے کہ جسموں کے عوارض سے ہیں اس بیان کے موافق لازم یوں ہے کہ
تلک الصفات لہ تعالی التمسک بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منہم و
ان صفات کے باب میں دست آویز نقلی بیان کی جاوے انبیا علیہم السلام سے کہ صدق ہر ہر کا اور
امانتہ ونبوتہ بالمعجزۃ القائمۃ مقام قولہ تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسے معجزہ سے ثابت ہو چکی ہے جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہے میرا رسول سچا ہے جو حکم میری طرف سے بیان کرے برابر ہے
کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ لان المعجزۃ تصدیق فعلی من اللہ تعالی لرسولہ لکونہا
کہ تبلیغ بواسطہ قول کے ہو یا فعل کے یا چپ رہنے سے اسلیے کہ معجزہ اللہ تعالے کی طرف سے تصدیق فعلی ہے واسطے رسول کے کیونکہ معجزہ
فعلا من افعالہ تعالی خارقا للعادۃ قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسولہ فی دعواہ الرسالۃ
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے خلاف عادت کے قایم مقام صاف ارشاد کے ہے رسول کی تصدیق کے لیے رسالت کے دعوی میں
فانہ تعالی لما خلق امرا خارقا للعادۃ علی یدہ عند ادعائہ الرسالۃ صار کانہ قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالے نے جب ایک امر خلاف عادت رسول کے ہاتھ پر رسالت کے دعوی کرنے کے وقت پیدا کیا تو گویا یہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہے
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ قال العلماء مثال ذلک ان
تمام احکام میں جو میری طرف سے ادا کرے برابر ہے کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی یا فعلی ہو یا چپ رہنے سے ہو علما نے اسکی یہ مثال بیان کی ہے
رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعۃ وقال انا رسول ہذا الملک یعنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کے روبرو کھڑا ہو کر کہے میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجھکو تمہارے پاس فلانا فلانا حکم دیکر بھیجا ہے
من التکالیف وطلبوا منہ حجۃ تدل علی صدقہ وقال ایۃ صدقی انی اطلب من الملک ان
اور وہ جماعت اوس سے صداقت کی دلیل طلب کرے تب وہ شخص کہے نشان میری صداقت کا یہ ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں کہ
یخالف عادتہ ویقوم من مقامہ ویقعد ثلث مرات وفعل الملک ذلک بطلبہ فلا شک
اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سے تین دفعہ کھڑا ہو اور بیٹھ جاوے پھر وہ بادشاہ اوسکے کہنے سے ویسا ہی کر بیٹھے تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قولہ صدق ہذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی و مفید للعلم
یہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کے ہے یہ شخص سچا ہے جو جو حکم میری طرف سے بیان کرے اور اس سے علم
الضروری بصدقہ لمن شاہد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاہدہ بل وصل الیہ خبرہ
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیگا اور جو شخص نہ دیکھے گا بلکہ اوسکو تواتر سے یہ خبر پہنچیگی

AsliAhleSunnet.com

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزاتہم العلم
اور بیشک یہ مثال رسل علیہم السلام کے حال سے خوب مطابق ہے کہ اونکے معجزہ سے اونکی

الضروری بصدقہم لمن شاھدھا ولمن لم یشاھدھا بل وصل الیہ خبرھا بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہے دیکھنے والوں کو اور جنہوں نے نہیں دیکھا تواتر سے سنکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا

صدقہم بدلالۃ المعجزۃ وجب تصدیقہم فی کل ماجاء وا بہ من عند اللہ تعالٰی وافضلہم
معجزہ کی دلالت سے تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالٰے کی طرف سے لائے ہیں اور تمام انبیا میں افضل

نبینا ومولانا محمد صلے اللہ علیہ وسلم فانہ تعالٰی قد بعثہ الٰی اھل الارض کافۃ لیبلغہم امرہ ونہیہ
اور برتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالٰے نے اونکو تمام اہل روے زمین کے طرف بہیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم و ممانعت

ووعدہ ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرۃ لاحصر لہا لیصدقوہ فوجب علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
اور جزا اور سزا پہنچا دیں اور اونکی تائید کی بہت معجزات سے جنکی انتہا نہیں تاکہ اونکی تصدیق کریں سو واجب ہے اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبروں

وطاعتہ فی کل ما امر والانتہاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
اور واجب ہے اطاعت اونکی تمام حکموں میں اور باز رہنا جس چیز سے ممانعت کریں پہر جو شخص تصدیق نکرے اونکی خبر میں اور اطاعت نکرے اونکی حکم کی اور باز نرہے

عما زجر یکون من الذین قال اللہ تعالٰی فیہم فی القراٰن العظیم الذی ھو افضل معجزاتہ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ
منع کیے ہوئے سے تو وہ اون لوگوں میں سے ہے جنکے حق میں اللہ تعالٰے قرآن شریف میں جو اونکا سب سے بڑا معجزہ ہے فرماتا ہے وہ جیسے چوپایہ

بَلْ ھُمْ اَضَلُّ فانہ تعالٰی شبہہم بالبہائم فی کون مشاعرھم متوجہۃ الی اسباب الدنیا ومقصورۃ
بلکہ اونسے زیادہ بیراہ اللہ تعالٰے نے انسان کو چوپایوں سے مشابہت دی اسباب میں کہ انکی عقلیں دنیا کے مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر

علیہا وعدم التفکر فیما یقرع اذانہم من الاٰیات القراٰنیۃ والاحادیث النبویۃ وعدم الالتفات بہا
ٹھہر گئیں اور ہرگز تامل نہیں ہے اوس میں جو سنتے ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اصلا اودہر توجہ نہیں ہے

بل جعلہم اضل منہا لانہا تدرک ما من شانہا ان تدرک من المنافع والمضار وتجہد غایۃ جہدھا
بلکہ اللہ تعالٰے نے انسانکو چوپایہ سے بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپائے تو اپنی حیثیت کے موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتے ہیں اور خوب کوشش کرتے ہیں

فی جلب ما ینفعہا وسلب ما یضرھا وتنقاد لصاحبہا وتمیز من یحسن الیہا ممن یسیٔ الیہا وھؤلاء
اپنی منفعت کے پیدا کرنے میں اور ضرر کے دفع کرنے میں اور اپنے مالک کی اطاعت کرتے ہیں اور تمیز کرتے ہیں درمیان اونکے جو اونکے ساتھ احسان کرتا اور ضرر پہنچاوے اور یہ آدم

لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتہدون غایۃ جہدھم فی جلب ما یضرھم
ایسے نہیں ہیں اسلیے کہ اصلا نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتے اور ضرر رسان چیز میں مرکہپ کر کوشش کرتے ہیں اور منفعت سے الگ بہگتے ہیں

وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لربہم وخالقہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
اور اطاعت نہیں کرتے اپنے پروردگار اور پیدا کرنیوالے اور روزی دینیوالے کی اور نہیں سمجہتے کہ اون پر اوسنے کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالٰی فیہم یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا
دردناک کی طرف دوڑکر جاتے ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتے پہر وہ اون لوگوں میں ہیں جنکے حق میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے جانتے ہیں اوپر اوپر

مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ یعنی انہم یعلمون ظاھرا حقیرا خسیسا من الدنیا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکہتے یعنی یہ لوگ یہ سب ظاہر کی نمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتے ہیں

وھو ما یشاھدونہ من زخارفہا وملاذھا وسائر احوالہا الموافقۃ لشہواتہم الملائمۃ لاھوائہم
اور یہ جو کہا اونکو نظر آتا ہے دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو اونکی شہوات کے موافق اور اونکی ہوا ہوس کے مطابق ہیں

AsliAhleSunnet.com

وهم غفلون عن الاخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصی ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون
اور وہ آخرت سے جو کہ بڑا مطلب ہے اور عین مدعا ہے بالکل غافل ہین اور انکے دلمین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتے
من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی
دنیا کے حالات کو اسطور کہ اوس سے آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالے
وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلك العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کے علم پر موقوف ہے اور یہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کے مصنوعات مین
والاستدلال بتغیراتها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کے کہ حالات دنیا متغیر ہونے سے حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالے کے جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہے اور بنی آدم نے اپنی نگاہ ظاہر دیکھنے پر چوپایون کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسسے استدلال ہو اوسکے وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہ جانتے ہین کہ جو حدیث مین ہے
من امور الاخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سے سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہے اور جب وہ امور واقع ہونگے تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کے دو قسم ہونگے ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سے یہ دعا مانگتے ہین کہ ہمکو جنتی کرے ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار
صلحا کے دوزخی نہ کرے ہمراہ بدکارون کے

المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة النبی صلی الله علیه وسلم یوم القیمة

بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی قیامت کے دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا سعادتمند آدمی میری شفاعت سے
یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة
قیامت کے روز وہ ہے جسنے کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہے ابوہریرہ کی روایت سے
وفی معناه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه
اور ایسا ہی مضمون ہے جو زید بن ارقم نے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سے وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا ہے واسطے حصول جنت کے جو ان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے مین خلوص
والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده
اور اخلاص ہوا اور معنے خلوص اور اخلاص کے یہ ہین کہ اوسکا حال مقال کے مطابق ہو پھر جسنے لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا یکون فیه شئ من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص
مقال سے نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچھ نہین ہے اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہے
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی
کہ اوسکو یہ قول گناہون سے باز رکھے اور طاعات کی رغبت دلائے اور اگر اوسکو گناہون سے نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

AsliAhleSunnet.com

الطاعات لایکون فیه الخلوص والاخلاص فیخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه
تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہو اور اندیشہ یہ ہے کہ یہ قول اوسمین بطور عاریت کے ہو پہر چہین نہ جاوے
لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصر علی الذنوب قریب من ان
کیونکہ جس شخص مین سواے اصل ایمان کے کچھ نہین ہے اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہے کہ
ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان
درخت ایمان کا جڑ سے اوکھڑ جاوے جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پونہچاوین کہ وہ وسوسے شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتے رہتے ہین کیونکہ
کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فرعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت
جسکی ایمان کی جڑ دلمین خوب نہین بیٹھی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو ابہی کچھ پہل لگا ہے
عند ظهور ملك الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه
تو وہ جب ملک الموت آویگا قائم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہے دل کے اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹھتی ہے اور اوسکی ٹہنیان
فی الاعضاء وانما یظهر ثمره فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ
اعضا کے اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہے کہ طاعات کے پانی سے ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا رہے تاکہ اوسکی جڑ محکم
ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك علی ما ثبت
اور ثابت ہو کر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگے یہ حال وہی خاتمے سے معلوم نہین ہو سکتا اور اصل اسکی جیسے کہ
فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصر علی
علوم عقلی مین ثابت ہی یہ ہو کہ ہر فعل بار بار کرتے کرتے نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہے پہر جو شخص گناہون پر
الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اصرار کرتا ہو اوسکو دل مین محبت گناہون کی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کے وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخص کو
میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت طاعات کی زیادہ ہی تو اکثر اسکو موت کے وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی
اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
زیادہ تہی تو پہر موت کے وقت اکثر وہی گناہ یاد آوینگے پس بعضی وقت نزدیک غلبے کسی شہوت کے شہوتون مین سے
او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمة فاما الذی غلبت ذنوبه
یا کسی گناہ کے گناہون میں سے اوسکی جان نکل جاتی ہو اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہو یہی سبب اوسکا خاتمہ بد کا ہو جاتا ہے اور جس شخص کے گناہ بہت
وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه
اور طاعات سو زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل انہی مین خوش رہا تو ایسے شخص کے حق مین اس کا
عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه
بڑا اندیشہ ہو اسواسطے کہ بعضے وقت مارے غلبہ محبت کے صورت گناہ کی اوسکو دل مین پیدا ہو جاتی ہے اور اوسکا دل ادہر کو مائل ہوتا ہے
ویقبض علیها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن
اور وہین جان نکل جاتی ہے سو خاتمہ بد یہی ہے اور جس شخص نے کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر
تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء واجب
توبہ کر لی سو وہ اس اندیشہ سے محفوظ ہے اس بیان کے موافق ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتے ہین واجب ہے کہ جو جو طاعات

AsliAhleSunnet.com

علیہ من الطاعات وحفظ لسانہ وسائر اعضائہ من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اونکے ذمہ پر واجب ہو ادا کیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سے بچاویں اسواسطے کہ اکثر لوگ یہ قول زبان سے کہتے ہیں

ھذا القول ثم ینزع عنہم فی اخر اعمارہم بسبب اعمالہم الخبیثۃ ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پھر اون سے آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کے چھوٹ جاتا ہے اور دنیا سے بے ایمان مرتے ہیں

وای مصیبۃ اعظم من ھذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمرہ فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کون سی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بھر مسلمانوں میں درج رہا پھر جب موا

ویکون اسمہ فی الاخرۃ من الکفرین لیس الحسرۃ علی الذی یخرج من الکنیسۃ ویدخل فی جھنم
تو آخرت میں اوس کا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اوسکے حال پر نہیں ہے جو بتخانہ سے نکل کر دوزخ میں گرے

وانما الحسرۃ علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جھنم بسبب اعمالہ الخبیثۃ فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکے حال پر ہے جو مسجد میں سے نکل کر بسبب خبیث اعمال کے جہنم میں جاوے بنی آدم باعتبار ایمان کے

علی ضربین منھم من یکون لہ الایمان عاریۃ یسترد منہ ومنھم من یکون لہ الایمان عطاء
دو قسم کے ہیں بعضے ایسے ہیں کہ اونکا ایمان عاریت کا ہے پھر چھین جاوے گا اور بعضے ایسے ہیں کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہے

لا یسترد منہ والعلامۃ فی ذلک ان الذی یمنعہ الایمان من الذنوب ویحملہ علی الطاعات
پھر ہرگز نہیں چھنے گا اور نشان اس میں یہ ہے کہ جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہو اور طاعات کی رغبت دیتا ہو

فالایمان لہ عطاء لا یسترد منہ والذی لا یمنعہ الایمان من الذنوب ولا یحملہ علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہے اوس سے پھر نہیں چھینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہے

فالایمان لہ عاریۃ یسترد منہ لان ایمانہ لو کان صحیحا خالصا لمنعہ من الذنوب ولحملہ علی
تو اوس کا ایمان عاریت کا ہے وہ چھین جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہوں سے روکتا اور طاعات کی رغبت

الطاعات فلما لم یمنعہ من الذنوب ولم یحملہ علی الطاعات علم ان قلبہ الذی ھو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو نہ گناہوں سے روکا اور نہ طاعات پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اس کا دل جو ایمان کا گھر ہے

مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضہ لکن لا یعرف صاحبہ لغلبۃ الھوی علیہ بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبھی بیماری میں سخت مبتلا ہو جاتا ہے لیکن اوس شخص کو بسبب غلبہ ہوا وہوس کے معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعضے وقت

یموت قلبہ وھو لا یشعر بموتہ وعلامۃ ذلک ان لا یولمہ جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوس کا دل مرجاتا ہے اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اس کا نشان یہ ہے کہ دل میں گناہ کے زخم سے الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جبتک

فیہ حیوۃ یتالم بقدر حیوتہ من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضہ صاحبہ لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہے تو اوسکو جتنی اسمیں حیات ہوتی ہے گناہوں کے زخموں سے الم پیدا ہوتا ہے اور کبھی اوس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہے پر

مرارۃ الدواء ولا یصبر علیہا فیؤثر بقاء الالم علی مشقۃ الدواء فان دواءہ فی مخالفۃ ھواہ وذلک
وہ مزے کی دوا کی برداشت نہیں کرتا اور اسپر صبر کرتا ہے پھر درد والم رہنے کو دوا کی مشقت میں اختیار کرتا ہے کیونکہ اوسکا علاج تو خواہش کی مخالفت ہے اور یہ

اصعب شئی علی النفس ولیس لہا شئی انفع من ذلک قال سھل بن عبد اللہ ھواک داؤک فان خالفتہ
نفس پر بڑا ہی دشوار ہے اور اوسکو حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہے اگر تو نے اوسکا خلاف کیا

فذلک دواؤک وقال ایضا ترک الھوی مفتاح الجنۃ لقولہ تعالی واما من خاف مقام ربہ
تو یہی تیرا علاج ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہوا وہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہے واسطے ارشاد الٰہی کے اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے

AsliAhleSunnet.com

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقی
اور روکا جی کو چاؤ سے سو بہشت ہی ہے ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہے جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کر کر اپنے صاحب کی اطاعت کرے اور بدبخت

من يتبع هواه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضى الى الهلاك
وہ ہے کہ اپنی ہوا ہوس کے پیچھے لگا رہے اور اپنے صاحب کی مخالفت کرے بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہے دین کے زہروں سے ہمیشہ کے واسطے مار ڈالتا ہے

الابدی يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك فی هذه
جس دن نہ کام آوے کوئی مال بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا بس جو شخص ڈرتا ہے موت سے اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه فی كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف
دنیا فانی میں اوسپر واجب ہے کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سے اور تمام مہلکات سے بچتا رہے سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدی اولی ان يجب عليه فی كل حال الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم الدين فی
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہے کہ ہر وقت گناہوں سے بچتا رہے کہ وہ دین کے حق میں زہر ہیں بیشک ان زہروں سے

المخوف من هذه السموم فوات الآخرة الباقية التی ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها
یہی اندیشہ ہو کر آخرت فوت ہو جاوے جو ہمیشہ کو باقی ہے اور کئی کئی بار دنیا کے عمریں اوسکی سویں حصہ کو نہیں پہنچتیں

اذ ليس لمدتها آخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفی فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم
کیونکہ آخرت کی مدت کی انتہا اور آخر نہیں ہے اور اوسمیں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوسکے فوت ہونے میں دوزخ کی آگ ہے اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب فی روح الايمان فلا ينفع بعده
پس جلدی کر جلدی طرف توبہ اور استغفار کے پہلی اسکے کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کرے پھر نہ تو پرہیز فائدہ کرے گا بعد اسکے

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من
اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہی قول ثابت ہو جاوے گا کہ یہ

الكٰفرين فيدخل تحت عموم قوله تعالٰى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہے اور اس قول عام کے تلے داخل ہو جاویگا ہمنے ڈالے ہیں اونکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکے سر اُلل رہے ہیں

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكفر فان اذ قد جاء فی الحديث ان الزانی لا يزنی وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سے گھمنڈ میں نہ آنا کہ تو کہنے لگے آیت میں مراد کافر ہیں اسواسطے کہ حدیث میں یہ آیا ہے نہیں ہے کہ زانی زنا کرے اور مومن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفی الايمان الذی هو العلم بالله وملٰئكته وكتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ایمان جو علم ہے اللہ تعالٰے کا اور اوسکے فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکے رسولوں کا سلب

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفی الايمان الذی هو العلم بكون الزنا و
ہو جاتا ہو کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہے اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ایمان کہ جس سے جانتا ہے کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالٰی وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذی هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالٰے کے درگاہ سے دور کرتے ہیں اور باعث ہلاکی کے ہیں وہ جاتا رہتا ہے سو جو شخص اس فرعی ایمان سے محجوب

سيحجب فی الخاتمة عن الايمان الذی هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصی للمطيع انا
تو کیا بعید ہے کہ خاتمے کے وقت اصل ایمان سے بھی محجوب ہو جاوے بعضے علما نے کہا ہے کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع سے کہ میں بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مومن ہوں جیسا تو مومن ہے ایسا ہے کہ کدو کے درخت نے صنوبر سے کہا میں بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہے پھر صنوبر نے اوسکو

AsliAhleSunnet.com

ما قالت شجرۃ الصنوبر لھا فی الجواب انک ستعرفین حالک اذا عصفت ریاح الخریف و
کیا ہے خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لے گا جب آندھیاں خزاں کی چلینگی اور

انقلعت اصولک وانتثرت اوراقک فعند ذلک ینکشف غرورک بمجرد مشارکتک ایای فی
تیری جڑ اکھڑ جاوے گی اور تیرے پتے جھڑ کر بکھر جاوینگے تب تیرا یہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام میں تو بھی میرا شریک ہے

اسم الشجر مع الغفلۃ عن اسباب ثبات الاشجار فکذا العاصی سیعرف حالہ اذا عصفت
درخت کہلاتا ہے پر تجھکو خبر نہیں کہ درخت کیونکر قائم رہتے ہیں سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنے حال سے واقف ہو جائیگا جب موت کی

ریاح الاجل وظھرت سکرات الموت فعند ذلک ینکشف غرورہ بمجرد مشارکتہ للمطیع فی
آندھی چلی گی اور موت کے سکرات پیدا ہونگے تب کھل جاوے گا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلۃ من اسباب ثبات الایمان وھذا امر یظھر عند الخاتمۃ حتی قال بعض
مومن کہلاتا تھا بیخبری میں کہ ایمان کس بات سے قائم اور ثابت رہتا ہے اور یہ حال خاتمے کے وقت کھل جاتا ہے اتنا کہ بعضے

العارفین اذا ظھر ملک الموت للعبد یعلم ذلک العبد انہ لم یبق من عمرہ شئ فیبدو لہ حینئذ
عارف کہتے ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کے پاس آتا ہے تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہے کہ میری عمر کچھ باقی نہیں رہی اب اوسکو اسقدر

من الحسرۃ والندامۃ مالو کانت لہ من الدنیا بجملتھا لکان یبذلھا لیضم الی عمرہ ساعۃ حتی
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہے کہ اگر اوسکے قبضے میں تمام دنیا ہوتی تو نے شک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر میں ایک گھڑی زیادہ ہو جاوے

یتدارک تفریطہ ولا یجد الی ذلک سبیلا فیتجرع غصۃ الیاس عن التدارک وحسرۃ الندامۃ
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کر دے سو اوسکو کوئی سبیل نہو سکیگی سو خوف کی گھونٹ گلا پکڑتے ہوئے تدارک سو لاچار ہو کر پیتا رہیگا

علی تضییع العمر فی ما یضرہ ولا ینفعہ فیجعل روحہ یتغرغر فیغلق عنہ باب التوبۃ فیبقی فی
عمر نے کار کھو کر ایسے کاروں میں جو ضرر پہنچاویں اور نکچھ فائدہ دیں پھر اوسکی جان نکلنے کو گلے میں آواز کریگی اور دروازہ توبہ کے بند ہو جاویگا پھر

الحسرۃ والندامۃ ولذلک قیل ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاویگی اسیلیے کہا گیا ہے اور اونکی توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں برے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ﴾ ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن
موت کہنے لگا میں نے اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتے ہیں برا نادانی سے پھر توبہ کرتے ہیں

قَرِيبٍ﴾ والمراد بالقرب قرب العھد بالمعصیۃ بان یندم علیھا ویمحو اثرھا بحسنۃ یردفھا بھا قبل
شتاب سے اور مراد قرب سے نزدیک زمانہ گناہ کا ہے یعنے گناہ کرتے ہی اوسپر شرمندہ ہو کر اوسکا نشان مٹا دے نیکی سے کہ اوسکو ساتھ ہی عمل کرے

ان یتراکم ظلمتھا علی القلب فلا یقبل المحو ولذلک قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام اتبع السیئۃ
اس سے پہلے کہ اوسکی تاریکی دل پر پھیل جاوے کہ پھر وہ تاریکی ہرگز نہ جائیگی اسیلیے فرمایا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے برائی کے ساتھ

الحسنۃ تمحھا وقال لقمان لابنہ یا بنی لا تؤخر التوبۃ فان الموت تاتی بغتۃ فمن ترک المبادرۃ
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹا دیگی اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بچہ توبہ میں دیر نکرنا کیونکہ موت ناگہاں آجاتی ہی سو جس نے جلد لیے توبہ کو

الی التوبۃ بالتسویف قد یعاجلہ الموت فلا یجد مھلۃ للاشتغال بالمحو ولذلک ورد فی الخبر
اور دیر کرتا رہا کبھی جلد لیے موت اوسکو آلیتی ہے پھر اوسکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کرے اسیلیے حدیث میں آیا ہے

عن ابن عباس انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ھلک المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہلاک ہوئے مسوف یعنی دیر کرنیوالے اور مسوف وہ ہوتا ہے جو یہ کہا کرے کہ ان اب توبہ کرونگا

AsliAhleSunnet.com

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذى لم يفوض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہے کیونکہ وہ کام کی بنا دا لبقا پر رکھتا ہے جو کہ اوسکے سپرد نہیں ہے اور شاید کہ وہ باقی نہ رہے اور جو باقی بھی رہا تو شاید جیسے کہ گناہ اب نہیں چھوڑ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا الا ان عجزه عن الترك فى الحال ليس الا لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه
ویسے توبہ نہیں کرتا کل بھی نہ چھوڑ سکے کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس سے جدا نہیں ہوگی

بل تتضاعف وتتاكد بالاعتياد فليست الشهوة التى اكدها الانسان بالاعتياد كالشهوة التى لم يؤكدها
بلکہ بڑھتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جاویگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نے خوب عادت کر لی ہو ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة فى
اسی ہی لیے کہتے ہیں کہ دیر کرنیوالے ہلاک ہوئے کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیروں میں فرق ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ دن تمام ایک سے ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شىء من المنهيات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہے سو عاقل کو لازم ہے کہ جلد توبہ کرے جب اوس سے کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصى الله تعالى فى شىء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظالمين لقوله تعالى ومن
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالے کی کسی بات میں اور فورًا توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہے واسطے ارشاد الٰہی کے اور جو

لم يتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد
توبہ نہیں کرتا وہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہے جو پیدا ہوتی ہے تین چیزوں سے علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنى
علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہے اور محبوب سے یہ بیچ میں روکدیتا ہے اور حال سو مراد شرمندگی ہے اور معنے

الندم تالم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندگی کے یہ ہیں کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہ سمجھے کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہے اور توبہ تعلق

بالحال والاستقبال والماضى اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فرض
زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سے ہے پھر توبہ کو حال سے تو یہ لگاؤ ہے کہ ترک کرے ہر گناہ کو جسمیں مبتلا ہو اور ادا کرے ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر
جو اوسکے ذمہ پر ہے اور زمانہ استقبال سے یہ علاقہ ہو کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات میں مصروف رہو اور منہیات سے بچتا رہو

العمر واما تعلقه بالماضى فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات ما ترك
اور زمانہ ماضی سو یہ علاقہ ہے کہ تمام قصوروں کا عوض کرے جو زمانہ ماضی میں گذرے ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہے کہ طاعات میں غور کرکر دیکھے کیا ترک

منها والى المعاصى ما فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذا قضى ما عليه
ہوئی ہیں اور معاصی میں تامل کرے کہ کیا کیا عمل میں آئیں پھر اگر اسنے کوئی طاعت ترک کی ہے تو اوسکا تدارک قضا کر کر دے پھر جب تمام فرائض

من الفرائض والواجبات ينظر فى معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفى فيه الندم بالقلب
اور واجبات اپنے ذمہ کی ادا کر چکے تو اپنی معاصی میں غور کرے معاصی میں جو جو صرف حق اللہ کے ہیں تو اوس میں فقط دلسے ہی شرمندگی

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه يرده اليه
اور زبان سے استغفار کرنی کافی ہے اس عزم سے کہ پھر کبھی ایسی حرکت ہرگز نہ کریگا اور حقوق العباد میں سے جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کرے

ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل فى حل يبقى
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سے معاف کرادے اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسپر وبال باقی رہیگا

AsliAhleSunnet.com

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی حل
اب اسکو لازم یہ ہے کہ اوسکے ساتھ بھلائی سے پیش آوے اور اوسکے کاروبار میں کوشش کرے تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہو جاوے اور حاف کردے

فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه علیه الصلوة والسلام قال
کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة
عادت ہے دلوں کی کہ اپنے محسن کے دوست خیرخواہ ہوتے ہیں اور ایذا رسان کے بدخواہ ہوتے ہیں پھر جس کا دل اوسکی بدی کے سبب بیزار

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله
ہو گیا ہے تو بھلائی سے خوش ہو جاویگا پھر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کے اور اپنے کاروبار میں ساعی دیکھ کر خوش ہوگا تو امید ہے کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن
معاف کردے اور اگر وہ معاف نہ کرے بدلا لینے کے تو اوسکی بھلائیاں اوسکے ساتھ اور اوسکی کوشش اوسکی کاروبار میں یہ بھی ایسی حسنات ہیں کہ ممکن ہے

ان یجبر بها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه
کہ قیامت کے دن اوسکی خطا کا بدلہ ہو جاویں اب لائق یہ ہے کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنے میں احسان سے

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلك منه
اور کاروبار میں سعی کرنے سے اتنی محنت اوٹھاوے کہ جتنی اوسی تکلیف دی تھی یہاں تک کہ اگر دونو برابر ہو جاویں تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ وہ بدلہ جاوے

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر
قیامت کے دن بدلہ لیلے اور اگر وہ حق والا غائب ہو یا مرگیا ہو اور ظالم اوس سے معاف نہیں کرا سکتا حقوق غیر

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان
مالیہ کیا ظالم مفلس ہو قدرت نہیں ہے کہ جتنا اوسکے ذمہ پر اوسکا حق مالی ہے اوسکو بھی خیرات کرکے ثواب اوسپر یہ واجب ہے

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر
کہ نیک اعمال بہت کیا کرے اور ہر وقت مظلوم کے حق میں دعا مغفرت کی کیا کرے مومن مرد ہو وہ مظلوم یا مومن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلك یرجی من فضل اللہ تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی
جب اس ظالم نے یہ عمل کیا تو خدا تعالے کے فضل اور کرم سے امید ہے کہ اوسکے مدعی کو قیامت کے دن راضی کردے کیونکہ روایت ہے

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم جالس اذ ضحك حتی بدت ثنایاه
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اچانک اتنا ہنسے کہ دندان مبارک نظر آنے لگے

فقیل له لم تضحك یا رسول اللہ قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما
کسی نے پوچھا کیوں ہنستے ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کے سامنے رب العزت کے آ بیٹھے ایک نے کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال اللہ تعالی اعط اخاك مظلمة فقال یا رب لم تبق من حسناتی
یا الٰہی میرا بدلہ اس سے لے دے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اپنے بھائی کا حق ادا کردے اوس نے عرض کیا یا الٰہی میرے حسنات میں تو کچھ نہیں بچا

شیٔ فقال اللہ تعالی ما تصنع باخیك لم تبق من حسناته شیٔ فقال یا رب فلیحمل
پھر اللہ تعالے نے فرمایا اب تو کیا کریگا اپنے بھائی کے ساتھ کہ اوسکے حسنات میں سے کچھ باقی نہیں رہا پھر عرض کیا یا الٰہی تو میرے گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم لیوم
اوسپر رکھدے پھر بھر آئیں دونو آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا بیشک یہ وہ دن ہے کہ وہاں

AsliAhleSunnet.com

یحتاج الناس فیه الی ان یحمل عنهم اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی للطالب حقہ ارفع بصرك فی نظر
یہ حاجت ہوگی آدمیوں کو کہ اونکے گناہ اوروں پر پڑ جاویں پھر فرمایا کہ الله تعالے یہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تھا اپنی آنکھ اوٹھاکر

الی الجنان فیرفع بصرہ فیری من الخیر والنعم ما یعجبه فیقول لمن هذا یا رب فیقول لمن یعطی ثمنه
بہشت کیطرف تو دیکھ پھر وہ اپنی آنکھ اوٹھاکر ایسی خیر اور نعمتیں دیکھیگا کہ اوسکو بہت پسند آویگی پوچھیگا اے رب یہ کسکے لیے ہیں الله فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دے

فیقول من یملك ثمنه فیقول انت فیقول بماذا یا رب فیقول بعفوك عن اخیك فیقول قد عفوت عنه یا رب
وہ فرماویگا انکے ثمن کی کسکو طاقت ہے فرماویگا تجھکو پھر عرض کریگا کیونکر یا رب الله تعالے فرماویگا یوں معاف کرنیکے اپنے بھائی سو پھر وہ عرض کریگا میں نے معاف کیا

فیقول الله تعالی خذ بید اخیك فادخله الجنة هذا اذا لم یکن صاحب الحق کافرا واما اذا
پھر الله تعالے فرماویگا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑکر جنت میں لیجا یہ کیفیت جب ہے کہ وہ مدعی کافر نہو اور اگر

کان کافرا یکون الامر مشکلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا یوجد طریق
مدعی کافر ہوگا تو پھر بڑی مشکل کی بات ہے کیونکہ وہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کے ہے اوسکی راضی کریگا کوئی طریقہ نہیں ہے

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن الیه ولا لتحمیل اثم الکفر علی المؤمن ولا یرجی منه العفو
اور نہ مومن کا ثواب اوسکو دے سکتے ہیں اور نہ اوس کا کفر کا گناہ مومن پر ڈال سکتے ہیں اور معافی کی بھی کافر سے امید نہیں ہے

فیکون خصومته اشد ولذا اذا کان الحق للبهائم بان ضربها بغیر ذنب او ضرب وجهها
سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہے اور ایسی ہی جب بہائم کا حق ہوگا کہ اوس کو نے خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکے چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم یتعاهد علفها وماءها تکون خصومتها یوم القیمة اشد
یا اوسکی طاقت سے زیادہ لادا ہو یا اوسکے چارہ پانی کی خبر نلے ہو تو اوسکے بھی خصومت قیامت کے دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فیحمل عنها ذنبها ولیست اهلا لاخذ الحسنات فتعین العقاب المجلس
اسلیے کہ بہائم خطاوار نہیں ہوتے ہیں کہ اونکے گناہ انکے ذمہ پر ڈالدیں اور نہ وہ اس لائق ہے کہ حسنات اوسکو دیں پھر عذاب ہی قائم رہا

الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لحرمة النار

قال رسول الله
تیرہویں مجلس اس بیان میں کہ توحید اخلاص دل سے دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہے فرمایا رسول الله

صلی الله علیه وسلم ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه
صلے الله علیه وسلم نے جوکوئی یہ گواہی دے کہ نہیں کوئی معبود سوا الله کے اور بیشک محمد الله کے رسول ہیں سچی دل سے

الا حرمه الله علی النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه معاذ بن جبل وظاهره یقتضی
حرام کردیگا الله تعالے اوسکو آگ پر یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے معاذ بن جبل کی روایت سو ظاہر معنی اسکی یہ ہیں

ان لا یدخل النار کل من یاتی بکلمتی الشهادة وان لم یمتثل بالاوامر ولم ینته عن النواهی ولیس
کہ دوزخ میں نجاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے اگرچہ اوامر کو بجا نلاوے اور مناہی سے باز نرہے اور حقیقت میں

کذلك لان معناه ان کل من یشهد بوحدانیة الله تعالی وبرسالة رسوله ویجری علی موجب
یہ نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو شخص الله کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور اپنے

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهی حرمه الله تعالی علی النار یشیر الی هذا المعنی
شہادت کے رستے پر چلا جاتا ہے اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سے اجتناب کرکر اوسکو الله تعالے آگ پر حرام کردیگا ان معنوں کا اشارہ ہے

قوله علیه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا کانت عن صمیم القلب
اس حدیث میں اس لفظ سے کہ سچی دل سے کیونکہ گواہی جب سچی ارادے دل سے ہوتی ہے

AsliAhleSunnet.com

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنے مولی کی رضامندی کی تلاش کرتا ہو اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سے باز رہ کر اور اگر اوسکی حکم پر عمل کیا اور نہ
ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب و اعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
روکے سے رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہے دل اور اعتقاد سے نہیں ہوا اسلیے کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالے ہے
والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا گواہ ہیں انسان کی زبانی دعوے پر لیس جو شخص اپنی زبان سے ایمانکا دعوی کرے اور وہ اپنے ارکان کو
اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ایمان کے مطابق برتتا ہے تو وہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور اوسکا دعوے ثابت ہے اور اگر اوسنے اپنے ارکان ایمان کے
على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجرى
مطابق استعمال نکیے تو وہ اپنے دعوی میں سچا نہیں ہے اور نہ اوسکا دعوے ثابت ہے اسسے معلوم ہوا کہ جو زبان سے کہا کرتے ہیں
على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضے وقت وہ بات دل اور اعتقاد سے نہیں ہوتی اگرچہ واقع میں سچی ہو جیسے قول منافقون کا رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو تو یہ قول اونکا واقع میں سچا ہی اس لیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى بقوله وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ
اللہ جانتا ہے کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہے لیکن چونکہ وہ منافق اپنے دل اور اعتقاد سے نہیں کہتے تھے تو اللہ تعالی نے اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہے
الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع ولهذا اشترط في
کہ منافق بیشک جھوٹے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتے ہیں اسی لیے گواہوں میں
الشاهد ان يشهد بشئ ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہ شرط ہو کہ گواہی تب دیا کریں جب شئ اونکی عندیہ میں یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہو جب تجھکو آفتاب کے مثال
الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دے پھر جو شخص ایسے مقدمہ کے جو اوسکے نزدیک یقینا ثابت نہیں ہو گواہی دی تو وہ جھوٹا ہو گی اگرچہ واقع میں سچی ہو
ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر
اسی واسطے حدیث میں یہ اعتبار کیا ہے کہ وہ خبر سچی اپنے مرکز اور منبع سے پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوس کا اثر
اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتى الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده
اعضا میں آوے اس تقریر کے موافق جو شخص کلمی شہادت کے پڑھتا ہے تو وہ دعوے کرتا ہے کہ مجھکو انکے معنی یقینا معلوم ہیں
بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر اوسکو اونکے معنی معلوم نہوں تو وہ اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے اور نہ اوس کا دعوی ثابت ہے سبب
يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان بل
وہ مومن کیونکر ہو گا اسلیے کہ زبانی پڑھنے سے بدون معلوم کرنے معنوں کے حقیقت ایمان کی کبھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ
لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب
ضرور ہے واسطے حاصل کرنے حقیقت ایمان کے کہ دونوں کلمہ اونکی معنے سمجھ کر زبان سے پڑھے اسلیے کہ مکلف پر جو عقائد

AsliAhleSunnet.com

على المكلف معرفته من عقائد الايمان وفي حقه تعالى وحق رسله مندرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقائد ایمانی ہیں سب بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولوں کے یقین کرنا واجب ہے تمام ان کلموں میں داخل ہیں پہلی
منهما مركبة من نفي واثبات والذي نفي عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہے نفی اور اثبات سے اور جو چیز کہ غیر اللہ سے سلب اور واسطے اللہ تعالے کے ثابت کی گئی ہے حصر کر کر وہ الوہیت ہی
الالوهية وهي تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه
اور الوہیت میں دو معنے ہیں ایک تو اللہ کی بے نیازی تمام ماسوا سے اور دوسرے حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا
اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالے کی طرف اس بیان کے موافق معنے کلمے کے یہ ہیں نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسوا سے اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام
ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء
ماسوا کا سوا اللہ تعالے کے پس بے نیازی اللہ تعالے کی تمام ماسوا سے واجب کردیتی ہے واسطے اللہ تعالے کی وجود اور قدم اور بقا کو
اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء من هذه الصفات
اس لیے کہ اگر نہ واجب ہوں واسطے اللہ تعالے کے یہ صفتیں تو پھر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اس واسطے کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان صفتوں میں سے
يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في
لازم کردیتا ہے حدوث اور حادث تمام محدث کے محتاج ہوتے ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہے پاک ہونا اللہ تعالے کا
التنزه عن النقائص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
تمام نقصانوں اور نقصان سے پاک ہونے میں یہ بھی داخل ہو کہ البتہ ضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اس واسطے کہ اگر یہ صفات نہوں گی تو پھر اوس میں نقصان
ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه
پایا جاویگا اور حاجتمند ہوگا ایسے امر کا کہ جس سے وہ نقائص رفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہے واسطے اللہ تعالے کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں
اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اس واسطے کہ اگر نہ واجب ہو واسطے اللہ تعالے کی بری ہونا غرض سے تو وہ حاجتمند ہوگا ایسے امر کا جس سے وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہے واسطے اللہ تعالی کے
ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمے کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا کرنا اوس کا اس واسطے کہ اگر واجب ہووے اللہ تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا
الشيء ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تاکہ کامل ہوجاوے اسلیے کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع اسوا کے محتاج الیہ ہونیسے واجب ہوجاتی ہیں واسطے اللہ تعالی کے
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء من
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اس واسطے کہ اگر واجب نہوں واسطے اللہ کے یہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سے ہر شئی کی
الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان في
پیدا کرنے سے اور ایسی ہی واجب ہے واسطے اللہ تعالے کی وحدانیت اس لیے کہ اگر اللہ تعالے واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھ ایک اور دوسرا
الالوهية لم يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزهما ويؤخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
الوہیت میں شریک ہو تو پھر تمام کائنات میں سے کوئی شئے اوسکی محتاج نہوگی اسلیے کہ دونوں عاجز ہوجاوینگے اور ظاہر ہوتا ہے تمام ماسوا کی احتیاج سے طرف اللہ تعالی کے
حدوث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہے کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سے قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالے سے بے نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

AsliAhleSunnet.com

ویوخذ منه ایضا ان لا یؤثر شئ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شئ من المخلوقات تاثیر فی
اس ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو کسی طرح کا کچھ اثر نہیں ہے کیونکہ مخلوقات میں سے اگر کسی چیز میں اثر ہوتا
اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنہ تعالیٰ غیر مفتقر الیہ تعالیٰ فعلی ہذا کل من یقول لا الٰہ
تو البتہ وہ اثر اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا اللہ تعالیٰ کا حاجت مند نہ ہوتا اس بیان کے موافق جو شخص لا الٰہ
الا اللہ یصیر کانہ یقول لا واجب الوجود الا اللہ ولا واجب القدم والبقاء الا اللہ ولا قادر علی
الا اللہ کہتا ہے وہ شخص گویا یہ کہتا ہے کوئی نہیں واجب الوجود سوائے اللہ کے اور نہ کوئی قدیم اور باقی والا سوا اللہ کے اور نہ کوئی تمام
ایجاد الممکنات کلہا الا اللہ ولا عالم بما لا یتناہی من المعلومات الا اللہ ولا منزہ عن جمیع النقائص
الاشیاء ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوا اللہ کے اور نہ کوئی جاننے والا معلومات غیر متناہی کا سوا اللہ کے اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سے
ولا عن الاغراض فی افعالہ واحکامہ الا اللہ ولا مؤثر فی شئ من المخلوقات الا اللہ وعلی ہذا القیاس
اور نہ پاک غرضوں سے افعال اور احکام میں سوا اللہ کے اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوا اللہ کے اور اسی قیاس پر
کل ما وجب فی حقہ تعالیٰ واستحال علیہ وجاز لہ فقد ظہر من ہذا ان فہم معنی کلمۃ
جو جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہیں! اور کی نسبت محال ہیں اور جائز ہیں اس سے خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کے معنوں کا
التوحید یتوقف علی معرفۃ اللہ تعالیٰ ولیس المراد من معرفۃ اللہ تعالیٰ معرفۃ ذاتہ لان ذاتہ تعالیٰ
معرفت الٰہی پر موقوف ہے اور معرفت الٰہی سے مراد یہ نہیں ہے کہ ذات الٰہی کا ادراک کرے اسلیے کہ ذات الٰہی
لیست معلومۃ للبشر بل المراد بہا معرفۃ ما یجب فی حقہ تعالیٰ وما یستحیل علیہ وما یجوز لہ
کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کے لیے واجب ہیں اور جو اوس پر محال ہیں اور جو جائز ہیں
لیعلم الموحد عند التکلم بہا ما ینفی عن غیرہ تعالیٰ وما یثبت لہ تعالیٰ فالمنفی فیہا کل فرد من
تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتے ہوئے معلوم ہووے کہ کون سی صفت کو غیر اللہ سے سلب کرے اور کیا کیا اللہ تعالیٰ کو ثابت کرے سو مسلوب اس کلمہ میں افراد سے
افراد حقیقۃ الالٰہ سوی اللہ تعالیٰ والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقۃ وہو اللہ تعالیٰ ومعنی
افراد حقیقہ اوس کی سے سوا اللہ تعالیٰ کے اور مثبت ایک فرد ہے اوس حقیقت میں سے یعنے اللہ تعالیٰ اور معنے
الالٰہ ہو الواجب الوجود المستحق للعبادۃ وہذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکہ ان یصدق
الٰہ کے واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہ معنے کلی ہیں باعتبار صرف تصور کے بہت افراد پر صادق آسکتے ہیں
علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی یدل علی استحالۃ التعدد فیہ وعلی کونہ خاصا بذات اللہ تعالیٰ
پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہے کہ زیادہ ایک سے محال ہے اور خاص اس ہی ذات پاک الٰہی سے
وذلک الدلیل وجود العالم فانہ لکونہ حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان لہ محدثا وذلک المحدث
اور وہ دلیل یہ ہے عالم کا وجود ہے یہ عالم حادث ہونے سے محدث کا محتاج ہو کر یہ دلالت کرتا ہے کہ اس عالم کا کوئی محدث ہو اور وہ محدث
لابد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والحیوۃ والعلم لانہ لو لم یکن قدیما بل کان
ضرور ہے کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اس لیے کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ
حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاہما محال ولو لم یکن واحدا بل کان
حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پھر دور لازم آوے گا یا تسلسل اور یہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ
اکثر من واحد لوقع بینہما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرۃ والارادۃ
ایک سے زیادہ ہوں تو اون میں آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہو سکے اور اگر صاحب قدرت و ارادہ

AliAhleSunnet.com

والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ
اور علم اور حی نہو تو سراسر عاجز ہوگا عالم میں کچھ نہ پیدا کر سکیگا اسلیے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہے اور اثر قدرت کا کسی شئ میں

من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلک الشئ وارادة ذلک الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی
اشیاء سے بدون ارادہ اوس شئ کے نہیں ہو سکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کے نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ارادہ کسی شے کے

ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بھذہ الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها
پیدا کرنے کا بن جانے بوجھے محال ہے اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کے نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات ان میں شرط ہے

شرائطها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی
اس بیان کے موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا عالم کے ذرات میں سے یقینی دلیل ہے وجود الٰہی

وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم ہر کہ وہ واحد ہے موصوف ہر ان چاروں صفات مذکورہ سے اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسی لیے

کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله بعده فان
بعضے اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کر کر یہ کہتے ہیں ہمنے جب کسی شے کو دیکھا تو بعد اوسکے اللہ کو دیکھا بیشک

کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف
ہر ہر ذرہ عالم کے ذرات کا اس سبب سے کہ وہ حادث ہیں اور اپنے موجد کے محتاج ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتے ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہے

فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع
اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہے

کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اون کے کلام کو سمجھ والے سب سنتے ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتے جنکی سماعت نے کارہو اور سماعت سو مراد وہ سماعت باطنی ہو جسمیں

یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الاصوات
وہ کلام سنے جاتے ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جس سے صرف آواز سنی جاوے

وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیه البهائم الانسان فالحاصل ان الانسان
اور اوس میں بہائم بھی انسان کے شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا خوبی ہے جسمیں آدمی اور چوپائے یکساں ہوں حاصل یہہ ہے کہ انسان

لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی
صفات الٰہی میں سے عقل کے زور سے وہی جان سکتا ہے جن پر اوسکی افعال دلالت کرتے ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتے

کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
جیسے سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پہ واسطے اللہ تعالے کی کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کے ثبوت پر واسطے اللہ تعالے کے یہہ ہو کہ یہہ صفتیں کمال کے ہیں اور انکی ضدیں صفتیں نقصان کی

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور اللہ تعالے کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سے اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہو پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالے کا

بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سے اور استدلال نقلی ان صفات کے ثبوت پہ واسطے اللہ تعالے کے یہہ ہو کہ شرع سے ثبوت ان صفات کا عیان ظاہر ہے

AsliAhleSunnet.com

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك
واسطے اللہ کے پس واجب ہوا یقین کرنا انکے ثبوت کا واسطے اللہ تعالے کے اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہے دلیل عقلی سے اس لیے

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن
کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال سے استدلال کیا جاوے اوپر ثبوت ان صفات کے اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم
معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالے کے لیے صفات کمالیہ ہیں ان صفات سے موصوف ہونا ہی ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سے موصوف نہو گا

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو اوسکی ضدین پائی جاوینگے بلکہ یہ صفات ہمارے حق میں کمالیہ ہیں اور ہمارے حق میں کمالیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا

الينا كمالا ان يكون فى حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا ممتنعان
کہ اللہ تعالے کے واسطے بھی کمالیہ ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجود دیکہ ہمارے حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کر کر محال ہیں

فى حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتى الشهادة
کیونکہ یہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پہلی کلے میں دونو شہادت کے کلموں میں سے

تضمنت الاقسام الثلثة التى يجب على المكلف معرفتها فى حقه تعالى وهى ما يجب فى حقه تعالى
تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطے اللہ تعالے کے مکلف پر واجب ہے یعنی جو واجب ہے واسطے اللہ تعالے کے

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب فى حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل
اور جو اوسپر محال ہے اور جو جائز ہو اور صفات واجبہ سے مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سے مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون
صفات سلبیہ ہیں اور جائز سے مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسرے کلمے میں یہ حکم ہے کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد فى معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور
محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی معرفت کے واسطے کوئی دلیل ضرور چاہیے اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کے ہاتھ پر بوقت دعوے رسالت کے کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سے فعلی تصدیق ہے واسطے اپنے رسول کے اسلیے کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول فى تصديق رسوله فى دعواه الرسالة فانه تعالى
ہے اللہ تعالی کے افعال میں سے خلاف عادت کے گویا صاف ارشاد ہے واسطے تصدیق اپنے رسول کے رسالت کے دعوے میں کیونکہ اللہ تعالی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولى فى كل
جب ایک امر خلاف عادت اپنے رسول کے ہاتھ پر رسالت کا دعوے کرتے وقت پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہے

ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام
جو جو حکم میری طرف سے بیان کرے برابر ہے کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کے ہو علما کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص

فى مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا
بادشاہ کے دربار میں ایک جماعت کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجھکو تمہارے پاس فلانی فلانی حکم دیکر بھیجا ہے اوس جماعت نے

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقى انى اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من
اوس ایلچی سے حجت طلب کی جس سے اوس کا صدق معلوم ہو اوس شخص نے کہا نشان میری صدق کا یہ ہے کہ بادشاہ سے میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کے خلاف تین دفعہ کھڑا ہو

AsliAhleSunnet.com

مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق
اور بیٹھ جاوے پھر بادشاہ نے اوسکی کہنے سے یہی کیا پس تو بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس قول کی ہے
هذا الرجل فی کل ما يبلغ عنی ويفيد العلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من
یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو میری طرف سے بیان کرتا ہے اور اس سے علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہ حرکت دیکھیگا
الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول
اور اوسکو جو نہیں دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کے خبر پہنچیگی اور بیشک یہ مثال مطابق ہے رسول علیہ السلام کے حال سے
عليه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل
کہ معجزہ سے یہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہے دیکھنے والے کو اور اوسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ
اليه خبرها بالتواتر وان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه و
اوسکو بطور تواتر کے خبر ملتی ہو پھر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سے واسطی ہمارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
سلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم فی معناه فيجب فی حق جميعهم
تو لازم ہے کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سے واسطے اور انبیا کے بھی کیونکہ وہ بھی نبوت میں یکسان ہیں پس سب کے حق میں
الصدق والامانة وتبليغ ما امروا تبليغه للخلق ويستحيل فی حقهم اضداد هذه الصفات وهی الكذب
صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطے خلق کے واجب ہو اور اون کے حق میں خلاف ان صفات کا محال ہے یعنی جھوٹ
والخيانة وكتمان شئ مما امروا تبليغه للخلق ويجوز فی حقهم من الاعراض البشرية مما لا يؤدی الى النقص فی مراتبهم
اور خیانت اور چھپانا کسی حکم تبلیغی کا واسطے خلق کے اور جائز ہے اونکی نسبت حالات بشری جس سے مرتبہ میں کچھ عیب نہ لگتا ہو
كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة
جیسے بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اون کے لیے اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلیے ہے کہ اللہ تعالے اونکی تصدیق معجزے سے کرتا ہی جو قائم
مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق
مقام صاف ارشاد کے ہے پھر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جائز ہو تو پھر اللہ تعالے پر جائز ہوگا اس لیے کہ
الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم
جھوٹے کی تصدیق بھی جھوٹ ہی ہوتی ہے اور کذب اللہ تعالے پر محال ہے اور امانت کا واجب ہونا اون کے لیے اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسلیے ہے
لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء
کہ اگر وہ خیانت کریں کسی کام میں کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کام پلٹ کر طاعت ہو جاوے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے خلقت کو یہ حکم فرمایا ہے
بهم فی افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر
کہ انبیا کی افعال اور اقوال اور سکوت میں پیروی کریں اور اللہ تعالے حرام یا مکروہ کا حکم نہیں فرماتا سو اگر علم الٰہی میں انبیا سے خیانت سرزد ہوسکتی تو
الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم
خلقت کو کبھی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے اونکو تمام محرمات اور مکروہات سے معصوم پیدا کیا ہے پس اون سے وہ
الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة
کام عمل میں آتا ہے جو واجب ہو یا مستحب ہے یا مباح ہو یہ حال بلحاظ کیفیت اوسکے عمول کی ہے اور اگر خیال کیجیے انبیا کی طرف تو حق یہ ہے کہ اونکی افعال محصور ہیں
بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوات بل انما يقع منهم
درمیان فقط وجوب اور مستحب کے مباح بھی اون سے عمل میں نہیں آتا جیسے اور عوام سے موافق شہوات کے عمل میں آتا ہے بلکہ اونسے سو لسے

AsliAhleSunnet.com